اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه
نامِ اقدس ﷺ سن کر
انگوٹھے چومنے
کا مدلل ثبوت
علامہ سعید اللہ خان قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہ

نامِ اقدس ﷺ سن کر

انگوٹھے چومنے

کا مدلل ثبوت

مصنف

علامہ سعید اللہ خان قادری

باہتمام

محقق اہلسنت استاذ المکرم مفتی محب الرحمٰن محمدی مدظلہ العالی

ناشر

مکتبہ میاں گل جان

نارتھ ناظم آباد پہاڑ گنج عثمان غنی کالونی بلاک R کراچی

نام کتاب	نام اقدس ﷺ سن کر انگوٹھے چومنے کا مدلل ثبوت
مصنف	علامہ سعید اللہ خان قادری
باہتمام	محقق اہلسنت استاذ المکرم مفتی محب الرحمٰن محمدی مدظلہ العالی
کمپوزنگ	علامہ سعید اللہ خان قادری
طباعت	جمیل برادرز: 0332-2316945
سن اشاعت	جنوری 2008 محرم الحرام ۱۴۲۹ھ
تعداد	1000
صفحات	160
ہدیہ	

ناشر

مکتبہ میاں گل جان

نارتھ ناظم آباد پہاڑ گنج عثمان غنی کالونی بلاک R کراچی

فہرست

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

انتساب

فقیر اس تصنیف کو قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، شیخ طریقت رہبر شریعت، سیدی و مرشدی قبلہ حضرت سید میاں گل صاحب قادری دامت برکاتہم العالیہ اور پیر طریقت رہبر شریعت حضرت پیر میاں سید علی شاہ قادری دامت برکاتہم العالیہ کی بارگاہ عظمت پناہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ جن کی روحانی امداد و اعانت سے مجھ جیسے ناچیز کو اس کتاب کی تصنیف کی توفیق حاصل ہوئی۔

خادم علمائے اہلسنت

سعید اللہ خان قادری

آستانہ عالیہ قادریہ غوثیہ

نارتھ ناظم آباد پہاڑ گنج عثمان غنی کالونی بلاک R کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

الحمدلله رب العلمين والصلاة والسلام على حبيبه ونور عرشه وزينة فرشه سيدنا محمد ﷺ وآله وازواجه واصحابه اجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين.

مسلمان بھائیوں سے عاجزانہ دست بستہ عرض ہے۔ پیارے بھائیو! السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالیٰ آپ سب حضرات کو اور آپ کے صدقے میں اس ناچیز کثیر السیآت کو دین حق پر قائم رکھے۔ اور اہل سنت والجماعت کی خدمت کرنی کی توفیق عطاء فرمائیں اور اپنے حبیب ﷺ کی سچی محبت دل میں سچی عظمت دے اور اسی پر ہم سب کا خاتمہ کرے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

دور حاضر سائنسی ترقی کے اعتبار سے از حد روشن و تابناک ہے۔ نجانے کتنی ان دیکھی دنیائیں اس کی راہ تک رہی ہیں۔۔ یہ عروج یقیناً خوش کن ہے۔ مگر ہے تو محض جسمانی پرواز۔ جہاں تک روحانی و اخلاقی ترقی کا تعلق ہے۔ انسان اس سے روز بروز محروم ہوتا جا رہا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے خطہ ارضی ظلم و ستم کے ہولناک طوفان کی زد میں ہے۔ وہ مسلمان جسے قدرت نے شعور و اخلاص سے نوازا ہے۔ یقیناً اس صورت حال پر آٹھ آٹھ آنسو روتا ہے اور کیوں نہ روئے؟ آفات و حادثات کی پے در پے بارشوں نے عالم اسلام کی بنیادیں کھوکھلی

کر دی ہیں۔ ایک زخم ابھی بند نہیں ہوتا کہ دوسرا شروع ہو جاتا ہے۔ جسد ملت جو اس طرح داغ داغ ہو چکا ہے آخر اس کا مداوا کیا ہے؟ یقین جانئے اس کا ایک ہی مداوا ہے۔ اور وہ ہے جذبہ عشق رسول ﷺ، عشق رسول ﷺ سے قرب رسول ﷺ نصیب ہوگا اور یہی قرب رسول ﷺ دنیا و آخرت میں کامیاب ہونے کا ذریعہ ہے۔ اسی کامیابی کا اصل ہے تعظیم رسول ﷺ۔ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنا اسی تعظیم رسول ﷺ میں داخل ہیں۔

حضور انور ﷺ کے اسم گرامی پر انگوٹھے چومنا ایک مستحب عمل ہے اس میں معلم و مقصود کائنات ﷺ کے نام کی تعظیم اور توقیر بھی ہے اور آپ ﷺ سے محبت کا اظہار خیال بھی۔ معلم کائنات ﷺ کی محبت اصل ایمان ہے دین سرکار ﷺ کے کردار و گفتار کا نام ہے خالق و مالک نے ہمارے آقا و مولا ﷺ کے فعل کو اپنا فعل ان کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ اور ان کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِداً وَّمُبَشِّراً وَّ نَذِیْراً (۸) لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُعَزِّرُوْہُ وَ تُوَقِّرُوْہُ وَتُسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا (۹)

(سورۃ فتح پارہ ۲۶ آیت ۹،۸)

ترجمہ:...... بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاظر و ناظر اور خوشی اور ڈر سناتا تا کہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔

(کنزالایمان)

اول یہ لوگ اللہ و رسول پر ایمان لائیں۔ دوم یہ کہ دائرہ نبوت و رسالت کے مکمل اور پورا فرمانے والے آخری رسول خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی کمال تعظیم و توقیر کریں۔ سوم یہ کہ خالق کائنات کی عبادت و طاعت میں رہیں۔ اہل اسلام ان ہر سہ بنیادی مقاصد دینیہ کی پیاری ترتیب ملاحظہ ہو کہ سب سے پہلے ایمان کو اور سب سے پیچھے اپنی عبادت کو اور بیچ میں اپنے پیارے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کی کمال تعظیم و توقیر کو رکھا گویا وہ ایمان و عبادت میں اسکی

ہے جیسے بدن میں جان یا مکان میں مکین۔

علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی متوفی ۱۲۲۳ھ لکھتے ہیں۔

ویوخذ من هذه الاية ان من اقتصر على تعظيم الله وحده اوعلى تعظيم الرسول وحده فليس بمومن بل المومن من جمع بين تعظيم الله تعالى وتعظيم رسوله ولكن التعظيم فى كل بحبه فتعظيم الله تنزيهه عن صفات الحوادث و وصفه بالكمالات وتعظيم رسوله اعتقاد انه رسول الله حقا وصدقا لكافة الخلق بشيرا و نذيرا الى غير ذلک من اوصافه السنية وشمائله المرضية.

ترجمہ:...... اس آیت تعزروہ وتوقروہ سے ثابت ہوا کہ جو صرف تعظیم خدا کرے یا صرف تعظیم رسول کرے وہ مومن نہیں۔ بلکہ مومن وہ ہے جو تعظیم خدا وتعظیم مصطفےٰ ﷺ دونوں کرے۔ لیکن ہر ایک کی تعظیم اس کی شان کے مطابق ہوگی پس اللہ تعالیٰ کی تعظیم رب کو صفات حوادث سے منزہ بتانا اور وصف کمالات سے موصوف ماننا ہے اور تعظیم رسول یہ ہے کہ یہ اعتقاد رکھنا کہ حضور اللہ کے سچے رسول ہیں تمام مخلوق کے لئے خوشخبری دینے والے اور ڈر سنانے والے ہیں۔ علاوہ ازیں حضور کے عالی مرتبہ اوصاف اور پسندیدہ خصلتوں کا معتقد ہو۔

(تفسیر صاوی ج ۵ ص ۲۰۸ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

حافظ ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ لکھتے ہیں۔

ان حقوق رسول الله ﷺ اجل واعظم واكرم والزم لنا و اوجب علينا.

ترجمہ:...... آپ ﷺ کے حقوق زیادہ اور عظیم ہیں اور ہم پر لازم اور واجب ہیں۔

(الجامع لشعب الایمان ج ۳ ص ۹۵ مطبوعہ مکتبۃ الرشد الریاض)

امام قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ھ لکھتے ہیں۔

واعلم ان حرمة النبى ﷺ بعد موته و توقيره و تعظيمه لازم كما كان حال حياته وذالک عند ذكره ﷺ و ذكر حديثه و سنته وسماع اسمه وسيرته ومعاملة اله وعترته وتعظيم اهل بيته وصحابته.

ترجمہ:...... یعنی جان لو بے شک نبی کریم ﷺ کی عزت وحرمت اور آپ کی تعظیم وتوقیر آپ کی وفات کے بعد بھی اسی طرح ضروری ولازم ہے جس طرح آپ کی ظاہری حیات میں ضروری ولازم تھی اور اس کا اظہار خاص طور پر آپ ﷺ کے ذکر مبارک اور آپ کی حدیث شریف کی تلاوت اور آپ کی سنت اور آپ کے نام مبارک اور آپ کی سیرت طیبہ کے سنتے وقت ہونا چاہیے۔

(شفا شریف ج۲ص۲۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ لکھتے ہیں۔

اوجب علینا تعظیمہ وتوقیرہ ونصرتہ محبتہ والادب معہ فقال تعالی انا ارسلنک شاھدا. (الایۃ)

ترجمہ:...... امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت انا ارسلنک ...... الخ سے ہم پر حضور کی تعظیم اور توقیر اور حضور کی مدد اور محبت اور حضور کا ادب لازم و ضروری قرار دیا۔

(جواہر البحار)

علامہ الفاضل الکامل الشیخ اسمعیل حقی حنفی متوفی ۱۱۳۷ھ "ما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ" پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۵۳ کے تحت لکھتے ہیں۔

والحاصل انہ یجب علی الامۃ ان یعظموہ علیہ الصلوۃ والسلام ویوقروہ فی جمیع الاحوال فی حال حیاتہ و بعد وفاتہ فانہ بقدر ازدیار تعظیمہ و توقیرہ فی القلوب یزداد نورالایمان.

ترجمہ:...... اور خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضور کی حیات دنیاوی کی حالت میں اور بعد پردہ پوشی غرض ہر حالت میں حضور کی تعظیم وتوقیر امت پر لازم اور ضروری ہے۔ کیونکہ دلوں میں جتنی حضور کی تعظیم بڑھے گی اتنا نور ایمان بڑھے گا۔

(تفسیر روح البیان ج۷ ص۲۱۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

علامہ عبداللہ سراج الدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ان ذکر شمائلہ ﷺ وسماع اوصافہ ونعوتہ تحیا قلوب

المحبين وتطرب ارواحهم وعقولهم ويزداد حبهم ويتحرك اشتياقهم.

ترجمہ:...... یعنی آپ ﷺ کے شمائل مبارکہ کا ذکر اور آپ ﷺ کے اوصاف ومحاسن کا سماع اہل محبت کے دلوں کو زندگی بخشتا ہے اور ان کے ارواح وعقول خوشی سے مچل اٹھتے ہیں ان کی محبت میں اضافہ اور ان کے شوق میں جلا پیدا ہوتی ہے۔

(سیدنا محمد رسول اللہ ص۸ مطابع الاصیل حلب سوریا)

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنهما فی قوله و يعزروه يعنى الاجلال و يوقروه يعنى التعظيم يعنى محمدا ﷺ.

ترجمہ:...... عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ کے اس قول ویعزروہ کی تفسیر میں منقول ہے یعنی تعظیم کریں۔ اور یوقروہ کے معنی بھی تعظیم کریں یعنی حضور ﷺ کی۔

(الدر المنثور فی التفسیر الماثور ج۶ ص۱۱۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام محمد باقی زرقانی متوفی ۱۱۲۲ھ لکھتے ہیں۔

اعلم ان المحبة (اللام عوض عن المضاف اليه اى محبة المصطفى عليه التحية والسلام والثنا. زرقانی) كما قال صاحب المدارج (اى مدارج السالكين اسم لشرح ابن القيم على كتاب منازل السائرين لشيخ الاسلام عبدالله بن محمد بن على الانصارى المتوفى ۴۸۱ زرقانی) هى المنزلة (الرتبة العلية) التى يتنافس فيها المتنافسون واليها يشخص العاملون والى علمها شمر السابقون و عليها تفانى المحبون وبروح نسيمها تروح العابدون فهى قوت القلوب و غذاء الارواح وقرة العيون وهى الحياة التى من حرمها فهو جملة الاموات والنور الذى من فقده ففى بحار الظلمات والشفا الذى من عدمه حلت بقلبه جميع الاسقام واللذة التى من لم يظفربها فعيشه كله هموم وآلام وهى روح الايمان والاعمال والمقامات والاحوال التى متى خلت (تلك الاربعة زرقانی) منها فهى كالجسد الذى لاروح فيها تحمل اثقال السائرين الى بلد لم يكونوا الا بشق الا نفس بالغيه وتوصلهم الى منازل لم يكونوا بدونها ابدا واصليها و تبوؤهم من مقاعد الصدق الى مقامات لم يكونوا لولا هى داخليها

(وفیہ تلمیح لمعنی ان المتقین فی جنات ونہر فی مقعد صدق والتقوی بالایمان لاتکون الامع محبۃ الرسول زرقانی) وھی مطایا القوم التی سراھم فی ظھورھا دائما الی الحبیب و طریق ھم الا قوم الذی یبلغھم الی منازلھم الاولی (التی کانوا بھا فی صلب آدم وھی الجنۃ) من قریب (بدون عذاب قبل دخولھا للمحبۃ) تاللہ لقد ذھب اھلھا (المحبۃ) بشرف الدنیا والآخرۃ اذلھم من معیۃ محبوبھم (المشارلھا بقولہ انت مع من احببت) او فر نصیب. الخ.

ترجمہ:......یعنی یقین کر کہ بے شک مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت (جیسا کہ ابن قیم نے مدارج السالکین میں کہا ہے) ایسا بلند مرتبہ ہے کہ اس کو حاصل کرنے میں سبقت سے حاصل کرتے ہیں۔ سبقت سے حاصل کرنے والے اور اس کے حاصل کرنے میں عاملین مجتہدین اپنی نظریں اٹھاتے ہیں۔ اور اس کی معرفت کے لیے سابقین کوشش کرتے ہیں اور اسی حب مصطفیٰ کے عالی رتبہ حاصل کرنے میں عشاقان سید عالم ایک دوسرے سے غلبہ چاہتے ہیں۔ اور اسی حب نبوی کی نسیم کی راحت سے عابد لوگ راحت پاتے ہیں۔ تو یہ حب سید عالم دلوں کی خوراک وطعام ہے۔ اور روحوں کی غذا ہے اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور یہ حب محبوب خدا وہ حیات ہے جو اس سے محروم ہے وہ مردوں میں شمار ہے۔ اور یہ وہ نور ہے کہ جس کے پاس یہ مفقود ہے۔ تو وہ تاریکیوں (ظلمات) کے سمندروں میں غرق ہے۔ اور یہ وہ شفا ہے جس کے پاس یہ معدوم ہے تو اس کے دل میں تمام امراض طویلہ داخل ہو گئیں۔ اور یہ وہ لذت ہے جو اس سے محروم رہا تو اس کا سلب عیش غموں اور دردوں والا ہوا۔ اور یہ حب حبیب خدا ایمان اعمال (صالحہ) مقامات (علیہ) حالات (رفیعہ) کی وہ روح ہے جب یہ چاروں اس حب نبی سے خالی ہوں تو یہ چاروں چیزیں اس جثہ کی طرح ہیں کہ جس میں روح نہ ہو۔ یہ حب سرکار مدینہ بلد محبوب حقیقی کی طرف سیر کرنے والوں کے بوجھ اٹھاتی ہے جس تک وہ بغیر مشقت نفسوں کے نہ پہنچ سکے اور یہ حب نبی ان کو ایسے منازل عالیہ و مقامات رفیعہ تک پہنچا دیتی ہے کہ اس حب رسول کے بغیر وہ کبھی ان منازل تک نہ پہنچ سکتے

اور یہ حب محبوب خدا ان کو ملیک مقتدر کے کے حریم قدس میں مجالس صدق کے اپنے مقامات میں بٹھاتی ہے۔ کہ وہ واصلین حضرت الوہیت اس حب حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کے بغیر کبھی اس میں داخل نہ ہو سکتے۔ اور یہ حب مصطفیٰ علیہ الصلوۃ والسلام قوم واصلین الی اللہ کی وہ سواری ہے کہ ان کو اپنے ظہور اور نورانیت میں رات کے اول اور درمیانے اور آخری حصہ میں ہمیشہ محبوب حقیقی کے میدان قرب میں سیر کراتی ہے اور یہ وہ مضبوط راستہ ہے کہ ان کو پہلی منزل یعنی بہشت میں عنقریب بغیر دخول عذاب کے پہنچا دے گا۔ اللہ کی قسم محبین وعشاقان سید عالم دارین کا شرف لے گئے اس لئے کہ ان کو حب حبیب خدا کی وجہ سے معیت محبوب سے وافر حصہ ملا (اگرچہ بظاہر دور ہیں بباطن ہر وقت پیش حضور ہیں۔

(زرقانی علی المواهب ج ۶ ص ۲۸۰۔۲۸۱ مطبوعه دارالمعرفة بیروت)

امام المحدثین ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں۔

عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیه من والده و ولده والناس اجمعین۔

ترجمہ:.....حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ میں اسے اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے عزیز تر ہو جاؤں۔

(صحیح البخاری ج ۱ ص ۱۷ رقم الحدیث ۱۵ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)، (صحیح مسلم ج ۱ ص ۶۷ رقم الحدیث ۴۴ مطبوعه داراحیاء التراث العربی بیروت)، (سنن ابن ماجه ج ۱ ص ۲۶ رقم الحدیث ۶۷ مطبوعه دارالفکر بیروت)، (المسند المستخرج علی صحیح الامام مسلم امام ابونعیم الاصبهانی ج ۱ ص ۱۳۳ رقم الحدیث ۱۶۵ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)، (مسند ابو عوانه ج ۱ ص ۴۱ رقم الحدیث ۹۰ مطبوعه دارالمعرفة بیروت)، (مسند عبد بن حمید ج ۱ ص ۱۵۵ رقم الحدیث ۱۱۷۵ مکتبة السنة القاهرة)، (جامع المسانید والسنن ابن کثیر ج ۲۲ ص ۱۲۱۸ رقم الحدیث ۱۸۷۷ مطبوعه دارالفکر بیروت)، (شرح السنة امام بغوی ج ۱ ص ۸۵ رقم الحدیث ۲۲ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)، (جامع الاحادیث الکبیر

ج ۸ ص ۳۱۸ رقم الحدیث ۲۹۳۲۳ مطبوعه دارالفکر بیروت)، (مسند ابی یعلی ج ۳ ص ۱۱۷، ۱۱۸ رقم الحدیث ۳۰۳۹ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)، (جمع الجوامع ج ۸ ص ۲۹۰ رقم الحدیث ۲۹۳۲۳ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)، (سنن نسائی ج۸ ص ۱۱۳ رقم الحدیث ۵۰۱۳ مطبوعه مکتب المطبوعات الاسلامیة حلب)، (سنن دارمی ج ۲ ص ۳۹۷ رقم الحدیث ۲۷۵۱ مطبوعه دارالکتاب العربی بیروت)، (فیض القدیر شرح جامع الصغیر ج ۲ ص ۱۷۱ رقم الحدیث ۹۹۳۹ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)، (الفتح الکبیرفی ضم الزیادة الی الجامع الصغیر ج ۳ ص ۳۳۱ رقم الحدیث ۱۲۷۹۳ مطبوعه دارالفکر بیروت)، (مسند احمد ج ۳ ص ۱۷۷ رقم الحدیث ۱۲۸۳۷ مطبوعه موسسة قرطبة مصر)، (جامع الصغیر ج ۲ ص ۵۸۶ رقم الحدیث ۹۹۳۹ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)، (مسند ابی هریرة ج ۱ ص ۲۹۳ رقم الحدیث ۲۵۷۱ مطبوعه دارالفکر بیروت)، (دیلمی، الفردوس بماثور الخطاب ج ۵ ص ۱۵۳ رقم الحدیث ۷۷۹۲ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)

اسی طرح ایک دوسری حدیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تین باتیں جس میں ہوگی وہ حلاوت ایمان پا جائے گا۔ پہلی بات تو یہ کہ اس مرد مومن کے نزدیک اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ سب سے زیادہ محبوب ہوں۔ اور دوسری بات یہ کہ وہ کسی سے محبت کرے تو صرف اللہ تعالیٰ کیلئے کرے۔ اور تیسری بات یہ کہ کفر سے نجات پا لینے کے بعد اس کی طرف پلٹ کر آنے کو اس طرح ناپسند کرے جس طرح وہ آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہو۔

(صحیح البخاری ج ۱ ص ۱۷ رقم الحدیث ۱۶ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)، (المسند المستخرج علی صحیح الامام مسلم امام ابونعیم الاصبهانی ج ۱ ص ۱۳۲ رقم الحدیث ۱۹۱ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)، (سنن الترمذی ج ۵ ص ۱۵ رقم الحدیث ۲۶۲۴ مطبوعه داراحیاء التراث العربی بیروت)، (سنن ابن ماجه ج ۲ ص ۱۳۳۸ رقم الحدیث ۴۰۳۳ مطبوعه دارالفکر بیروت)، (مسند احمد ج ۳ ص ۱۰۳ رقم الحدیث ۱۲۰۲۱ مطبوعه موسسة قرطبة مصر)، (جامع المسانید والسنن ابن کثیر ج ۲۲ ص ۵۹۸۷ رقم الحدیث ۸۱۹ مطبوعه دارالفکر بیروت)، (سنن نسائی ج ۸ ص ۹۶ رقم الحدیث ۴۹۸۸ مطبوعه مکتب المطبوعات الاسلامیة حلب)، (مسند ابی یعلی ج ۳ ص ۲۴، ۲۵ رقم الحدیث ۲۸۰۵ و ص ۱۰۲ رقم الحدیث ۲۹۹۱ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)، (مسند عبد بن حمید ج ۱ ص ۳۹۲ رقم الحدیث ۱۳۲۸ مکتبة السنة القاهرة)، (شرح السنة امام بغوی ج ۱ ص ۸۴، ۸۵ رقم الحدیث ۲۱ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)، (طبرانی صغیر ج ۱ ص ۲۵۸ مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)

اس حدیث میں ایمان کی بنیاد اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت کو بتایا گیا۔ اور اس محبت کو ایمان کی دوسری حلاوتوں پر مقدم کر کے اس کی غیر معمولی اہمیت بھی بتا دی گئی جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ محبت رسول ﷺ جان ایمان ہے۔

شیخ عبداللہ سراج الدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ان الله تعالى اوجب على المومنين ان يحبوا النبى ﷺ فوق محبة الآباء والابناء والازواج والعشيرة والتجارة والاموال واوعد من تخلف عن تحقيق ذلك بالعقاب فقال سبحانه قل ان كان آباء كم و بناء كم واخوانكم الآية ولاريب ان اسباب المحبة ترجع الى انواع الجمال والكمال والنوال كما قرره الامام الغزالى رضى الله عنه وغيره. فاذا كان الرجل يحب لكرمه او بشجاعته او لحلمه او لعلمه او لتواضعه او لتعبده او تقواه او لزهده وورعه او لكمال عقله او وفور نعمه او جمال ادب او حسن خلقه او فصاحة لسانه او حسن معاشرة او كثرة بره و خيره او لشفقته ورحمته او نحو ذلك من صفة الكمال فكيف اذا تاصلت واجتمعت هذه الصفات الكاملة وغيرها من صفات الكمال فى رجل واحد وتحققت فيه او صاف الكمال ومحاسن الجمال على اكمل وجوهها الا و هو السيد الا كرم سيدنا محمد ﷺ الذى هو مجمع صفات الكمال ومحاسن الخصال قد ابدع الله تعالى صورته العظيمة وهيئته الكريمة وطوى فيه انواع الحسن والبهاء بحيث يقول كل من نعته لم ير قبله ولا بعده مثله.

ترجمہ:...... اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں پر یہ لازم و واجب کر دیا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کو اپنے والدین، اولاد، بیوی، خاندان، تجارت اور اموال سے بڑھ کر محبوب سمجھیں اور اس کے خلاف کرنے والے کو عذاب کی وعید سنائی ہے۔ ارشاد ربانی ہے اے محبوب فرما دیجئے اگر تم اپنے والدین اولاد اور بھائی۔ الی آخر الآیۃ اور اسباب محبت کی وجہ یہ ہی ہو سکتی ہیں حسن و جمال کمال اور احسان۔ امام غزالی وغیرہ نے بھی یہی بیان کیا ہے۔ جب کسی آدمی نے اس کی ایک صفت کی وجہ سے محبت کی جاتی ہے مثلاً اس کا کرم یا اس کی بہادری حلم یا علم یا تواضع یا عبادت و تقویٰ یا زہد و ورع یا کمال عقل یا بہتر فہم یا جمال ادب یا حسن اخلاق یا

فصاحت زبان یا بہتر برتاؤ یا کثرت نیکی یا شفقت و رحمت یا اس کی مثل کسی اور وجہ سے اور جب یہ تمام صفات کی ایک شخصیت میں جمع ہو جائیں اور یہ تمام اوصاف و محاسن اپنے شباب و کمال پر بھی ہوں تو اس وقت اس شخصیت سے محبت کا عالم کیا ہوگا اور یہ شخصیت ہمارے آقا ﷺ کی ہے کیونکہ آپ تمام صفات کاملہ اور محاسن فاضلہ کے جامع ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی عظیم ہیت و صورت اتنے احسن انداز پر بنائی ہے کہ تمام حسن و جمال کی خوبیاں اس طرح جمع ہو گئی ہیں کہ آپ کا وصف کرنے والا ہر شخص پکار اٹھتا ہے کہ آپ کی مثل کوئی نہیں۔
(سیدنا محمد رسول اللہ ص۶ مطابع الاصیل حلب سوریا)

امام احمد بن علی المثنی التمیمی متوفی ۳۰۷ھ روایت کرتے ہیں۔

عن ابی سعید الخدری، عن رسول اللہ ﷺ انه قال: اتانی جبریل فقال: ان ربی وربک یقول: کیف رفعت ذکرک؟ قال. واللہ اعلم. قال: اذا ذکرت ذکرت معی.

ترجمہ:..... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبرائیل امین علیہ السلام آئے اور کہا بیشک آپ کا رب فرماتا ہے کہ تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہارا ذکر کیسا بلند کیا ہے میں نے کہا اللہ خوب جانتا ہے فرمایا کہ جب میرا ذکر ہوگا تو میرے ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر بھی ہوگا۔

(مسند ابویعلی موصلی ج۱ ص۵۲۲ رقم الحدیث ۱۳۷۵ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)، (صحیح ابن حبان ج۸ ص۱۷۵ رقم الحدیث ۳۳۸۲ مطبوعه مؤسسة الرسالة بیروت)، (دیلمی، الفردوس بماثور الخطاب ج۳ ص۲۰۵ رقم الحدیث ۴۶۷۱ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)، (موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان ج۱ ص۴۳۹ رقم الحدیث ۱۷۷۲ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)، (جامع المسانید والسنن ابن کثیر ج۳۳ ص۹۲۷ رقم الحدیث ۳۳۲ مطبوعه دارالفکر بیروت)، (فتح الباری ابن حجر عسقلانی ج۸ ص۷۱۲ مطبوعه دارالمعرفة بیروت)، (تفسیر الطبری ج۳۰ ص۲۳۵ مطبوعه دارالفکر بیروت)، (ابن ابی حاتم رازی، تفسیر القرآن العظیم ج۱۰ ص۳۴۴۵ رقم الحدیث ۱۹۳۹۳ مطبوعه المکتبة العصریه بیروت)، (زاد المسیر ابن جوزی ج۹ ص۱۶۳ مطبوعه مکتب الاسلامی بیروت)، (الدر المنثور فی التفسیر الماثور ج۶ ص۶۱۵ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)، (شفا شریف ج۱ ص

۲۰ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)،(تفسیر ابن کثیر ج۳ص۴۵۵مطبوعه دارالفکر بیروت)،(تفسیر المدیر ج۱۵ص۱۸۲مطبوعه مکتبه رشیدیه کوئٹه)، (جواهر البحار للنبهانی ج۱ص۲۱۳مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)،(تفسیر خازن ج۴ص۲۲۱مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)،(تفسیر روح المعانی ج۱۵جز۳۰ص۲۹۱مطبوعه داراحیاء التراث العربی بیروت)،(تفسیر مظهری ج۱۰ص۲۹۲مطبوعه مکتبه رشیدیه کوئٹه)، (والشوکانی فی فتح القدیر ج۵ص۴۶۳مطبوعه دارالفکر بیروت)،(الامثال فی تفسیر کتاب الله المنزل ج۲۰ص۲۳۱ مطبوعه داراحیاء التراث العربی بیروت)،(تفسیر مجمع البیان ج۱۰ص۳۰۹ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)، (سبل الهدی والرشاد ج۱۰ص۳۲۱ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)، (الوفا باحوال المصطفیٰ ج۱ص۳۷۴ مطبوعه مصطفیٰ البابی مصر)، (کنزالعمال ج۱۱ص۴۰۵رقم الحدیث ۳۱۸۹۱مطبوعه مؤسسة الرسالة بیروت)، (خصائص الکبری ج۲ص۳۲۷ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)، (تفسیر بغوی ج۴ص۵۰۲مطبوعه دارالمعرفة بیروت)، (تفسیر الثعالبی ج۴ص۴۲۴مطبوعه موسسة الاعلمی للمطبوعات بیروت)

امام احمد بن محمد بن ہارون الخلال متوفی ۳۱۱ھ اس روایت بعد لکھتے ہیں۔

اسناده حسن شاهد للحدیث السابق.

ترجمہ:......اس کی اسناد حسن ہے جس کے بارے میں گزشتہ حدیث شاہد ہے۔

(السنة للخلال ج۱ص۲۶۲رقم الحدیث ۳۱۸ مطبوعه دارالرایه ریاض)

امام نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ یہی روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

رواه ابو یعلی واسناده حسن.

ترجمہ:......اس حدیث مبارکہ کو امام ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ اور اس کے اسناد حسن ہے۔

(مجمع الزوائد ج۸ص۲۵۷ مطبوعه موسسة المعارف بیروت)

امام قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ھ اس روایت کے بعد لکھتے ہیں۔

قال ابن عطاء جعلت تمام الایمان بذکرک معی وقال ایضاً: جعلت ذکرا من ذکری فمن ذکرک ذکرنی.

ترجمہ:......ابن عطاء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں (خالق کائنات نے ارشاد فرمایا) میں نے ایمان کا مکمل ہونا اس بات پر موقوف کر دیا ہے کہ (اے محبوب) میرے ذکر کے ساتھ تمہارا

ذکر بھی ہو اور میں نے تمہارے ذکر کو اپنا ذکر ٹھہرا دیا ہے۔ یعنی جس نے تمہارا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔

(شفا شریف ج ۱ ص ۲۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں۔

......عن مجاهد فی قوله ﴿ورفعنا لک ذکرک......﴾ قال: لا اذکر الا ذکرت اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً رسول الله.

ترجمہ:......امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے قول ورفعنا لک ذکرک کی تفسیر میں لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا ذکر جہاں ہوگا وہاں آپ کا بھی ذکر ہوگا پھر کلمہ شہادت لکھا۔

(دلائل النبوة باب فتور الوحی عن النبی ﷺ فترة الخ ج ۷ ص ۶۳ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت)، (تفسیر عبدالرزاق ۳ ص ۳۸۰ مطبوعه مکتبة الرشد الریاض)

علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی بغدادی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں۔

وای رفع مثل ان قرن اسمه علیه الصلوة والسلام باسمه عزوجل فی کلمتی الشهادة وجعل طاعته طاعته وصلی علیه فی ملائکته وامر المومنین بالصلوة علیه. وخاطبه بالالقاب کیا یایها المدثر یا ایها المزمل یا ایها النبی یا ایها الرسول وذکره سبحانه فی کتب الاولین واخذ علی الانبیاء علیهم السلام وامهم ان یؤمنوا به ﷺ.

ترجمہ:......اور اس سے بڑھ کر رفع ذکر کیا ہوسکتا ہے کہ کلمہ شہادت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ اپنے محبوب کا نام ملا دیا۔ حضور کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ملائکہ کے ساتھ آپ پر درود بھیجا اور مومنوں کو درود پاک پڑھنے کا حکم دیا اور جب بھی خطاب کیا معزز القاب سے مخاطب فرمایا جیسے یایها المدثر یا ایها المزمل یا ایها النبی یا ایها الرسول۔ پہلے آسمانی صحیفوں میں بھی آپ کا ذکر خیر فرمایا۔ تمام انبیاء اور ان کی امتوں سے وعدہ لیا کہ وہ آپ پر ایمان لے آئیں۔ آج دنیا کا کوئی آباد ملک ایسا نہیں جہاں روز و شب پانچ بار حضور کی رسالت کا اعلان نہ ہو رہا ہو۔

(تفسیر روح المعانی ج ۱۵ جز ۳۰ ص ۵۴۳ مطبوعہ المکتبۃ الحقانیۃ پشاور)

سید محمد قطب متوفی ۱۳۸۵ھ لکھتے ہیں۔

ہم نے ملا اعلیٰ میں آپ کا ذکر بلند کیا، زمین میں بلند کیا اور کائنات کے سارے وجود میں بلند کیا، ہم نے اس کو بلند کیا اور آپ کے نام کو اللہ کے نام کے ساتھ ملا دیا۔

کلمۂ توحید میں، اذان میں، نماز میں، غرض ہر جگہ آپ کا نام اللہ کے نام کے ساتھ آتا ہے، اس سے بڑی بلندی ذکر اور کیا ہو سکتی ہے زمین میں ہر جگہ، سمندروں میں، فضاؤں میں، ہر گھڑی، ہر وقت آپ کا ذکر ہوتا ہے، درود پڑھا جاتا ہے، حدیث پڑھی جاتی ہے، جس کی ہر روایت میں دو دو تین تین بار آپ کا نام مبارک اور درود پڑھا جاتا ہے جب تک اس کلمہ کا اعتراف نہ ہو کوئی مومن نہیں ہو سکتا: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس سے زیادہ بلندی ذکر رفعت نام اور رفعت مقام اور کیا ہو سکتا ہے کہ بحر و بر ہر گھڑی، ہر آن اس آواز سے گونج رہے ہیں، یہ مقام مخلوق میں صرف محمد رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہے لوح محفوظ میں بھی آپ کا ذکر بلند ہے، جب کہ اس میں یہ لکھا گیا کہ نسلیں گزر جائیں گے اور کروڑوں اربوں کھربوں انسان گھر گھر میں، گلی کوچے میں، مسجد و مدرسہ میں، غرض بحر و بر میں اور فضاؤں میں یہی ورد ہوگا کہ: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اللھم صلی وسلم وبارک علیہ۔

(تفسیر فی ظلال القرآن اردو ج ۱۰ ص ۵۹۵-۵۹۶ مطبوعہ اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور)

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ انا اعطیناك الكوثر کے تحت لکھتے ہیں۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

لا اذکر فی مکان الا ذکر معی یامحمد فمن ذکرنی ولم یذکرک فلیس لہ فی الجنۃ نصیب.

ترجمہ:...... یعنی اے محبوب جس جگہ میرا ذکر ہوگا وہاں تیرا ذکر بھی ہوگا۔ اے میرے حبیب

جس نے میرا ذکر کیا لیکن تیرا ذکر نہ کیا تو اس کیلئے جنت میں کچھ حصہ نہیں۔

﴿الدرالمنثور فی التفسیر الماثور ج ۶ ص ۶۸۱ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت﴾

حضور ﷺ کی تعظیم و محبت ایمان کی اصل ہے اور سرکار ﷺ کا نام اقدس سن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں سے لگانا یہ بھی حضور ﷺ سے محبت کی ایک دلیل ہے۔ نیز اس عمل میں حضور ﷺ کی محبت آپ کے ادب اور اجلال کا اظہار ہے اور ہر وہ فعل جس سے حضور ﷺ کے ادب اور اجلال کا اظہار ہوتا ہو اس کا کرنا فقہاء کے نزدیک مستحسن ہے۔

علامہ کمال الدین محمد بن عبدالواحد متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں۔

و ما یفعله بعض الناس من النزول بقرب من المدینة و المشی علی اقدامه الی ان یدخلها حسن و کل ما کان ادخل فی الادب والاجلال کان حسنا.

ترجمہ:..... بعض لوگ مدینہ کے قریب سواری سے اتر جاتے ہیں اور پیدل چل کر مدینہ میں داخل ہوتے ہیں ان کا یہ فعل مستحسن ہے اور ہر وہ فعل جس کا حضور ﷺ کے ادب اور اجلال میں زیادہ دخل ہو اس کو کرنا مستحسن ہے۔

﴿فتح القدیر ج ۳ ص ۱۸۰ مطبوعہ دارالفکر بیروت﴾

ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ لکھتے ہیں۔

و ما یفعله بعض الناس من النزول بقرب من المدینة و المشی الی ان یدخلها حسن و کل ما کان ادخل فی الادب والاجلال کان حسنا.

﴿فتاوی عالمگیری ج ۱ ص ۲۹۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت﴾

سید امیر علی دیوبندی اس کے ترجمے میں لکھتے ہیں۔

اور یہ جو بعض آدمیوں کا دستور ہے کہ مدینہ کے قریب اترتے ہیں اور وہاں سے پیادہ پا چلکر مدینہ میں داخل ہوتے ہیں یہ بہتر ہے اور جس چیز میں ادب اور تعظیم زیادہ ہو وہ بہتر ہے۔

﴿فتاوی عالمگیری مترجم ج دوم ص ۱۲۲ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی﴾

امام احمد بن حجر مکی الہیتمی شافعی متوفی ۹۷۳ھ لکھتے ہیں۔

جس نے رسول اللہ ﷺ کی تعظیم وشان میں مبالغہ کیا ہر اس طریقے سے کہ جس سے تعظیم بلند ہو اور یہ مبالغہ ذات باری تعالیٰ تک نہ لے جائے تو وہ حق تک پہنچا اور اس نے اللہ کی ربوبیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی حدوں کی پاسداری کی اور یہ وہ قول ہے جو کہ افراط وتفریط سے مبری اور پاک ہے۔

(الجوهر المنظم فی زيارة القبر الشريف النبوی المكرم اردو ص ۸۴ مطبوعه مركز تحقيقات اسلاميه لاهور)

محمد احتشام الحسن کاندھلوی دیوبندی لکھتے ہیں۔

اللہ رب العالمین کی محبت وعظمت کے بعد مومن کے پاس اصل جو سرمایہ ہے رسول اللہ ﷺ کی محبت وعظمت ہے اور جس قدر یہ محبت وعظمت دل ودماغ میں راسخ ہوگی اسی قدر دیار رسول ﷺ کی زیارت کی اہمیت اور فوقیت نمایاں اور آشکارا ہوگی۔ اللہ رب العالمین کی محبت وعظمت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی محبت وعظمت ایک لازمی اور فطری تقاضا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت وعظمت کے بعد ہر اس شے کی عظمت ومحبت ہوگی اور شوق واشتیاق ہوگا جسے رسول اللہ ﷺ کی جانب ادنیٰ انتساب اور وابستگی ہوگی۔

(تجليات مدينه ص ۱۷ مطبوعه اداره اسلاميات لاهور)

نیز دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

قاضی عیاض شفا میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم وتکریم میں یہ بات بھی داخل ہے کہ ان تمام اشیاء اور مقامات اور آثار کا اعزاز واکرام ہو جو رسول اللہ ﷺ کی جانب ادنیٰ انتساب رکھتے ہیں۔ اور یہی شیوہ الفت وآشنائی ہے۔

(تجليات مدينه ص ۱۰۰ مطبوعه اداره اسلاميات لاهور)

امام عبدالوہاب شعرانی متوفی ۹۷۳ھ لکھتے ہیں۔

ثم اعلم ان کل ما مال الی التعظیم رسول اللہ ﷺ لا ینبغی

لاحد البحث فيه ولا المطالبة بدليل خاص فيه فان ذلك سوء ادب فقل ما شئت في رسول الله ﷺ على سبيل المدح لا حرج.

ترجمہ:...... پھر اس بات پر یقین رکھ کہ (ہر قول، فعل، تقریر، تحریر) وہ چیز جو حضور ﷺ کی تعظیم کی طرف مائل ہو کسی کو لائق نہیں کہ اس میں بحث کرے۔ اور نہ یہ لائق ہے کہ اس جزئیہ پر دلیل خاص کا مطالبہ کرے۔ کیونکہ یہ بلاشک وشبہ بے ادبی ہے۔ تو جو جی چاہے حضور ﷺ کے حق میں بطریق مدح بیان کر۔ اس میں کسی قسم کا حرج نہیں۔

(كشف الغمه عن جميع الامة ج ٢ص٥٦ مطبوعه دارالفكر بيروت)

(جواهر البحار امام نبهانی ج ٢ ص ٦٩ مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت)

امام تقی الدین السبکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

امر على الديار ديار ليلى اقبل ذا الجدار و ذا الجدار
و ما حب الديار شغفن قلبى ولكن حب من سكن الديارا

ا۔ میں لیلی کے مکانات پر سے گزرتا ہوں تو اس دیوار اور اس دیوار کو بوسہ دیتا ہوں۔

۲۔ مکانات کی محبت نے میرے دل کو نہیں گھیرا، لیکن اس کی محبت نے جو ان مکانات میں رہا۔

(شفاء السقام في زيارة خير الانام عربي اردو ص ١٠٣ مطبوعه نوريه رضويه پبليكيشنز لاهور)

اب خود ان لوگوں کی حالت کا اندازہ کیجئے جو سرکار ﷺ کے ذکر پاک فضائل وکمالات صورت وسیرت کے بیان سے مسرور وشادمان نہیں بلکہ دل تنگ ہوتے ہیں کیا ان کا سرکار ﷺ کے ذکر پاک سے دل تنگ ہونا ایمان ومحبت سے محروم ہونے کی کھلی دلیل نہیں ضرور ہے۔ نام اقدس سن کر انگوٹھے چومنا دور کی بات صرف نام اقدس سن کر ہی ان کے دل تنگ ہو جاتے ہیں۔ اور شرک وبدعت اور حرام وناجائز کے فتوے جڑ دیتے ہیں۔ ان کے ہاں سب جائز ہے۔ دور سے پکارنا، حاظر وناظر، علم غیب، تبرکات سے برکت حاصل کرنا، وغیرہ وغیرہ۔ اکابر دیوبند کے لئے یہ عقیدہ رکھنا اور ثابت کرنا عین ایمان ہے۔ مگر ایک سنی مسلمان

یہی عقیدہ امام الانبیاء ﷺ وامام الاولیاء رحمہ اللہ کے لئے ثابت کرے تو دیوبندیوں کے فتوی سے وہ مشرک وبدعتی ہو جاتا ہے۔ جب بات اکابر دیوبند کی آتی ہے تو دیوبندیوں کو شرک وبدعت یاد نہیں آتا مگر جب بات میرے پیارے آقا ومولا ﷺ کی شان اقدس کی آتی ہے تو دیوبندیوں کو شرک و بدعت یاد آجاتا ہے۔ قارئین حضرات ملاحظہ فرمائیں اور انصاف کیجئے۔

(۱) علم غیب

دیوبندیوں کے قطب عالم رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں۔

حضرت ﷺ کو علم غیب نہ تھا.......... اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے۔

(فتاوی رشیدیہ ص ۲۲۵،۲۲۲ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)

حضور ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا علم بھی نہیں (معاذ اللہ)

رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی لکھتے ہیں۔

شیخ عبد الحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا علم بھی نہیں۔

(براہین قاطعہ ص ۵۱)

تنبیہ جلیل

حالانکہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کو بے اصل فرماتے ہیں کہ:

اصلے نہ دارد۔ مگر دیوبندی دین کا طرۂ امتیاز کذب افترا ہے اور سرکار کی توہین ہی مدار دین ہے چنانچہ ان کے نزدیک حضور ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ (معاذ اللہ)

قارئین حضرات دیکھئے کہ حضور ﷺ کو تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں اور اپنے اکابر کے لئے کیا لکھتے ہیں دیکھئے۔

عاشق الہی میرٹھی دیوبندی لکھتے ہیں۔

"جس زمانے میں مسئلہ امکان کذب پر آپ (رشید احمد گنگوہی) کے مخالفین نے شور مچایا اور تکفیر کا فتویٰ شائع کیا سائیں توکل شاہ صاحب انبالوی کی مجلس میں کسی مولوی نے امام ربانی (رشید احمد گنگوہی) کا ذکر کیا اور کہا کہ امکان کذب باری کے قائل ہیں۔ یہ سن کر سائیں توکل شاہ نے گردن جھکالی اور تھوڑی دیر مراقب رہ کر منہ اوپر اٹھا کر اپنی پنجابی زبان میں یہ الفاظ فرمائے لوگو تم کیا کہتے ہو میں مولانا رشید صاحب کا قلم عرش کے پرے چلتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔

(تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۳۲۲ مطبوعہ ادارۃ اسلامیات لاہور)

ایک طرف دیکھئے کہ سرکار ﷺ سے کتنا بغض وعناد ہیں کہ امام الانبیاء ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں (معاذ اللہ) اور دوسری طرف سائیں توکل شاہ کی علمیت کو دیکھئے کہ عرش پر رشید احمد گنگوہی کا قلم چلتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔ عرش تو زمین پر نہیں بلکہ خاص عالم غیب میں ہے۔ سائیں توکل شاہ نے گردن جھکالی اور عرش اور عرش کے پرے یعنی رشید احمد کا قلم چلتا ہوا دیکھ لیا۔ یہاں دیوبندیوں کو شرک یاد نہیں وہ اس لئے کہ بات اپنی گھر کی ہیں۔

(۴) حاظر وناظر

غلام خان دیوبندی لکھتے ہیں۔

"نبی کو جو حاظر وناظر کہے، بلا شک شرع اس کو کافر کہے"

(جواہر القرآن ص ۷۳)

مفتی محمد فرید دیوبندی لکھتے ہیں۔

غیر اللہ کو حاضر وناظر ماننا اور تمام مغیبات سے مطلع ماننا کفر اور شرک ہے۔

(فتاوی فریدیہ ج ۱ ص ۹۰ مطبوعہ دار العلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی)

حضور ﷺ کے لئے تو یہ عقیدہ شرک ہے لیکن اپنا حال دیکھئے۔

رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں۔

"ہم مرید بیقین داند کہ روح شیخ مقید بیک مکان نیست

پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگرچہ از شیخ دور است اما از روحانیت او دور نیست چوں ایں امر محکم دارد ہر وقت شیخ را بیاد دارد و ربط قلب پیدا آید و ہر دم مستفید بود شیخ را بقلب حاضر آوردہ بلسان حال سوال کند البتہ روح شیخ باذن اللہ تعالی القاء خواہد کرد مگر ربط تام شرط است و بسبب ربط قلب شیخ را لسان قلب ناطق می شود و سوئے حق تعالی راہے کشادہ و حق تعالی او را محدث می کند"

ترجمہ:...... مرید یہ بھی یقین سے جانے کہ شیخ کی روح ایک جگہ میں قید نہیں ہے مرید جہاں بھی ہو دور ہو یا نزدیک اگرچہ پیر کے جسم سے دور ہے لیکن پیر کی روحانیت دور نہیں جب یہ بات پختہ ہوگئی تو ہر وقت پیر کی یاد رکھے اور دلی تعلق اس سے ظاہر ہو اور ہر وقت اس سے فائدہ لیتا رہے مرید واقعہ جات میں پیر کا محتاج ہوتا ہے۔ شیخ کو اپنے دل میں حاضر کر کے زبان حال سے اس سے مانگے پیر کی روح اللہ کے حکم سے ضرور القا کریگی مگر پورا تعلق شرط ہے اور شیخ سے اسی تعلق کی وجہ سے دل کی زبان گویا ہو جاتی ہے اور حق تعالی کی طرف راہ کھل جاتی ہے اور حق تعالی اس کو صاحب الہام کر دیتا ہے۔

(امداد السلوک ص ۱۰)، (الشہاب الثاقب ص ۶۱۔۶۲ مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند ضلع سہارنپور)

اگر یہ عبارت کسی سنی مسلمان کی کتاب میں اس طرح ہوتی کہ امتی یہ بھی یقین سے جانے کہ حضور ﷺ کی روح ایک جگہ میں قید نہیں ہے امتی جہاں بھی ہو دور ہو یا نزدیک اگرچہ آقا ﷺ کے جسم سے دور ہے لیکن آقا ﷺ کی روحانیت دور نہیں جب یہ بات پختہ ہوگئی تو ہر وقت آقا ﷺ کی یاد رکھے اور دلی تعلق اس سے ظاہر ہو اور ہر وقت اس سے فائدہ لیتا رہے امتی واقعہ جات میں آقا ﷺ کا محتاج ہوتا ہے۔ آقا ﷺ کو اپنے دل میں حاضر کر کے زبان حال سے اس سے مانگے آقا ﷺ کی روح ﷺ کے حکم سے ضرور القا کریگی مگر پورا تعلق

شرط ہے اور آقا ﷺ سے اسی تعلق کی وجہ سے دل کی زبان گویا ہو جاتی ہے اور حق تعالیٰ کی طرف راہ کھل جاتی ہے اور حق تعالیٰ اس کو صاحب الہام کر دیتا ہے۔ تو دیوبندیوں کے نزدیک وہ مشرک ہو جاتا مگر یہاں چوں کہ لکھنے والے رشید احمد گنگوہی ہیں اس لئے یہ شرک نہیں۔

(۳) اللہ کے سوا کسی کو ندا کرنا اور مدد طلب کرنا

دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔

کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گی (کفر و شرک ہے)

(بہشتی زیور حصہ اول ص ۳۵ مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی)

یہاں ''کسی'' سے مراد حضور ﷺ اور اولیاء کرام مراد ہیں کیونکہ دیوبندیوں کے نزدیک اکابر دیوبند کو دور سے پکارنا شرک نہیں یہ حکم صرف امام الانبیاء ﷺ کے لئے ہیں۔ دیکھئے۔

محمد ذوالفقار علی دیوبندی فرماتے ہیں۔

یا مرشدی ویا موئلی یا مفزعی یا ملجائی فی مبدئی ومعادی

اے میرے مرشد اے میری پناہ اے میری گھبراہٹ کے سہارا اور اے جائے پناہ دنیا و آخرت میں

ارحم علی ایا غیاث فلیس لی　　　کھفی سوی حبیکم من زاد

رحم کیجئے مجھ پر اے میرے فریادرس کیونکہ نہیں ہے میرے لئے　　اے　میرے جائے پناہ سوا آپ کی محبت کے کوئی توشہ

یاسیدی للہ شیئا انہ　　　انتم لی المجدی وانی جادی

اے میرے سردار خدا کے واسطے کچھ عطا ہو!　　بیشک　آپ　میرے لئے جود کرنیوالے ہیں اور میں سائل ہوں

(کرامات امدادیہ ص ۲ ناشر کتب خانہ هادی دیوبند (یو-پی)

اشرف علی تھانوی اپنے پیر حاجی امداد اللہ کے اشعار نقل کرتے ہیں۔

تم ہو اے نور محمد خاص محبوب خدا

ہند میں ہو نائب حضرت محمد مصطفیٰ

تم مددگار مدد امداد کو پھر خوف کیا

عشق کی پر من کے ہاتھیں کانپتے ہیں دست وپا

اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا

(امداد المشتاق ص ۹۶،۹۷ مطبوعہ ممتاز اکیڈمی اردو بازار لاہور)(شمائم امدادیہ ص ۸۳،۸۴ مطبوعہ مدنی کتب خانہ ملتان)

معزز قارئین حضرات انصاف کیجئے حاجی امداد اللہ اور ذوالفقار علی اپنے پیر کو پکار رہے ہیں کسی دیوبندی نے یہ نہیں کہا کہ یہ شرک ہے وہ اس لئے کہ وہ ان کے اکابر ہیں۔

دیوبندیوں کے شیخ الھند کے مشرک ہونے کا ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔ محدث دیوبند سید اصغر حسین لکھتے ہیں۔

۱۳۳۲ کے آخر میں دیوبند میں شدید طاعون ہوا چند طلبہ بھی مبتلا ہوئے ایک فارغ التحصیل طالب علم محمد صالح ولایتی جو صبح وشام میں سند فراغت لے کر وطن رخصت ہونے والے تھے اسی مرض میں مبتلا ہوئے اور حالت آخری ہوگئی وفات سے کسی قدر پہلے انہوں نے ایسی گفتگو شروع کی کہ گویا شیطان سے مناظرہ کر رہے ہیں اس کے دلائل کو توڑتے اپنے استدلال پیش کرتے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انہوں نے مناظرہ میں شیطان کو بخوبی شکست دیدی پھر کہنے لگے افسوس اس جگہ کوئی ایسا خدا کا بندہ نہیں ہے جو مجھ سے اس خبیث کو دفع کرے۔ یہی کہتے کہتے دفعۃً بول اٹھے کہ واہ واہ سبحان اللہ دیکھو میرے استاد حضرت مولانا محمود الحسن صاحب تشریف لائے دیکھو وہ شیطان بھاگا۔ ارے خبیث کہا جاتا ہے ۔ایک ساعت کے بعد طالب علم صاحب کا انتقال ہوگیا۔ حضرت مولانا اس واقعہ کے وقت وہاں موجود نہ تھے۔ مگر روحانی تصرف سے امداد فرمائی۔

(حیات شیخ الهند ص ۲۵۵ مطبوعه اداره اسلامیات انار کلی لاهور)

معزز قارئین حضرات دیکھئے اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہوگی یہ کفر و شرک ہے اب دیکھئے کہ محمد صالح ولایتی مشرک جو کہہ رہے ہیں کہ افسوس اس جگہ کوئی ایسا خدا کا بندہ نہیں ہے جو مجھ سے اس خبیث کو دفع کرے۔ محمد صالح مشرک کو اس وقت ایاك نعبدو ایاك نستعین. (ترجمہ) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ نحن اقرب الیه من حبل الورید. (ترجمہ) ہم تو شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ یاد نہیں۔ ایک سنی مسلمان جب امام الانبیاء ﷺ کو اللہ کا حبیب سمجھ کر مدد کے لئے پکارے تو دیوبندیوں کے فتوے سے وہ مشرک و بدعتی ہو جاتا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ دیکھئے قرآن میں ہے نحن اقرب الیه من حبل الورید. (ترجمہ) ہم تو شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ اب سوچئے جو حقیقی مالک ہے وہ شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے اور حضور ﷺ جو کتنے دور ہے وہ مدینے سے آئے گے۔ تو تم بریلوی لوگ اللہ سے امداد کیوں نہیں مانگتے ہوں اس لئے تم کافر و مشرک ہو۔ اب اپنا حال دیکھئے محمد صالح ولایتی مشکل وقت میں محمود الحسن کو پکار رہے ہیں اب ان کو یاد نہیں کہ حقیقی مددگار شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے اور محمود الحسن جو کتنے دور ہیں محمد صالح ولایتی مدد کے لئے پکار رہے ہیں۔ محمد صالح ولایتی کے ایمان میں کچھ فرق نہیں آیا بلکہ یہ کرامت بن کر کتاب کی خوبصورتی بن رہی ہیں۔ اور محمود الحسن صاحب کے شرک کو دیکھئے کہ کتنی دور سے اپنے مرید کو دیکھ بھی رہے ہیں اس کی آواز بھی سن رہے ہیں اور روحانی تشریف لا کر امداد بھی کر رہے ہیں۔ اشرف علی تھانوی تو لکھتے ہیں کہ یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہوگی تو شرک و کفر ہے۔ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ دیوبندیوں کا اصول صرف امام الانبیاء ﷺ اولیاء رحمھم اللہ کے لئے ہیں۔ اکابر دیوبند کے لئے نہیں۔ بلکہ محمود الحسن کتنے دور ہو وہ مرید کی پکار کو سن بھی سکتے ہیں مدد بھی کر سکتے ہیں روحانی تصرف بھی فرما سکتے ہیں۔ مگر حضور ﷺ کچھ

بھی نہیں کر سکتے ہیں (معاذ اللہ) جب حضور ﷺ کی بات آتی ہے تو کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کو مدد کے لئے پکارنا شرک ہے۔ اور جب بات اکابر دیو بندی آتی تو پھر کہتے ہیں کہ ہم بزرگوں سے مدد کے منکر نہیں۔ دیکھئے جب قاسم نانوتوی نے ایک مرید کی مدد کی تو مناظر احسن گیلانی دیو بندی لکھتے ہیں۔

''پس بزرگوں کی ارواح سے مدد لینے کے ہم منکر نہیں ہیں۔

(سوانح قاسمی ج ۱ ص ۳۳۲ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)

عاشق الٰہی میرٹھی لکھتے ہیں۔

مولوی عبدالسبحان صاحب انسپکٹر پولیس ضلع گوالیار فرماتے ہیں کہ مولوی محمد قاسم صاحب کمشنر بندوبست ریاست گوالیار ایک بار پریشانی میں مبتلا ہوئے اور ریاست کی طرف سے تین لاکھ روپے کا مطالبہ ہوا۔ ان کے بھائی یہ خبر پا کر حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گنج مراد پونچے حضرت مولانا نے وطن دریافت فرمایا انہوں نے عرض کیا دیو بند مولانا نے تعجب کے ساتھ فرمایا گنگوہ حضرت مولانا (رشید احمد گنگوہی) کی خدمت میں قریب تر کیوں نہ گئے، اتنا دراز سفر کیوں اختیار کیا انہوں نے عرض کیا، حضرت یہاں مجھے عقیدت لائی ہے مولانا نے ارشاد فرمایا تم گنگوہی جاؤ۔ تمہاری مشکل کشائی حضرت مولانا رشید احمد صاحب ہی کی دعا پر موقوف ہے میں اور تمام روئے زمین کے اولیاء بھی اگر دعا کریں گے تو نفع نہ ہوگا۔

(تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۲۱۵ مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور)

یہ ہے دیو بندی مذہب کا من گھڑت اصول اللہ تعالیٰ ہمیں ان بے دینوں سے بچائے۔

آخر میں اس مسئلے (نام اقدس ﷺ پر انگوٹھے چومنا) کے بارے میں دیکھئے کہ حضور ﷺ کا نام اقدس سن کر انگوٹھے چومنا بدعت سیئہ ہے اور اپنا حال کیا ہے دیکھئے۔

دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی رشید احمد گنگوہی کے بارے میں لکھتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت حاجی صاحب کا عطا فرمایا ہوا جبہ بھی آپ کے پاس تھا یہ بھی انہیں تبرکات کے صندوقچہ میں رہتا تھا جس وقت آپ اس کو نکالتے تو اول دست مبارک میں لیکر اپنی آنکھوں سے لگاتے اور پھر یکے بعد دیگرے دوسروں کو سر پر رکھنے کا موقع عطا فرماتے تھے اس وقت آپ پر ایک خاص کیفیت ظاہر ہوتی اور یوں فرمایا کرتے تھے کہ اس کو کئی سال حضرت نے پہنا اور پھر مجھ کو خصوصیت کے ساتھ عطا فرمایا تھا جو شخص لیکر آیا تھا اس سے کہلا بھیجا تھا کہ اس کو پہنا (کرو) سو کبھی کبھی تعمیل ارشاد کو پہنا کرتا ہوں تبرک ہے رکھ چھوڑا ہے۔

(امداد المشتاق ص ۱۶۴ مطبوعہ ممتاز اکیڈمی لاہور۔ تذکرۃ الرشید)

اشرف علی تھانوی کے خط کو آنکھوں پر لگانا اور سر جھکا کر ہاتھ کو بوسہ دینا

والا نامہ کو سر پر رکھا دست مبارک کے لکھے ہوئے الفاظ کو آنکھوں سے لگایا۔ جونہی حضرت والا کا دست مبارک میرے ہاتھوں پر آیا بے اختیار میرا سر جھک گیا اور لب دست مبارک پر جا لگے۔ میں نے بوسہ دے دیا۔

(مکتوبات اشرفیہ ص۳۸، ۱۲۱ ناشر تالیفات اشرفیہ ملتان)

اور ملاحظہ فرمائیں۔

عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی لکھتے ہیں۔

خلاصہ عالم جماعت اہل اللہ یعنی زمرہ علماء گروہ اصفیا نے متفق اللفظ آپکی (رشید احمد گنگوہی) سرپرستی کو اپنے سروں کا تاج بنایا اور آپ کی نعلین کو چومنا اور آنکھوں پر لگانا ذریعہ نجات وسبب حصول برکات سمجھ لیا۔

(تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۱۹ مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور)

معزز قارئین حضرات انصاف کیجئے۔ ایک طرف امام الانبیاء ﷺ اور دوسری طرف رشید احمد گنگوہی ایک طرف نام اقدس ﷺ کو انگوٹھے چومنا اور آنکھوں پر لگانا دوسری طرف

رشید احمد گنگوہی کی نعلین چومنا اور آنکھوں پر لگانا ایک طرف نام اقدس ﷺ سن کو انگوٹھے چومنا اور آنکھوں پر لگانا بدعت سیہ' اور دوسری طرف رشید احمد گنگوہی کی نعلین چومنا اور آنکھوں پر لگانا ذریعہ نجات۔ یہ ہے دیوبندی مذہب کا اصول۔ قارئین حضرات انصاف کیجئے۔ کہ ان لوگوں کا سرکار ﷺ سے کتنا بغض وعناد ہیں۔

معزز قارئین حضرات یہ مختصر سا بیان تھا جو آپ نے ملاحظہ فرمایا اگر مفصل بیان دیکھنا ہوں تو فقیر کا رسالہ ''مشرک وبدعتی کون'' مطالعہ فرمائیں۔

فیض ملت شیخ القرآن استاذ العلماء مفتی فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی لکھتے ہیں۔

حضور ﷺ کا اسم گرامی بوقت اذان واقامت سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھنا مستحب ہے۔ یہی ہمارا مذہب ہے۔ اسی پر ہمارے دلائل قائم ہوتے ہیں بہتان تراش کا جواب ہمارے پاس نہیں کہ بڑی دلیری سے کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ اہل سنت انگوٹھے چومنا واجب مانتے ہیں۔ چنانچہ ایک بہتان تراش لکھتا ہے کہ:

''واقعی اذان کا جواب اور دعاء ودرود شریف پڑھنا چھوڑ کر صرف انگوٹھے چومنا واجب سمجھ لیا ہے'' اس بہتان تراش سے پوچھیئے کہ ہماری کون سی کتاب میں ہے کہ ہم انگوٹھے چومنا واجب مانتے ہیں۔ سچ ہے (اذا فات الحیاء فافعل ماتشاء)

(انگوٹھے چومنے کا ثبوت ص ۸ مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ)

باب اول

انگوٹھے چومنے کا ثبوت

شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اذان میں نام اقدس سن کر بوسہ دینا بتصریح کتب وفقہ مستحب ہے اس کے بیان میں ہماری مبسوط کتاب منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین سالہا سال سے شائع ہے۔ اقامت یعنی تکبیر نماز میں اس کا انکار طائفہ دیوبندیت کے جدید سرغنہ تھانوی نے فتاویٰ امدادیہ میں کیا اس کے رد میں ہمارا رسالہ نہج السلامہ فی حکم تقبیل الابھامین فی الاقامہ ہے رہی یہ صورت کہ اذان واقامت کے سوا بھی جہاں نام اقدس سنے اس کے جواز میں بھی شبہ نہیں جبکہ مانع شرعی نہ ہو جیسے حالت نماز میں۔ جواز کو یہی کافی کہ شرعاً ممانعت نہیں جس چیز کو اللہ و رسول منع فرمائیں اسے منع کرنا خود شارع بننا اور نئی شریعت گڑھنا ہے اور جب اسے بنظر تعظیم ومحبت کیا جاتا ہے تو ضرور پسندیدہ محبوب ہوگا ہر مباح نیت حسن سے مستحب و مستحسن ہو جاتا ہے۔ کما فی البحر الرائق وردالمحتار وغیرھما من معتمدات الاسفار افعال تعظیم ومحبت میں ہمیشہ مسلمانوں کے لیے راہ احداث کشادہ ہے جس طرح چاہیں محبوبان خدا کی تعظیم بجالائیں جب تک کسی خاص صورت سے شرعاً ممانعت نہ ہو جیسے سجدہ وہاں خاص کا ثبوت مانگنے والا اللہ عزوجل سے مقابلہ کرتا ہے کہ مولیٰ عزوجل نے مطلق بلا تقیید وتحدید انبیاء واولیا علیہم افضل الصلاۃ والثنا کی تعظیم کا حکم فرمایا قال تعالی وتعزروہ وتوقروہ رسول کی تعظیم وتوقیر کرو قال تعالی فالذین امنو بہ.

عزروہ ونصروہ وابتغو النور الذی انزل معہ اولئک ھم المفلحون جو اس نبی امی پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم و مدد اور اس نور کی جو اس کے ساتھ اترا پیروی کریں وہی فلاح پائیں گے۔ وقال تعالی لئن اقمتم الصلوۃ واتیتم الزکوۃ وامنتم برسلی وعزرتموھم واقرضتم اللہ قرضا حسنا لاکفرن عنکم سیاتکم ولا دخلنکم جنت تجری من تحتھا الانھر اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو اللہ کے لیے اچھا قرض دو تو ضرور تمہارے گناہ مٹادونگا اور ضرور تمہیں جنتوں میں لے جاؤنگا جنکے نیچے نہریں بہتی ہیں وقال اللہ تعالی ومن یعظم حرمت اللہ فھو خیرلہ عند ربہ جو الٰہی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لئے اسکے رب کے یہاں بہتر ہے وقال تعالی ومن یعظم شعائراللہ فانھا من تقوی القلوب۔ ''جو الٰہی نشانوں کی تعظیم کرے تو وہ دلوں کی پرہیز گاری سے ہے۔'' ولہذا ہمیشہ علمائے کرام وائمہ اعلام امور تعظیم ومحبت میں ایجادوں کو پسند فرماتے اور انھیں ایجاد کنندہ کی منقبت میں گنتے آئے جس کی بعض مثالیں ہمارے رسالہ اقامۃ القیامۃ علی طاعن القیام لبنی تھامہ میں مذکور ہوئیں۔ امام محقق علی الاطلاق وغیرہ اکابر نے فرمایا کل ما کان ادخل فی الادب والاجلال کان حسنا جو بات ادب تعظیم ومیں جتنی زیادہ دخل رکھتی ہو خوب ہے امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب البحرالمورود میں فرماتے ہیں اخذ علینا العھود ان لا نمکن احدا من اخواننا ینکر شیأ ابتدا عہ المسلمون علی جھۃ القربۃ الی اللہ تعالی ورواۃ حسنا کما مر تقریرہ مرارا فی ھذہ العھود لا سیما ما کان متعلقا باللہ تعالی

ورسوله صلے الله تعالى عليه وسلم ہم پر عہد لیے گئے کہ کسی بھائی کو کسی
ایسی چیز پر انکار نہ کرنے دیں جو مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف تقرب کے لئے نئی نکالی
اور اچھی بھی ہو جیسے اس کی تقریر اس کتاب میں بارہا گزری خصوصا وہ ایجادیں کہ اللہ و رسول
جل وعلا صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہوں امام عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ
القدسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں "يسمعون بفعلهم السنة الحسنة
وانكانت بدعة اهل البدعة لان النبى صلى الله تعالى عليه
وسلم قال من سن سنة حسنة فسمے المبدع للحسن مستنا
فادخله النبى صلى الله تعالى عليه وسلم فى السنة فقوله
صلى الله تعالى عليه وسلم اذن فى ابتداع السنة الحسنة الى
يوم الدين وانه ماجو عليها مع العاملين لها بدوامها فيد خل
فى السنة كل حدث مستحسن قال الامام النووى مان له مثل
اجور تابعيه سواء كان هوالذى ابتداه او كان منسوبا اليه وسواء
كان عبادة اوادبا او غير ذلك الخ ملتقطا" یعنی نیک بات اگرچہ
بدعت ونو پیدا ہو اس کا کرنیوالا سنی ہی کہلائے گا نہ بدعتی اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے نیک
بات پیدا کرنے والے کو سنت نکالنے والا فرمایا تو ہر اچھی بدعت کو سنت میں داخل فرمایا اور
اسی ارشاد اقدس میں قیامت تک نئی نئی نیک باتیں پیدا کرنے کی اجازت فرمائی اور یہ کہ جو
ایسی نئی بدعت نکالے گا ثواب پائے گا اور قیامت تک جتنے اس پر عمل کریں گے سب کا
ثواب اسے ملے گا تو اچھی بدعت سنت ہی ہے امام نووی نے فرمایا جتنے اس پر عمل کرینگے
سب کا ثواب اسے ملے گا خواہ اسی نے وہ نیک بات ایجاد کی ہو یا انکی طرف منسوب ہو اور
چاہے وہ عبادت ہو یا کوئی ادب کی بات یا کچھ اور ظاہر ہے کہ یہ انگوٹھے چومنا حسب نیت

وعرف ادب کی بات میں داخل ہے اور نہ سہی تو کچھ اور تو سب کو شامل ہی مسلمان یہ فائدہ جلیلہ خوب یاد رکھیں کہ بات بات پر وہابیہ غذ ولیں کے الٹے مطالبوں سے بچیں ان خبثا کی بڑی دوڑ یہی ہے کہ فلاں کام بدعت ہے حادث ہے اگلوں سے ثابت نہیں اسکا ثبوت لاؤ سب کا جواب یہی ہے کہ تم اندھے ہوا ندھے ہو دو باتوں میں سے ایک کا ثبوت تمھارے ذمے ہے یا تو یہ کہ فی نفسہ اس کام میں شر ہے یا یہ کہ شرع مطہر نے اسے منع فرمایا ہے اور جب نہ شرع سے منع نہ کام میں شر تو رسول اللہ ﷺ بلکہ قرآن عظیم کے ارشاد سے جائز دار قطنی نے ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ ان اللہ فرض فرائض ولا تضیعوھا وحرم حرمات فلا تنتھکوھا وحد حدود افلا تعتدوھا وسکت عن اشیاء من غیر نسیان فلا تحثوا عنھا نے شک اللہ عزوجل نے کچھ باتیں فرض کی ہیں انھیں نہ چھوڑو اور کچھ حرام فرمائیں ان پر جرأت نہ کرو اور کچھ حدیں باندھیں ان سے نہ بڑھو اور کچھ چیزوں کا کوئی حکم قصداً ذکر نہ فرمایا ان کی تفتیش نہ کرو کہ ممکن کہ تمھاری تفتیش سے حرام فرما دی جائیں صحیحین بخاری و مسلم میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول ﷺ فرماتے ہیں۔"ان اعظم المسلمین فی المسلمین جرما من سائل عن شئے لم یحرم علی الناس من اجل مسألتم "مسلمانوں میں سب میں بڑا مسلمانوں کے حق میں مجرم وہ ہے جس نے کوئی بات پوچھی اس کے پوچھنے پر حرام فرما دی گئی یعنی نہ پوچھتا تو اس بنا پر کہ شریعت میں اس کا ذکر نہ آیا جائز رہتی اس نے پوچھ کرنا جائز کرائی اور مسلمانوں پر تنگی کی۔ ترمذی و ابن ماجہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روای الحلال ما احل اللہ فی کتابہ والحرام ما حرم اللہ فی کتابہ وما سکت عنہ فھو مما عفا عنہ جو کچھ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں حلال

فرمایا وہ حلال ہے اور جو کچھ حرام فرمادیا وہ حرام ہے اور جس کا ذکر نہ فرمایا وہ معاف ہے سنن ابی داؤد میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے ما احل فھو حلال وما حرم فھو حرام وما سکت عنه فھو عفو جسے اللہ و رسول نے حلال کہا وہ حلال ہے جسے حرام کہا وہ حرام ہے جس کا کچھ ذکر نہ فرمایا وہ معاف ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے ما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنه فانتھوا'' جو کچھ رسول تمھیں عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو'' تو معلوم ہوا کہ جس کا نہ حکم دیا نہ منع کیا وہ نہ واجب نہ گناہ اور فرماتا ہے عزوجل یاایھا الذین امنوا لاتسئلوا عن اشیاء ان تبدالکم تسؤکم وان تسئلوا عنھا حین ینزل القرآن تبدلکم عفااللہ عنھا واللہ غفور حلیم. ''اے ایمان والوں نہ پوچھو وہ باتیں کہ انکا حکم تم پر کھول دیا جائے تو تمھیں برا لگے اور اگر اس زمانے میں پوچھو گے جب تک قرآن اتر رہا ہے تو تم پر کھول دیا جائے گا اللہ انھیں معاف کر چکا ہے اور اللہ بخشنے والا حلم والا ہے'' یہ آیہ کریمہ ان تمام حدیثوں کی تصدیق اور صاف ارشاد ہے کہ شریعت نے جس بات کا ذکر نہ فرمایا وہ معافی میں ہے جب تک کلام مجید اتر رہا تھا احتمال تھا کہ معافی پر شاکر نہ ہو کر کوئی پوچھتا اس کے سوال کی شامت سے منع فرمادی جاتی اب کہ قرآن کریم اتر چکا دین کامل ہو لیا اب کوئی حکم نیا آنے کو نہ رہا جتنی باتوں کا شریعت نے نہ حکم دیا نہ منع کیا انکی معافی مقرر ہو چکی جس میں اب تبدیل نہ ہوگی وہابی کہ اللہ کی معافی پر اعتراض کرتا ہے مردود ہے وللہ الحمد یہاں تک جواز کا بیان تھا رہا استحباب وہ فعل جب کہ فی نفسہ خود ہی نیک ہے یا مسلمان نے اسے نیت حسن محمود سے کیا تو رسول اللہ ﷺ کے ارشاد سے داخل سنت ہے اگرچہ اس سے پہلے کسی نے نہ کیا ہو جیسا کہ حدیث من سن فی الاسلام سنة حسنة وعبارات ائمہ سے گزرا والحمد للہ رب العلمین

تعظیم حضور ﷺ مدار ایمان ہے اس کا منکر قطعا کافر مگر یہ نفس تعظیم میں ہے افعال تعظیمیہ میں جس کا ثبوت ضروریات دین سے ہے جیسے درود و سلام اس کا منکر مرتد کافر یا جسکا ثبوت قطعی ہوا اگرچہ بدیہی نہ ہو ائمہ حنفیہ اسے بھی کافر کہیں گے بغیر اس کے تکفیر کی گنجائش نہیں خصوصا ایک نو پیدا بات جسمیں منکر کو شبہہ بدعت یا اس کے لیے ہے جس کا انکار بر بنائے وہابیت نہ ہو ورنہ وہابیہ پر خود ہی صد ہا وجہ سے کفر لازم اور ان کے انکار کا منشا بھی وہی ہوتا ہے کہ ان کے سینے توہین سے پر اور تعظیم مصطفے ﷺ ان کے دلوں پر شاق قل موتوا بغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدر۔ (واللہ تعالی اعلم)۔

(فتاوی افریقہ ص ۷۵ تا ۷۹ مطبوعہ مکتبہ غوثیہ کراچی)

فقیہ اعظم ابو الخیر محمد نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اہل السنۃ والجماعت کا مذہب ہے اور قرآن کریم و احادیث حبیب و محبوب عظیم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے واضح طور پر ثابت ہے کہ اصل اشیاء اباحت ہے یعنی جب تک شرع مطہر سے کسی شئی کی حرمت و کراہت ثابت نہ ہو تو اسے حرام و مکروہ نہیں کہہ سکتے قرآن کریم کا ارشاد ہے۔

عفی اللہ عنہا۔ اس کی تفسیر میں ہے۔ عن سلمان قال سئل رسول اللہ ﷺ عن اشیاء فقال الحلال ما احل اللہ فی کتابہ والحرام ما حرمہ اللہ فی کتابہ وما سکت عنہ فھو مما قد عفی عنہ فلا تتکلفوا۔

اور یونہی تفسیر کبیر ص ۲۵۹ جلد ۳، معالم التنزیل ص ۸۲ جلد ۲ مصری سنن ابن ماجہ ص ۲۴۹، سنن الترمذی ص ۲۱۹ جلد اوغیرہ میں ہے۔ اور ہدایہ مطبوع مع الشروح عنایہ شرح ہدایہ، فتح القدیر ص ۳ ۲۷ جلد ۳، منحۃ الخالق ص ۱۷ جلد ۱، شامی ص ۹۸ جلد ۱ میں ہے کہ اصل اشیاء اباحت ہے۔ شامی کے یہ لفظ ہیں وصرح فی التحریر بان المختار ان

الاصل الاباحة عندالجمهور من الحنفية والشافعية اه وتبعه تلميذه العلامة قاسم وجرى عليه فى الهداية من الحداد وفى الخانية من اوائل الحضر والاباحة.

تو روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ انگوٹھوں کا چومنا اصل میں کم از کم مباح ضرور ہے کہ شرح مطہر سے اس کی ممانعت نہیں آئی اور جب نیت تعظیم محبوب اعظم سے چومے جاتے ہیں تو مستحب وعبادت بن جاتا ہے۔ حضرت عمر فاروق اعظم ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

الا انما الاعمال بالنيات. صحیح بخاری شریف کی پہلی حدیث یہی ہے اور ایسے ہی مسند امام حضرت سیدنا الامام الاعظم کی سب سے پہلی حدیث یہی ہے کہ الا انما الاعمال بالنيات. حضرت امام قاضی عیاض مالکی شفا شریف ص ۱۲۸ ج ۲ حضرت شیخ الامام الکمال ابن الہمام فتح القدیر ص ۱۰۱ ج ۳ علامہ شیخ محمد طاہر مجمع البحار ص ۳۸ ج ۱ علامہ ابراہیم حلبی غنیۃ ص ۵۱ علامہ شامی علیہ الرحمۃ ردالمختار ص ۲۸۵ جلد ۵، امام محی الدین ابوزکریا نووی شافعی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں۔

والنظم الذى الشرف المباحات تصير طاعات بالنيات الصالحات.

اب بحمدہ تعالیٰ کھل گیا کہ تقبيل الابهامين التعظيم اسم المحبوب شرح اطہر میں جائز ومستحب ہے نیز قرآن کریم سے صحیح طور پر ثابت اور حدیث شریف اور ائمہ قدیم وحدیث سے بھی کہ ثابت اس محبوب طالب ومطلوب کی تعظیم واجلال شرعاً نہایت ضروری ولابدی ہے قرآن کریم کا ارشاد ہے۔

لتؤمنوا بالله ورسوله وتعزروه وتوقروه. معالم ص ۱۵۹ اجلد ۶ میں ہے (وتعزروه) اى تعينوه وتنصروه (وتوقروه) تعظموه وتفخموه هذه الكنايات راجعة الى النبى ﷺ ونحوه فى الخازن وايضا فيه والتعزير

نصر مع التعظیم. شفا شریف ص ۲۸ جلد ۲ میں ہے۔ قال ابن عباس تعزروہ تجلوہ وقال المبرد تبالغوا فی تعظیمہ. مجمع البحار ص ۲۳۹ جلد ۲ میں ہے تعظیمہ ﷺ افضل القرب.

اور اصول کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ المطلق یجری علی اطلاقہ تو جو قول وفعل تعظیم پر دال ہوگا وہ کم از کم جائز ومستحسن ضرور ہوگا لہذا فتح القدیر ص ۹۲ جلد ۳، فتاوی عالمگیری ص ۱۳۵ جلد ۱ میں ہے۔ کل ماکان ادخل فی الادب والاجلال کان حسنا پس تقبیل الابہامین جو دال بر تعظیم ہے ضرور جائز ومستحسن ہوئی۔

نیز حدیث میں وارد ہے کہ ما راہ المسلمون حسنا فھو عنداللہ حسن. (مسند احمد ج ا ص ۳۷۹، مجمع الزوائد ص ۱۷۷، ۱۷۸) اور تقبیل الابہامین کو اہل اسلام حسن جانتے ہیں اور نفی ورود حدیث مرفوع صحیح خاص جزئیہ میں نفی وجود صحیح نہیں اور ایسے ہی نفی صحیح سے نفی حسن وضعیف نہیں ہوسکتی اور وہ بھی فضائل اعمال میں مقبول اور یونہی نفی مرفوع سے نفی موقوف نہیں ہوسکتی اور موقوف بھی حجت ہے۔ خاتمہ مجمع البحار ص ۵۰۶ قولنا لم یصح لایلزم منہ اثبات العدم الخ تفسیر کبیر ص ۲۳۶ جلد ۱ میں ہے عدم الوجدان لایدل علی عدم الوجود. غنیۃ وغیرہا میں ہے مذھب الصحابی حجۃ یجب تقلیدہ. فتح القدیر ص ۹۵ جلد ۲ میں ہے۔ والاستحباب یثبت بالضعیف غیر الموضوع بلکہ حدیث صحیح کی نفی صاف صاف بتاتی ہے کہ حدیث حسن یا ضعیف مرفوع یا موقوف صحیح ثابت ہے کہ مفہوم مخالف روایات میں ضرور بالضرور معتبر ہے۔ درالمختار میں ہے المفھوم معتبر فی الروایات اتفاقا ومنہ اقوال الصحابۃ. شامی ص ۱۰۳ جلد ا میں ہے انہ فی الروایات ونحوہا معتبر باقسامہ حتی مفھوم اللقب. پس جراحی کا ”لم یصح فی المرفوع“ کہنا ثبوت بطریق مذکورہ کا صاف طور پر پتہ دیتا

ہے لہذا شامی علیہ الرحمۃ نے تقبیل الابہامین کو مستحب بھی لکھا اور قول جراحی بھی نقل کیا۔

ص ۲۷۰ جلد ا میں ہے۔

یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشهادة صلی الله علیک یا رسول الله وعند الثانیة منها قرت عینی بک یارسول الله ثم یقول اللهم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابهامین علی العینین فانه علیه اسلام یکون قائدا له الی الجنة کذافی کنز العباد قهستانی ونحوه فی الفتاوی الصوفیه وفی کتب الفردوس من قبل ظفری ابهامیه الحدیث۔

منیر العین ص ۱۰ میں موضوعات ملا علی قاری علیہ الرحمۃ سے منقول ہے قلت واذ اثبت رفعه الی الصدیق فیکفی العمل به لقوله علیه الصلوٰة والسلام علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین۔ معارج النبوۃ ص ۴ رکن اول میں ہے۔

گویند در وقت اذان درحین استماع اشهدان محمدا رسول الله بوسیدن وانگشت بر دو دیده نهادن نیز سنت آدم علیه السلام است واحادیث در فضل آن آورده اند"۔

اور وہابیہ کے نزدیک بھی سنت ہی ہونا چاہیے کہ ان کا اپنا حکیم بہشتی زیور کے ص ۴ پر لکھتا ہے "سنت وہ فعل ہے جس کو نبی یا اصحاب رضی اللہ عنہم الخ نے کیا ہو" اور گنگوہی براہین کے ص ۲۸ پر کہتا ہے "جو شئے باوجود شرعی قرون ثلاثہ میں موجود ہو وہ سنت ہے مگر عجب کہ اس کا انکار کرتے ہیں اور فرمان باری تعالیٰ جل جلالہ ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب هذا حلال وهذا حرام لتفتروا علی الله الکذب سے نہیں ڈرتے۔ مگر ان کا مذہب ہی یہی چاہتا ہے کہ تعظیم محبوب سے روکا جائے چنانچہ براہین ص ۵۱ میں روئے زمین کا علم شیطان لعین کے لئے تو رشید احمد نے مان لیا اور سرکار دو عالم داناے ماکان وما یکون سے نفی کیا بلکہ اسی صفحہ میں دیوار کے پیچھے کے علم سے بھی انکار کیا اور وہ بھی

حدیث موضوع ہے۔ بہر حال یہ ثابت ہوا کہ تقبیل الابہامین عند ذکر الاسم الشریف ضرور بالضرور جائز و مستحب ہے۔

الا ان یمنع مانع کالخطبة والقراءة فیمتنع هناك خصوصا لا مطلقا۔ والله ورسوله اعلم وصلی الله تعالی علیه وآله وصحبه وسلم.

(فتاوی نوریه ج ۱ ص ۳۰۲ تا ۳۰۷ ناشر دارالعلوم حنفیه فریدیه بصیر پور)

نام اقدس ﷺ کی تعظیم پر ایک گناہگار کی بخشش

دلیل نمبر ۱

شیخ ابو طالب محمد بن الحسن المکی متوفی ۳۸۶ھ لکھتے ہیں۔

و حدثونا فی الاسرائیلیات ان رجلا عصی الله تعالی مائتی سنة، فی کلها یتمرد ویجتری علی الله فلما مات اخذ بنو اسرائیل برجله والقوه علی مزبلة، فاوحی الله تعالی الی موسی علیه السلام ان غسله وکفنه وصل علیه فی جمیع بنی اسرائیل، ففعل ما امر به فعجب بنو اسرائیل من ذلک، واخبروه انه لم یکن فی بنی اسرائیل اعتی علی الله ولا اکثر معاصی منه فقال علمت، ولکن الله تعالی امرنی بذلک قالوا: فاسأل لنا ربک فسأل موسی علیه السلام ربه فقال: یارب، قد علمت، ما قالوا فاوحی الله تعالی الیه ان صدقوا انه عصانی مائتی سنة الا انه یوما من الایام فتح التوراة فنظر الی اسم حبیبی محمد مکتوبا، فقبله ووضعه علی عینه، فشکرت له ذلک، فغفرت له ذنوب مائتی سنة.

(قوت القلوب الفصل الثالث والثلاثون ج ۲ ص ۱۳۸ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)

دلیل نمبر ۲

صدر عالم عبدالرحمن دیوبندی اس کے ترجمے میں لکھتے ہیں۔

اسرائیلیات میں مروی ہے کہ ایک آدمی دو سو برس تک اللہ تعالی کی نافرمانی کرتا رہا اور

اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی وسرکشی میں بڑھ بڑھ کر جرات ودیدہ دلیری دکھاتا رہا۔ جب وہ مرگیا تو بنی اسرائیل نے اس کی ٹانگ پکڑی اور اسے گھسیٹ کر ایک ایک کوڑی پر ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ "اس کو غسل دے کر کفن پہناؤ اور تمام بنی اسرائیل کو لے کر اس کی نماز جنازہ پڑھو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسے ہی کیا، اس بات پر بنی اسرائیل کو تعجب ہوا اور لوگوں نے کہا کہ بنی اسرائیل میں اس سے بڑھ کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی سرکش اور زیادہ نافرمان نہ تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

"میں جانتا ہوں مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس بات کا حکم دیا ہے"۔

انہوں نے کہا:

اپنے رب سے ہمارے لیے معلوم کریں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پروردگار سے التجا کی اور کہا: اے پروردگار! تو جانتا ہے جو یہ کہہ رہے ہیں"۔

اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی: انہوں نے سچ کہا کہ اس نے دوسو سال تک میری نافرمانی کی مگر ایک روز اس نے تورات کو کھول کر اس میں میرے حبیب محمد (ﷺ) کا نام لکھا دیکھا تو اس کو بوسہ دیا اور دونوں آنکھوں سے لگایا میں نے اس کے اس عمل کی قدر کی اور اس کے دو برس کے گناہ بخش دیئے۔

(قوت القلوب مترجم حصہ سوم ص ۲۰۲۔۲۰۳ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

خلیل اشرف عثمانی دیوبندی امام مکی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

مصنف اور کتاب کی سند کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ متعدد نامور آئمہ نے اپنی تصانیف میں محمد بن علی بن عطیہ ابوطالب مکی کا ذکر بڑے ادب کے ساتھ کیا ہے۔ مثلاً ابن جوزیؒ، امام ذہبیؒ، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے لسان المیزان میں ابن خلکان نے وفیات میں

انہماک کا ذکر کیا ہے۔ آپ کے علمی مرتبہ کو بھی آئمہ سلف نے تسلیم کیا اور ابن تیمیہ نے فرمایا کہ ابوطالب "حدیث کے نہایت مستند عالم تھے۔

امام غزالیؒ اور حضرت شاہ ولی اللہؒ نے ان کی "قوت القلوب" سے اپنی کتب میں جگہ جگہ استفادہ کیا ہے، اس کے علاوہ بے شمار دیگر خصوصیات کی وجہ سے تصوف میں اسے سب سے پہلا جامع کام تسلیم کیا گیا ہے۔

(قوت القلوب مترجم ج اص ۵ مطبوعه دارالاشاعت کراچی)

دلیل نمبر ۳

امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ لکھتے ہیں۔

حدثنا عبدالله بن محمد، حدثنا ابوبكرالدينوری المفسر، حدثنامحمدبن ايوب العطار، حدثناعبدالمنعم بن ادريس، عن ابى، عن جده وهب، قال كان فى بنى اسرائيل رجل عصى الله مائتى سنة ثم مات فاخذوا برجله فالقوه على مزبلة فاوحى الله الى موسى عليه اسلام ان اخرج فصل عليه، قال: يارب بنو اسرائيل شهدوانه عصاك مائتى سنة، فاوحى الله اليه هكذا كان الاانه كان كلما نشرالتوراة ونظر الى اسم محمد ﷺ قبله ووضعه على عينيه وصلى عليه، فشكرت ذلك له وغفرت ذنوبه وزوجته سبعين حوراء.

(حلية الاولياء ج ۴ برقم ۴۶۹۵ ص ۴۵ مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت)

دلیل نمبر ۴

میب الرحمن دیوبندی اس کے ترجمے میں لکھتے ہیں۔

اسم محمد کی تعظیم پر ایک گناہگار کی توبہ

ہمیں عبداللہ بن محمد بن جعفر نے ابوبکر الدینوری المفسر، محمد بن ایوب عطار، عبدالمنعم بن ادریس عن ابیہ عن جدہ (یعنی وہب) کی سند سے بیان کیا کہ جب اس کا انتقال ہوا تو لوگوں نے اسے بغیر دفنائے یونہی شہر سے باہر پھینک دیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ اسلام کو وحی فرمائی کہ جاؤ اور اس شخص کی جنازہ پڑھو انھوں نے عرض کیا کہ بنی اسرائیل

نے گواہی دی ہے۔ کہ یہ شخص دو (سو) سال سے نافرمان ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں ایسا ہی تھا لیکن جب یہ شخص تورات کھولتا اور اس میں حضرت محمد ﷺ کا نام دیکھتا تو اسے چومتا اور آنکھوں پر رکھتا تھا لہذا میں نے اسے اچھا جانا اور اس کی مغفرت فرما کر ستر حوروں سے اس کا نکاح کر دیا ہے۔

(حلیة الاولیاء مترجم حصہ چہارم ص ۲۷۵ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

امام شمس الدین محمد بن احمد ذہبی متوفی ۷۴۸ھ لکھتے ہیں۔

ابو نعيم الحافظ الكبير محدث العصر احمد بن عبدالله بن احمد بن اسحاق بن موسى بن مهران المهراني الاصبهاني الصوفي الاحوال سبط لصاحب محمد بن يوسف البناء ولد سنة ست وثلاثين وثلاث مائة.

ترجمہ:...... آپ کی کنیت ابونعیم، نام احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحاق اور خطاب محدث العصر ہے۔ آپ اصفہان کے رہنے والے بہت بڑے حافظ حدیث ہیں آپ مشہور زاہد محمد بن یوسف بناء کے نواسے ہیں۔ ۳۳۶ھ میں پیدا ہوئے۔

(تذكرة الحفاظ ج ۳ ص ۱۰۹۲ رقم ۹۹۲ مطبوعه دارالصميعي الرياض)

نیز دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

قال الخطيب لم ار أحد أطلق عليه اسم ابى نعيم وابى حازم العبدوى قال على بن المفضل الحافظ قد جمع شيخنا السلفي اخبار ابى نعيم فسمى نحوا من ثمانين نفسا حدثوه عنه وقال لم يصنف مثل كتابه حلية الاولياء سمعناه على ابى المظفر القاشاني عنه سوى فوت يسير قال احمد بن محمد بن مردويه كان ابو نعيم فى وقته مرحولا اليه لم يكن فى افق من الآفاق احد احفظ منه ولا اسند منه كان حفاظ الدنيا قد اجتمعوا عنده وكل يوم نوبة واحد منهم يقراء ما يريده الى قريب الظهر فاذا قام الى داره ربما كان يقراء عليه فى الطريق جزء وكان لا يضجر لم يكن له غذاء سوى التسميع و التصنيف.

وقال حمزة بن العباس العلوى كان اصحاب الحديث يقولون بقي الحافظ ابو نعيم اربع عشرة سنة بلا نظير لا يوجد شرقا ولا غربا اعلى اسنادا منه ولا احفظ منه وكانوا يقولون لما صنف

كتاب الحلية حمل الكتاب في حياته الى نيسابور فاشتروه باربع مائة دينار.

ترجمہ:.....امام خطیب کہتے ہیں میں نے حافظ ابونعیم اور عبدی کے سوا کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جس پر بجا طور پر حافظ کا اطلاق کیا جائے۔حافظ علی بن مفضل کہتے ہیں ہمارے استاذ حافظ سلفی نے امام ابونعیم کے حالات لکھتے ہیں اور تقریبا ۸۰ آدمیوں کے نام ذکر کئے ہیں جنہوں نے ان کو حافظ ابونعیم سے حدیث بیان کی ہے نیز کہتے ہیں ان کی کتاب ''حلیۃ الاولیاء'' بے نظیر ہے آج تک کسی نے ایسی کتاب نہیں لکھی ہم نے ان کے شاگرد ابوالمظفر قاشانی سے چند اوراق کے سوا ساری کتاب کا سماع کیا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حافظ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف استفادہ کے لئے آنے والوں کا تانتا بندھا رہتا ہے دنیا کہ کسی حصہ میں اس وقت ان سے بڑا حافظ حدیث کوئی نہیں تھا اور نہ ان سے زیادہ عالی سند کوئی آدمی موجود تھا دنیا کہ حافظ حدیث آپ کے پاس جمع رہتے تھے ان میں سے ہر روز ایک آدمی کی پڑھنے کی باری ہوتی تھی۔وہ ظہر سے تھوڑی دیر پہلے تک جو چاہتا پڑھتا، بعض اوقات گھر کو جاتے ہوئے راستہ میں طالب علم ان سے پڑھتے جاتے جس آپ گھبراتے نہیں تھے کیونکہ حدیث پڑھانا اور کتابیں تصنیف کرنا آپ کی غذا تھی۔

حمزہ بن عباس علوی کہتے ہیں محدثین کہا کرتے تھے کہ حافظ ابونعیم کا چودہ سال تک کوئی نظیر نہیں تھا مشرق اور مغرب میں نہ ان سے بڑا کوئی حافظ حدیث تھا اور نہ کسی کے پاس ان سے اعلیٰ سند تھی۔علمائے حدیث کا یہ بھی بیان ہے کہ جب آپ اپنی مشہور عالم تصنیف حلیۃ الاولیاء کے لکھنے سے فارغ ہوئے تو وہ آپ کی زندگی میں نیسابور میں ۴۰۰ دینار میں فروخت ہوئی۔

(تذکرۃ الحفاظ ج ۳ص ۱۰۹۲ مطبوعہ دارالصمیعی الریاض)

دلیل نمبر ۵

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں۔

و اخرج ابو نعیم فی (الحلیة) عن وهب قال: کان فی بنی اسرائیل رجل عصی الله مائتی سنة ثم مات فاخذوه فالقوه علی مزبلة، فاوحی الله الی موسی ان اخرج فصل علیه، قال یارب: بنو اسرائیل شهدوا انه عصاک مائتی سنة، فاوحی الله الیه: هکذا کان الا انه کان کلما نشر التوراة ونظر الی اسم محمد ﷺ قبله و وضعه علی عینیه و صلی علیه، فشکرت له ذلک و غفرت ذنوبه وزوجته سبعین حوراء.

ترجمہ:...... ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ''حلیہ'' میں وہب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے دوسو سال تک خدا کی نافرمانی کی۔ پھر وہ مرگیا تو بنی اسرائیل نے اسے کوڑے گھر پر ڈال دیا۔ اللہ تعالی نے موسیٰ علیہ السلام کو بذریعہ وحی حکم دیا کہ جاؤ وہاں سے اٹھا کر اس کی نماز جنازہ پڑھو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے رب! بنی اسرائیل گواہی دیتے ہیں کہ اس نے دوسو سال تک تیری نافرمانی کی ہے۔ حق تعالی نے دوبارہ وحی فرمائی واقعتا وہ ایسا ہی شخص تھا لیکن وہ جب بھی توریت کو تلاوت کے لئے کھولتا اور اسم گرامی احمد مجتبیٰ ﷺ پر نظر پڑتی تو ''وہ اسے بوسہ دیتا اور اسے اٹھا کر اپنی آنکھوں سے لگاتا اور آپ پر ﷺ درود بھیجتا تھا'' تو میں نے اس کا یہ بدلہ دیا کہ میں نے اس کے گناہوں کو بخش دیا اور ستر حوروں سے اس مشہور نافرمان کا نکاح کردیا۔

(خصائص الکبری ج ۱ ص ۲۹ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

و قد اخبرنی الشیخ الصالح عطیة الابناسی والشیخ الصالح قاسم المغربی المقیم فی تربة الامام الشافعی رضی الله تعالی عنه، والقاضی زکریا الشافعی انهم سمعوا الشیخ جلال الدین السیوطی رحمه الله تعالی یقول: رأیت رسول الله ﷺ، فی الیقظة بضعا وسبعین مرة وقلت له فی مرة منها: هل انا من اهل الجنة یارسول الله؟ فقال: نعم! فقلت: من غیر عذاب یسبق، فقال: لک ذلک، قال الشیخ

عطية: وسألت الشيخ جلال الدين مرة أن يجتمع بالسلطان الغوری فی ضرورة وقعت لی. فقال لی: یاعطیة أنا اجتمع بالنبی ﷺ، یقظة واخشی ان اجتمعت بالغوری ان یحتجب ﷺ، عنی.

ترجمہ:.....اور مجھے شیخ صالح عطیہ الابناسی اور امام شافعی ﷺ کی تربت میں مقیم شیخ صالح قاسم المغربی اور قاضی زکریا الشافعی نے بتایا کہ انہوں نے شیخ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے بیداری میں رسول پاک ﷺ کی پچھاوپر ستر مرتبہ زیارت کی ہے۔ اور ان میں سے ایک دفعہ میں نے آپ سے عرض کی۔ یا رسول اللہ! کیا میں اہل جنت سے ہوں؟ فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کی: پہلے کوئی سزا دیے بغیر؟ فرمایا: تیرے لئے یہی ہے۔ شیخ عطیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے اپنی کسی ضرورت کے پیش نظر شیخ جلال الدین سیوطی سے عرض کی کہ سلطان غوری کے پاس تشریف لے چلیں تو آپ نے مجھے فرمایا: اے عطیہ! میں بیداری میں حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوتا ہوں۔ ڈرتا ہوں کہ اگر غوری کے پاس چلا جاؤں تو کہیں حجاب لاحق ہو جائے۔

(الیواقیت والجواهر فی بیان عقائد الاکابر ج ۱ ص ۲۳۸ مطبوعه داراحیاء التراث العربی بیروت)

یہی امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں۔

رایت ورقة بخط الشیخ جلال الدین السیوطی عند احدا صحابه وهو الشیخ عبدالقادر الشاذلي مراسلة لشخص ساله في شفاعة عند السلطان قایتبای رحمه الله تعالی اعلم یااخی انی قد اجتمعت برسول الله ﷺ الی وقتی هذا خمس وسبعین ۷۵ مرة یقظة ومشافهة ولولا خوفی من احتجابه ﷺ عنی بسبب دخولی للولاة لطلعت القلعة وشفعت فیک عند السلطان وانی رجل من خدام حدیثه ﷺ واحتاج الیه فی تصحیح الاحادیث التی ضعفها المحدثون من طریقهم ولاشک ان نفع ذلک ارجح من نفعک.

ترجمہ:.....امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام سیوطی کے خط کا ایک ورق اس کے اصحاب میں سے ایک صاحب یعنی شیخ عبدالقادر شاذلی کے پاس دیکھا

جو مراسلہ تھا اس شخص کے لئے جس نے آپ سے بادشاہ قایتبای کے پاس سفارش کا سوال کیا تھا (وہ مراسلہ جوابیہ بدیں مضمون تھا) جان لے اے بھائی کہ اس وقت تک میں ۷۵ مرتبہ عالم بیداری میں بالمشافہ حضور ﷺ کی زیارت سے مستفیض ہوا۔ اگر حاکموں کے پاس جانے کی وجہ سے حضور کی زیارت کی محرومی کا خوف نہ ہوتا تو میں قلعہ شاہی میں داخل ہوتا اور بادشاہ کے ہاں تیرے حق میں سفارش کرتا اور میں خدام حدیث سے ایک مرد ہوں۔ ان احادیث کی تصحیح کے بارہ میں حضور ﷺ کا محتاج ہوں۔ جن کو محدثین نے اپنے طریقہ میں ضعیف کر دیا اور بے شک یہ نفع تیرے نفع سے بہت زیادہ ہے۔

(میزان الکبری ج ا ص ۱۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

امام یوسف بن اسماعیل النبہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۵۰ھ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

میں نے علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک ورق ان کے ایک ساتھی شیخ عبدالقادر شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دیکھا ہے جو انہوں نے ایک ایسے شخص کو لکھا تھا جس نے بادشاہ کے پاس جا کر کسی کام کے سلسلہ میں سفارش کرنے کی درخواست کی تھی۔

اے میرے بھائی! جان لے کہ اب تک میں رسول اللہ ﷺ سے پچہتر مرتبہ بیداری میں بالمشافہ شرف ملاقات حاصل کر چکا ہوں۔ اگر حاکموں کے درباروں میں حاضری سے مجھے حضور علیہ السلام کے حجاب میں ہونے کا خوف نہ ہوتا، تو میں ضرور شاہی قلعہ میں جاتا، اور بادشاہ کے پاس تیری سفارش کرتا۔ بے شک میں حضور علیہ السلام کی حدیث شریف کے خدمتگاروں میں سے ایک ہوں اور مجھے سرکار کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت پڑتی۔ ان احادیث کی تصحیح کے لئے جن کو محدثین نے اپنے طور پر ضعیف قرار دیا ہے اور بے شک یہ فائدہ میرے بھائی تیرے فائدے سے زیادہ بہتر ہے"۔

فرمایا کہ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اس بات کی تائید وہ مشہور واقعہ بھی ہے

کہ سیدی محمد بن زین مداح رسول ﷺ، سرکار کی بیداری میں بالمشافہ زیارت کرتے تھے۔

جب وہ حج کے لئے گئے تو سرکار نے قبر کے اندر سے ان سے بات کی۔

(سعادة الدارین فی الصلوة علی سید الکونین اردو ج۲ص۶۷،۶۸مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

نیز دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

سیدی علی الخواص کو فرماتے سنا کہ جن لوگوں کا ہمیں علم ہوا کہ وہ حضور ﷺ سے بیداری میں بالمشافہ ملاقات کرتے تھے، ان میں سے شیخ ابومدین شیخ الجماعۃ، شیخ عبدالرحیم قناوی، شیخ موسیٰ رولی، شیخ ابوالحسن شاذلی، شیخ ابوالعباس المرسی، شیخ ابوالسعود بن ابوالعشائر، سیدی ابراہیم المتبولی اور شیخ جلال الدین سیوطی ہیں۔ فرمایا کرتے میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور بیداری میں پچھاوپر ستر مرتبہ ملاقات کی۔

(سعادة الدارین فی الصلوة علی سید الکونین اردو ج۲ص۷۰مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

محدث دیوبند انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں۔

نقل عن السیوطی رحمہ اللّٰہ تعالی انه رآه ﷺ اثنین وعشرین مرة وسأله عن احادیث ثم صححها بعد تصحیحه ﷺ. الخ

ترجمہ:..... امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا گیا کہ اس نے بائیس مرتبہ جاگتے ہوئے حضور ﷺ کی زیارت کی اور حضور ﷺ سے بہت سی حدیثوں کے متعلق پوچھا کہ یارسول اللہ یہ آپ کی حدیث ہے یا نہیں حضور کے صحیح فرمانے کے بعد امام سیوطی نے ان احادیث کی تصحیح کی۔

(فیض الباری شرح صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۰۴ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

نعیم اشرف نوراحمد دیوبندی لکھتے ہیں۔

وهو لمجدد المائة التاسعة خاتم الحفاظ جلال الدین

عبدالرحمن بن كمال الدين الأسيوطي الشافعي، المتوفى سنة ٩١١، صاحب التصنيف التي سارت بهاالركبان، وانتفع به الانس والجنان، وقد زادت على خمسمائة وشهرة ذكره تغني عن وصفه.

ترجمہ:..... آپ نویں صدی کے مجدد تھے۔ آپ سے انس وجن نے فائدہ لیا۔

(حاشيه الفوائد البهية فى تراجم الحنفية ١٨۔٩ مطبوعه ادارة القرآن والعلوم الاسلاميه كراچى)

دلیل نمبر ۶

علامہ محمد بن یوسف الصالحی الشامی متوفی ۹۴۲ھ لکھتے ہیں۔

ما رواه ابونعيم في الحلية عن وهب بن منبه رحمه الله تعالى قال: كان في بني اسرائيل رجل عصى الله تعالى مائة سنة ثم مات فاخذوه فالقوه على مزبلة فاوحى الله تعالى الى موسى عليه الصلوة والسلام: ان اخرج فصل عليه، قال: يارب ان بني اسرائيل يشهدون انه عصاک مائة سنة، فاوحى الله تعالى اليه: هكذا كان الا انه كان كلما نشر التوراة ونظر الى اسم محمد ﷺ قبله و وضعه على عينيه فشكرت له ذلک وغفرت له وزوجته سبعين حوراء.

ترجمہ:..... امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے "حلیہ" میں وہب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے سوسال تک خدا کی نافرمانی کی۔ پھر وہ مرگیا تو بنی اسرائیل نے اسے کوڑے گھر پر ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بذریعہ وحی حکم دیا کہ جاؤ وہاں سے اٹھا کر اس کی نماز جنازہ پڑھو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے رب! بنی اسرائیل گواہی دیتے ہیں کہ اس نے دوسوسال تک تیری نافرمانی کی ہے۔ حق تعالیٰ نے دوبارہ وحی فرمائی واقعتاً وہ ایسا ہی شخص تھا لیکن وہ جب بھی توریت کو تلاوت کے لئے کھولتا اور اسم گرامی احمد مجتبیٰ ﷺ پر نظر پڑتی تو "وہ اسے بوسہ دیتا اور اسے اٹھا کر اپنی آنکھوں سے لگاتا اور آپ پر ﷺ درود بھیجتا تھا" تو میں نے اس کا یہ بدلہ دیا کہ میں نے اس کے گناہوں کو بخش دیا اور ستر حوروں سے اس مشہور نافرمان کا نکاح کردیا۔

(سبل الهدى والرشاد ج ١ ص ٤٢٦،٤١١ مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت)

دلیل نمبر ۷

امام علی بن برہان الدین الحلبی الشافعی متوفی ۱۰۴۶ھ لکھتے ہیں۔

وفی الحلية لابی نعیم عن وهب بن منبه قال: كان رجل عصى الله مائة سنة ای فی بنی اسرائیل ثم مات فاخذوه والقوه فی مزبلة، فأوحى الله الى موسى عليه الصلاة والسلام ان اخرجه فصل عليه، قال يارب: ان بنی اسرائیل شهدوا انه عصاک مائة سنة، فأوحى الله اليه: هكذا الا انه كان كلما نشر التوراة ونظر الى اسم محمد ﷺ قبله و وضعه على عينيه فشكرت له ذلك و غفرت له وزوجته سبعين حوراء.
(انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروف سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۸۳ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

دلیل نمبر ۸

عابدالرحمٰن کاندھلوی دیوبندی اس کے ترجمے میں لکھتے ہیں۔

محمد نام کے احترام میں مغفرت

کتاب حلیۃ الاولیاء میں ابونعیم، وہب ابن منبہ سے روایت کرتے ہیں کہ:۔

بنی اسرائیل کا ایک شخص تھا جس نے سو سال تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی (اور گناہ کرتا رہا) اس کے بعد جب وہ مر گیا تو لوگوں نے اس کی لاش کو اٹھا کر (اس سے نفرت کی وجہ سے) کوڑے کے ڈھیر پر ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ پر وحی نازل فرمائی کہ اس شخص کو وہاں سے نکالو اور اس کی نماز پڑھو۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا۔

''اے پروردگار! بنی اسرائیل نے اس شخص کو دیکھا ہے کہ اس نے سو برس تک تیری نافرمانی کی''۔ مگر اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی کہ ہاں وہ ایسا ہی تھا مگر اس کی عادت تھی کہ وہ جب بھی (اللہ تعالیٰ کی کتاب) تورات کو کھولتا تھا اور اس میں محمد ﷺ کے نام پر اس کی نظر پڑتی تھی تو وہ اس کو چومتا تھا اور آنکھوں سے لگایا کرتا تھا میں نے

اس کی اس ادا کو قبول کر لیا اور اس کے گناہ معاف کر کے ستر حوروں کے ساتھ اس کو بیاہ دیا۔
(سیرت حلبیہ اردو ج ۱ ص ۲۷۰ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

محمد اسلم قاسمی دیوبندی لکھتے ہیں۔

علامہ حلبیؒ دسویں اور گیارھوں صدی ہجری کے ایک نہایت جلیل القدر صاحب عظمت عالم ہیں آپ کا اصل نام علی ابن ابراہیم ابن احمد ابن علی ابن عمر عرف نور الدین ابن برہان الدین حلبی قاہری شافعی ہے مسلک کے اعتبار سے شافعی تھے۔

نہایت بلند مرتبہ عالم اور مقبول و مشہور مشائخ میں سے ہے زبردست اور ٹھوس علم کی وجہ سے ان کو امام کبیر اور علامہ زماں کہا گیا، ان کے وسیع علم اور مطالعہ کی وجہ سے ہی ان کے متعلق کہا جاتا ہے یہ علم کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہیں اور علم کا ایک ایسا سمندر ہیں جس کا کوئی کنارہ نہیں، نہایت شفیق، خوش اخلاق اور بامروت بزرگ تھے اپنے زمانہ میں اپنے صاحب مرتبہ تھے کہ ان کے پائے کا کوئی دوسرا عالم نہ تھا تمام زندگی علم کی تلاش وجستجو اور اس کو لوگوں تک پہنچانے میں صرف کی ذہانت اور ذکاوت کی بناء پر نہایت محقق اور مفکر عالم تھے فتوی دینے اور مسائل کا اختراع واستنباط کرنے میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے علم کے ساتھ ساتھ عمل میں بھی یکتا تھے تمام عمر انتہائی تقوی اور پاکبازی کے ساتھ دین کی خدمت میں گزاردی اور دنیا کو آپ سے زبردست فائدہ پہنچا۔ دور دراز کے شہروں سے لوگ آپ کے پاس علم کی پیاس بجھانے کے لئے آتے تھے اور سیراب ہو کر جاتے تھے خوش اخلاقی اور خوش مزاجی کے ساتھ ساتھ ظاہری جمال سے بھی اللہ تعالی نے آپ کو مالا مال کیا تھا عوام وخواص دونوں طبقوں پر آپ کا رعب اور دبدبہ تھا۔ مگر اس رعب اور ہیبت کے ساتھ ساتھ اپنے درس میں بزلہ سنجی اور لطیفہ گوئی بھی فرمایا کرتے تھے علم کی گہرائی کا یہ حال تھا کہ ان کے ہم عصر بڑے بڑے علماء ان کے مداح اور قائل تھے۔

شیخ سلطان مزاحیؒ ان کے دور میں زبردست عالم اور شیخ تھے مگر جب بھی ان کے پاس

علامہ حلبی کا گزر ہو جاتا تو اپنے درس سے اٹھ کر نہایت پرتپاک استقبال کرتے علامہ حلبیؒ کے
ہاتھوں کو بوسہ دیتے اور اپنی مسند خاص پر جہاں وہ درس دیا کرتے تھے علامہ کو بٹھاتے۔
(سیرت حلبیہ اردو ج ۱ ص ۲۱ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

دلیل نمبر ۹

عبدالرحمٰن بن عبدالسلام بن عبدالرحمٰن بن عثمان الصفوری الشافعی توفی ۸۹۴ھ لکھتے ہیں۔

قال وهب بن منبه رضي الله عنه: كان في بني اسرائيل رجل عصي ربه مائة عام فلما مات القاه بنو اسرائيل على المذبلة فاوحى الله تعالى الى موسى عليه الصلاة والسلام ان غسله وكفنه وصل عليه في بني اسرائيل..

ترجمہ:...... حضرت وہب بن منبہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک اسرائیلی سو سال تک اللہ تعالی کی نافرمانی میں مبتلا رہا جب فوت ہوا تو لوگوں نے گندگی کے ڈھیر پر پھینک دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی آئی کہ میرے فلاں بندے کو وہاں سے اٹھائیے، غسل و کفن دے کر جنازہ پڑھیں اور باعزت طور پر اسے دفن کردیں، کیونکہ یہ میرے نزدیک اس لئے محبوب ہے کہ ایک دن یہ تورات پڑھ رہا تھا کہ میرے محبوب نبی کریم ﷺ کا نام نامی دیکھا تو اس نے فرط عقیدت سے چوما، آپ کی ذات اقدس پر صلاۃ وسلام کا نزرانہ پیش کیا، اس لئے میں نے اسے مغفرت و بخشش سے نواز کر حور سے نکاح کردیا۔
(نزهة المجالس ج ۲ ص ۱۵۵ مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت)

دلیل نمبر ۱۰

یہی عبدالرحمٰن بن عبدالسلام الصفوری الشافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

(حكاية) قال ابن عباس رضي الله عنهما: ان رجلا من اليهود نظر في التوراة فوجد اسم محمد ﷺ في اربعة مواضع فكشطه ثم ينظر في اليوم الثاني فوجده في ثمانية مواضع فكشطه ثم نظر في اليوم الثالث فوجد اسم محمد ﷺ في اثني عشر موضعا فسار من الشام الى المدينة فوجد النبي ﷺ قد مات فقال لعلي رضي الله عنه: ارني ثوب محمد ﷺ فاخر له فشمه وقام عند القبر الشريف واسلم

وقال: اللهم ان كنت قبلت اسلامي فاقبض روحي سريعا فوقع ميتا فغسله علي رضي الله عنه ودفنه بالبقيع.

ترجمہ:.....حکایت۔ برکات نام مصطفیٰ ﷺ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہودی نے تورات میں چار مقام پر حضور ﷺ کا نام نامی دیکھا تو اس نے دشمنی کی بناء پر مٹا دیا، جب دوسرے دن تورات دیکھی تو آٹھ مقام پر اسم مصطفیٰ درج پایا، اس نے پھر مٹا دیا تیسرے دن بارہ جگہ پر نام نامی دیکھا تو اس نے آپ کی زیارت کا قصد کیا اور شام سے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوا تو آپ ﷺ وصال فرما چکے تھے چنانچہ وہ حضرت علی المرتضیٰ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا مجھے رسول کریم ﷺ کے لباس مقدس کی زیارت کرا دیجیے، آپ نے لباس مبارک کی زیارت کی تو وہ محبت سے چومنے اور سونگھنے لگا، پھر روضہ مقدس پر حاضر ہو کر اسلام لے آیا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض گزار ہوا۔

الٰہی اگر میرا اسلام لانا تجھے پسند ہے اور میری حاضری قبول ہے تو پھر مجھے وصال کی لذت سے شادکام فرما، یہ کہتے ہی اس کی روح قفس عنصری سے پار کر گئی اور حضرت علی المرتضیٰ ﷺ نے غسل دیا، صحابہ کرام نے جنازہ پڑھا اور جنت البقیع میں دفن کیا۔

(نزهة المجالس ج ۲ ص ۱۵۵ مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت)

دلیل نمبر ۱۱

علامہ الفاضل الکامل الشیخ اسمٰعیل حقی حنفی متوفی ۱۱۳۷ھ "ما کان محمد" (سورۃ الاحزاب پارہ ۲۲ آیت نمبر ۴۰) کے تحت لکھتے ہیں۔

وكان رجل في بني اسرائيل عصى الله مائة سنة ثم مات فاخذوه فالقوه في مزبلة فاوحى الله تعالى الى موسى ان اخرجه وصل عليه قال: يارب ان بني اسرائيل شهدوا انه عصاك مائة سنة فاوحى الله اليه انه هكذا الا انه كان كلما نشر التوراة ونظر الى اسم محمد قبله و وضعه على عينيه فشكرت له ذلك وغفرت له وزوجته سبعين حوراء.

ترجمہ:...... مروی ہے کہ ایک بنی اسرائیلی ایک سو سال غلط کاریوں میں مبتلا رہا جب مرا تو لوگوں نے اسے اٹھا کر گندگی کے ڈھیر پر پھینک دیا، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو پیام بھیجا کہ اسے نہلا دھلا کر اس کی نماز جنازہ پڑھیے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: یا الہ العلمین! تمام بنی اسرائیل گواہی دیتے ہیں کہ اس نے ایک سو سال نافرمانیوں میں گزارا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بات واقعی ایسے ہی ہے لیکن اس کا ایک کام مجھے پسند آ گیا ہے کہ تورات کھول کر جونہی اسم محمد کو دیکھتا تھا اسے چوم کر آنکھوں سے لگاتا تھا اس کے بدلے میں میں نے اسے بخش دیا اور ستر حوریں اس سے بیاہ دیں۔

(تفسیر روح البیان ج،ص ۱۸۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

دلیل نمبر ۱۲ و ۱۳

علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ لکھتے ہیں۔

واخرج ابونعیم فی الحلیة عن وهب قال كان فی بنی اسرائیل رجل عصی الله مائتی سنة ثم مات فاخذوه والقوه علی مزبلة فاوحی الله الی موسی ان اخرج فصل علیه قال یا رب بنو اسرائیل شهدوا انه عصاک مائتی سنة، فاوحی الله الیه: هکذا الا انه کان کلما نشر التوراة ونظر الی اسم محمد ﷺ قبله و وضعه علی عینیه وصل علیه فشکرت له ذلک وغفرت ذنوبه وزوجته سبعین حوراء.

ترجمہ:...... امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ "حلیہ" میں حضرت وہب سے نقل کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے دو سو سال تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، جب وہ مر گیا تو لوگوں نے اسے اٹھا کر گندگی کے ڈھیر پر پھینک دیا، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اس پر نماز جنازہ پڑھو، عرض کی اے پروردگار! بنی اسرائیل گواہی دیتے ہیں کہ اس نے دو سو سال تک تیری نافرمانی کی ہے۔ اللہ نے وحی فرمائی کہ یہ درست ہے مگر یہ شخص جب بھی تورات کھولتا تو اسم محمد پر محبت کی نگاہ ڈالتا اور چوم کر آنکھوں پر لگاتا تھا اور آپ پر درود پڑھتا، مجھے اس کی اس بات کی قدر ہے لہذا میں نے اس کے گناہ بخش دیے ہیں اور

اسے ستر حوروں سے بیاہ دیا ہے۔
(حجة الله على العالمين فى معجزات سيد المرسلين ص ۹۵ مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت)، (سعادة الدارين فى الصلوة على سيد الكونين اردو ج ۱ ص ۲۵۵۔۲۵۶ مطبوعه ضياء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

دلیل نمبر ۱۴

امام علامہ شمس الدین محمد بن عبد الرحمن السخاوی متوفی ۹۰۲ھ لکھتے ہیں۔

ويروى فى بعض الاخبار انه كان فى بنى اسرائيل عبد مسرف على نفسه فلما مات رموا به فاوحى الله الى نبيه موسى عليه السلام ان غسله وصلى عليه فانى قد غفرت له، قال يارب وبم ذلك قال انه فتح التوراة يوما فوجد فيها اسم محمد ﷺ فصلى عليه وقد غفرت له بذلك.

ترجمہ:...... بعض اخبار میں روایت ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص انتہائی گنہگار تھا، جب وہ مرگیا تو لوگوں نے اسے بغیر کفن دفن کے پھینک دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک نبی موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ، اسے غسل دو، اور اس کی نماز جنازہ ادا کرو، میں نے اسے بخش دیا ہے، موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا یارب! تو نے کس عمل کی وجہ سے اسے بخش دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس نے ایک دن توراۃ کو کھولا اور اس میں محمد ﷺ کا نام لکھا ہوا پایا۔ تو آپ ﷺ پر اس نے درود پڑھا اس لئے میں نے اس کو معاف فرما دیا ہے۔
(القول البديع فى الصلوة على الحبيب الشفيع ص ۱۲۳ مطبوعه دار الكتاب العربى بيروت)

زکریا کاندھلوی دیوبندی علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب القول البديع فى الصلوة على الحبيب الشفيع کے بارے میں لکھتے ہیں۔

علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھ سے شیخ احمد بن رسلانؒ کے شاگردوں میں سے ایک معتمد نے کہا کہ ان کو نبی کریم ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی اور حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں یہ کتاب قول بدیع فى الصلوة على الحبيب الشفيع

جو حضور اقدس ﷺ پر درود ہی کے بیان میں علامہ سخاویؒ کی مشہور تالیف ہے اور اس رسالہ کے اکثر مضامین اسی سے لئے گئے ہیں۔ حضور ﷺ کی خدمت میں یہ کتاب پیش کی گئی حضور اقدس ﷺ نے اس کو قبول فرمایا۔ بہت طویل خواب ہے جسکی وجہ سے مجھے انتہائی مسرت ہوئی۔ اور میں اللہ کے اور اس کے پاک رسول ﷺ کی طرف سے اس کی قبولیت کی امید رکھتا ہوں اور انشاء اللہ دارین میں زیادہ سے زیادہ ثواب کا امیدوار ہوں۔

(فضائل درود شریف ص ۹۹ مطبوعہ کتب خانہ فیضی لاہور)

دلیل نمبر ۱۵

غیر مقلد عبدالستار لکھتے ہیں۔

امر ہویا جداوپر تھاڈے اساں تورات اتاری
سن کے صفت حبیب میرے دی اس نوں لگی پیاری
نام محمد دیکھے اوبوں بہت خوشی وچ آیا
اسم مبارک چم کر اپنے اکھیاں نال لگایا
بخش دتا اساں راضی ہو کر حرمت شاہ ابراراں
ستر حوراں خدمت اندر بخشیاں خدمت گاراں

(اکرام محمدی ص ۸ بحوالہ درود وسلام اور انگوٹھے چومنا)

دلیل نمبر ۱۶

محمد ہارون دیوبندی لکھتے ہیں۔

محمد نام کے احترام میں مغفرت

کتاب حلیۃ الاولیاء میں ابونعیم، وہب ابن منبہ سے روایت کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص تھا جس نے سو سال تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی (اور گناہ کرتا رہا) اس کے بعد جب وہ مر گیا تو لوگوں نے اس کی لاش کو اٹھا کر (اس سے نفرت کی وجہ سے)

کوڑے کے ڈھیر پر ڈال دیا، اللہ تعالی نے موسیٰ پر وحی نازل فرمائی کہ اس شخص کو وہاں سے نکالو اور اس کی نماز پڑھو، حضرت موسیٰ نے عرض کیا۔ "اے پروردگار! بنی اسرائیل نے اس شخص کو دیکھا ہے کہ اس نے سو برس تک تیری نافرمانی کی مگر اس کے بعد پھر اللہ تعالی کی طرف سے وحی نازل ہوئی کہ وہ ایسا ہی تھا مگر اس کی ایک عادت تھی کہ وہ جب بھی (اللہ تعالی کی کتاب) تورات کو کھولتا تھا اور اس میں محمد ﷺ کے نام پر اس کی نظر پڑتی تھی وہ اس کو چومتا تھا اور آنکھوں سے لگایا کرتا تھا میں نے اس کی اس ادا کو قبول کر لیا اور اس کے گناہ معاف کر کے ستر حوروں کے ساتھ اس کو بیاہ دیا"۔

(خصوصیات مصطفی ﷺ ج ۲ ص ۱۴۵ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

دلیل نمبر ۱۷

زکریا کاندھلوی دیوبندی لکھتے ہیں۔

علامہ سخاویؒ بعض تواریخ سے نقل کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص بہت گناہگار تھا، جب وہ مر گیا تو لوگوں نے اس کو ویسے ہی زمین پر پھینک دیا۔ اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام پر وحی بھیجی کہ اس کو غسل دے کر اس پر جنازہ کی نماز پڑھیں میں نے اس شخص کی مغفرت کر دی۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا یا اللہ یہ کیسے ہو گیا؟ اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ اس نے ایک دفعہ توراۃ کو کھولا تھا اس میں محمد (ﷺ) کا نام دیکھا تھا۔ تو اس نے ان پر درود پڑھا تھا تو میں نے اس کی وجہ سے اس کی مغفرت کر دی۔

(بدیع)

اس قسم کے واقعات میں کوئی اشکال کی بات نہیں نہ تو ان کا یہ مطلب ہے کہ ایک دفعہ درود شریف پڑھ لینے سے سارے گناہ کبیرہ اور حقوق العباد سب معاف ہو جاتے ہیں اور نہ اس قسم کے واقعات میں کوئی مبالغہ یا جھوٹ وغیرہ ہے۔ یہ مالک کے قبول کر لینے پر ہے وہ کسی شخص کی معمولی سی عبادت، ایک دفعہ کا کلمہ طیبہ میں قبول کر لے جیسا کہ فصل اول کی

حدیث ۱۱ میں حدیث البطاقہ میں گزر چکا ہے تو اس کی برکت سے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ **ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشآء** اللہ تعالیٰ کا قرآن پاک میں ارشاد ہے، ترجمہ:۔ بیشک اللہ تعالیٰ شانہ، اس کی مغفرت نہیں فرماتے کہ ان کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے (یعنی مشرک و کافر کی تو مغفرت ہے نہیں) اس کے علاوہ جس کو چاہیں گے بخش دیں گے۔ اس لئے اس قصوں میں اور اس قسم کے دوسرے قصوں میں کوئی اشکال نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ، کو کسی کا ایک دفعہ کا درود پڑھنا پسند آجائے وہ اس کی وجہ سے سارے گناہ معاف کر دے بااختیار ہے۔ ایک شخص کے کسی کے ذمہ ہزاروں روپے قرض ہیں وہ قرض دار کی کسی بات پر جو قرض دینے والے کو پسند آگئی ہو یا بغیر کسی بات کہ اپنا سارا قرضہ معاف کر دے تو کسی کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ اسی طرح اللہ جل شانہ، اگر کسی کو محض اپنے لطف و کرم سے بخش دے تو اس میں کیا اشکال کی بات ہے۔ ان قصوں سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ درود شریف کو مالک کی خوشنودی میں بہت زیادہ دخل ہے اس لئے بہت ہی کثرت سے پڑھتے رہنا چاہیے۔ نہ معلوم کس وقت کا پڑھا ہوا اور کس محبت کا پڑھا ہوا پسند آجائے ایک دفعہ کا بھی پسند آجائے تو بیڑا پار ہے۔

بس ہے اپنا ایک ہی نالہ اگر پہنچے وہاں
گرچہ کرتے ہیں بہت سے نالہ و فریاد ہم

(فضائل درود شریف ص ۸۹ مطبوعہ کتب خانہ فیضی لاہور)

بدعقیدہ لوگ اس کو ایک واقعہ سمجھ کر رد کر دیتے ہیں حالانکہ اس واقعہ کو نقل کرنے والے امام مکی، امام ابونعیم، امام جلال الدین سیوطی رحمھم اللہ جیسے محدثین کرام ہیں اور اس کو روایت کرنے والے جلیل القدر تابعی حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ جو کہ ایک ثقہ امام ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

حافظ ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں۔

عن عبادة بن الصامت قال: قال رسول الله ﷺ: يكون في امتي رجل يقال له وهب يهب الله له الحكمة ورجل يقال له غيلان هو اضر على امتي من ابليس.

ترجمہ:..... حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام وہب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اسے حکمت عطا فرمائے گا اور ایک شخص ہوگا جس کا نام غیلان ہوگا۔ وہ شیطان سے زیادہ لوگوں کو ضرر پہنچائے گا۔ (غیلان دمشقی قدریہ فرقہ کا سردار ہے۔ اسی نے سب سے پہلے قدر کے باب میں اختراعات کیں)

(دلائل النبوة ج ۶ ص ۴۹۶ مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت)، (تاريخ دمشق الكبير ج ۴۳ جز ۶۶ ص ۲۷۵ رقم الحديث ۱۳۴۹۳ مطبوعه داراحياء التراث العربي بيروت)، (سيراعلام النبلاء للذهبي ج ۴ ص ۵۴۶ مطبوعه موسسة الرسالة بيروت)، (طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۵۴۳ مطبوعه دارصادر بيروت)، (ديلمي، الفردوس بماثور الخطاب ج ۵ ص ۴۵۴ رقم الحديث ۸۷۲۶ مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت)، (جمع الجوامع ج ۹ ص ۴۹۰ رقم الحديث ۲۸۸۰۷ مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت)، (كنزالعمال ج ۱۱ ص ۱۸۹ رقم الحديث ۳۱۱۶۷ مطبوعه موسسة الرسالة بيروت)، (البدايه والنهايه ابن كثير ج ۹ ص ۴۳۴ مطبوعه المكتبة التجارية مكة المكرمه)، (جامع الكبير الاحاديث ج ۹ ص ۴۳۷-۴۳۸ رقم الحديث ۲۸۸۰۷ مطبوعه دارالفكر بيروت)، (حجة الله على العالمين في معجزات سيدالمرسلين للنبهاني ص ۴۹۳ مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت)، (خصائص الكبرى للسيوطي ج ۲ ص ۲۲۶-۲۲۷ مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت)، (سبل الهدىٰ والرشاد ج ۱۰ ص ۱۰۵ مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت)، (تهذيب الكمال في اسماء الرجال ج ۱۹ ص ۴۸۹-۴۹۰ مطبوعه دارالفكر بيروت)

امام حافظ جمال الدین ابی الحجاج یوسف المزی متوفی ۷۴۲ھ روایت کرتے ہیں۔

المثنی بن صباح نے فرمایا: وہب بن منبہ نے چالیس سال تک کسی کو برا نہیں کہا اور انہوں نے بیس سال تک نماز عشاء اور نماز فجر کے درمیان وضو نہیں کیا۔

(تهذيب الكمال في اسماء الرجال ج ۱۹ ص ۴۸۹-۴۹۰ مطبوعه دارالفكر بيروت)

امام ابوالقاسم علی بن الحسن ابن عساکر متوفی ۵۷۱ھ امام ابوعبداللہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام

عبدالرحمٰن بن ابی حاتم متوفی ۳۲۷ھ امام ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

وہب بن منبہ بن کامل یمانی رحمۃ اللہ علیہ ثقہ ہے۔

(تاریخ دمشق الکبیر ج ۳۳ جز ٦٦ ص ۲۷۲ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)، (الجرح والتعدیل ج ۹ ص ۲۴ برقم ۱۱۰ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

امام شمس الدین محمد بن احمد ذہبی متوفی ۷۴۸ھ لکھتے ہیں۔

قال العجلی تابعی ثقة كان علی قضاء صنعاء وقال ابوزرعة والنسائی ثقة.

ترجمہ:...... امام عجلی نے فرمایا ثقہ تابعی ہے اور صنعاء کے علاقے میں قاضی تھے۔ امام ابوزرعہ اور امام نسائی نے فرمایا ثقہ ہے۔

(سیراعلام النبلاء ج ۴ ص ۵۴۵ مطبوعہ مؤسسة الرسالة بیروت)، (لسان المیزان ج ۷ ص ۴۲۸ برقم ۵۱۸۲ مطبوعہ مؤسسة الاعلمی للمطبوعات بیروت)، (التعدیل والتجریح ج ۳ ص ۱۱۹۳ برقم ۱۴۳۳ مطبوعہ دار اللواء لنشروالتوزیع الریاض)، (تذکرة الحفاظ ج ۱ ص ۱۰۱ مطبوعہ دار الصمیعی الریاض)

بدعقیدہ لوگ اس واقعہ کو ایک واقعہ سمجھ کر تو رد کر دیتے ہیں۔ لیکن جو حدیث مبارکہ بخاری و مسلم میں ہیں اس کا رد کیسے کرینگے ملاحظہ فرمائیں۔

امام المحدثین ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری متوفی ۲۵٦ھ روایت کرتے ہیں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل کے ایک شخص نے ننانوے قتل کئے تھے پھر اس کا حکم پوچھنے کی غرض سے ایک راہب (عیسائیوں میں تارک الدنیا عبادت گزار) کے پاس پہنچا اور اس سے پوچھا کہ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں، اس شخص نے اس راہب کو بھی قتل کر دیا وہ اسی طرح مسئلہ پوچھتا رہا، یہاں تک کہ اس سے ایک آدمی نے کہا کہ تو فلاں بستی میں چلا جا۔ قضائے الٰہی سے راستے میں اسے موت آگئی اور اس نے اپنا سینہ اس بستی کی جانب جھکا دیا۔ اب رحمت اور عذاب کے فرشتے آکر جھگڑنے لگے۔ پس جس بستی کی طرف وہ

جارہا تھا اللہ تعالیٰ نے اسے نزدیک ہونے کا حکم دیا اور جس بستی سے وہ آیا تھا اسے پرے ہٹ جانے کا حکم دیا۔ پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ اس کی جائے وفات سے دونوں بستیوں کا فاصلہ ناپ لو۔ تو اس بستی سے ایک بالشت نزدیک نکلا پس اس کی مغفرت فرمادی گئی۔

(بخاری شریف ج ۱ ص ۴۹۳،۴۹۲ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)، (مسلم شریف ج ۲ ص ۳۵۹ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)، (جامع المسانید والسنن ابن کثیر ج ۳۳ ص ۹۲۰۵، ۹۲۰۶ رقم الحدیث ۳۷۳۱ مطبوعہ دارالفکر بیروت)، (کنز العمال ج ۴ ص ۲۰۲، ۲۰۳ رقم الحدیث ۱۰۱۵۷ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)، (تاریخ دمشق الکبیر ج ۲۰ جز ۴۰ ص ۱۱۶ رقم الحدیث ۸۱۶۸ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)، (مشکوۃ شریف ص ۲۰۴ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)، (سنن ابن ماجہ ج ۴ ص ۸۷۵ رقم الحدیث ۲۶۲۲ مطبوعہ دارالفکر بیروت)، (مسند احمد ج ۳ ص ۲۰ رقم الحدیث ۱۱۱۷۰ مطبوعہ مؤسسۃ قرطبۃ مصر)

کیا ایک اتنا بڑا مجرم جس نے سو 100 ناحق قتل کیئے وہ صرف اللہ والوں کی طرف جانے کی وجہ سے جنت کا حقدار ہو گیا حالانکہ اس نے ابھی ان اللہ والوں کو دیکھا نہیں ان کے پاس پہنچا نہیں صرف نسبت کی وجہ سے بخشا جا سکتا ہے تو کیا ایک مجرم حبیب خدا ﷺ کے نام پاک کی تعظیم کرنے کی وجہ سے نہیں بخشا جا سکتا؟

تعظیم جس نے کی ہے محمد کے نام کی
خدا نے اس پہ نار جہنم حرام کی

دلیل نمبر ۱۸

حضرت مولانا ملا معین واعظ الکاشفی الہروی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

در وجہ تسمیہ این لوا بلواء الحمد در بعضے تفاسیر مثل تفسیر بحر العلوم و بعضے روایات از کتب اہل تذکیر چنین بنظر رسیدہ کہ چون آدم علیہ السلام در وقت درآوردن روح در بدن بعطسہ مبادرت نمود چنانچہ در محل خود مفصلاً بیان خواہد شد انشاء اللہ العزیز و در جواب الحمد للہ یرحمک اللہ ربک سبقت رحمتی غضبی بشنود دران حین

گویند کہ نور محمدی ﷺ در جبین مبین آدم علیہ السلام متحرک بود، آرام نمی گرفت و در وقت عطسہ از وے آوازے آمد چنانچہ مروارید بر مروارید بساید آدم گفت الٰہی این آواز چیست کہ می آید خطاب آمد کہ نور فرزند تست محمد آخر الزمان ﷺ آدم را تمنائے مشاہدۂ نور محمدی در دل مستولی گشت آن نور بالسر ورا از پیشانی او بسر انگشت مسبحہ اش انتقال دادند بنظر بجلوہ دادند آدم علیہ السلام چون در آئینۂ اظفار نور سید ابرار ﷺ بدید فی الحال انگشت مسبحہ بر آوردہ بشہادتین شہادت داد و ازین سنت در میان اولاد تا بقیامت بگذاشت و نقوش مہر و محبتش بر صحیفۂ دل و جان بر قوم صدق و ایقان بنگاشت و از برکت انتقال آن نور جبین آدم علیہ السلام یمن در برکت و سعادت قرین جبین او آمد و اولادے کہ در جانب یمین اوست مکین بودند سعادتمند و بالقاب اصحاب یمین ارجمند گشتند و آنچہ در شمال آدم بودند ازین اسعاد و ارفاد محروم ماندند۔

ترجمہ:.....لوائے الحمد کی وجہ تسمیہ تفاسیر میں لوائے الحمد کی وجہ تسمیہ مختلف انداز میں بیان کی گئی ہے مگر تفسیر بحر العلوم اور دوسرے تذکروں میں یوں نظر سے گزرا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کے قالب میں روح رکھی گئی تو آپ نے پہلی چھینک کے ساتھ الحمد للہ یرحمک اللہ ربک سبقت رحمتی غضبی کی آواز سنی کہتے ہیں کہ نور محمدی ﷺ اسی وقت حضرت آدم علیہ السلام کی جبین میں ہویدا ہوا اور متحرک ہوا۔ چھینک کے وقت اس نور سے آواز آئی۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ مروارید دوسرے مروارید سے گھستا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے دریافت کیا۔ یا اللہ یہ آواز کیسی ہے فرمایا کہ یہ تمہارے بیٹے محمد آخر الزمان ﷺ کا نور ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے آرزو کی کہ مجھے نور مصطفیٰ ﷺ کی زیارت کرائی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نور مصطفیٰ تو تمہارے دل میں موجود ہے۔ اب

یہی نور تمہاری پیشانی سے نمودار ہو رہا ہے۔ چنانچہ فرشتوں نے نور مصطفی کو دل سے اٹھا کر حضرت آدم کی انگلی پر رکھا اور پیشانی پر جلوہ گر فرما دیا اس حالت میں سیدنا آدم علیہ السلام نے نور محمدی کی زیارت کی۔ نور کے بعض ذرے حضرت آدم کے ناخنوں سے لگے تو حضرت آدم علیہ السلام نے ان ناخنوں کو چوم لیا۔ اس دن سے اولاد آدم میں یہ سنت جاری ہے کہ نور مصطفوی کے احترام کے لئے انگلیوں کے ناخنوں کو چوما جاتا ہے۔ اور مہر و محبت کے نقوش دل و جان کے صحیفہ پر صدق وایقان کی علامت بن گئے ہیں اس نور کے منتقل ہونے کی برکت سے اولاد آدم میں یمن و برکت کی فراوانی ہو گئی حضرت آدم کی وہ اولاد جو آپ کے دائیں ہاتھ پر تھی نور مصطفی کی برکت سے اصحاب یمن کہلائی اور سعادت مند نکلی۔ بائیں جانب بیٹھنے والے اس برکت سے محروم رہے اور ان میں بد بخت اور محروم لوگ جمع رہے اور وہ اصحاب شمال بنے۔

(معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ مقدمۃ ص ۳۳،مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور)

دلیل نمبر ۱۹

یہی حضرت مولانا ملا معین واعظ الکاشفی الہروی رحمۃ اللہ علیہ دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

در تفسیر بحر العلوم نسفی آوردہ کہ چون حق تعالی آدم صفی را علیہ السلام بوجود آورد نور محمدی را ﷺ کہ در پشت وی ودیعت نہادہ بود ہر گاہ کہ آدم علیہ السلام در طرق سوات وتتق ملکوتیات بہ آمد و شد مبادرت نمودی فرشتگان ملا اعلی ودیگر بیان عالم بالا ہمہ در قفای او بتعظیم واکرام میرفتند حضرت آدم از سبب آن احترام سوال فرمود حق تعالی خطاب فرمود کہ ای آدم آن نور محمدیست ﷺ کہ از ظہر تو ظہور کردہ و در متن متانت تو نور سرور افروزدہ ایشان تعظیم آن نور میکنند گفت خداوندا چہ شود گر انتقال آن بعضوی از اعضای من

کرم فرمائی تا من نیز مشاہدۂ آن نور کنم وخاطر بآن مسرور گردانم حق تعالیٰ آن نور رابہ سبابہ دست راست او منتقل گردانید چون مشاہدۂ آن نور کرد ہمان انگشت را بر آورد و شہادتین ادا کرد واز آنجا بانگشت شہادت موسوم شد واین سنت دروقت شہادت از آدم علیہ السلام یادگار ماند بعد آن انگشت بوسید و بر دیدہ نہاد وصلوات بابرکات بروح سید السادات علیہ الصلوٰۃ والسلام ارسال فرمود و گویند در وقت اذان در حین استماع اشہد ان محمد رسول اللہ ﷺ بوسیدن وانگشت بر دیدہ نہادن نیز سنت آدم است علیہ السلام واحادیث در فضل آن آوردہ اند

ترجمہ:...... تفسیر بحر العلوم نسفی میں تحریر ہے کہ تخلیق آدم علیہ السلام کے بعد نور محمدی ﷺ ان کی پشت پر امانت رکھا گیا تھا حضرت آدم علیہ السلام جب بھی آسمانوں پر تشریف لے جاتے اور عالم کے فرشتوں سے ملاقات فرماتے تو تمام فرشتے آپ کے جلو میں عزت واحترام کے ساتھ چلتے ایک مرتبہ حضرت آدم علیہ السلام نے اس استقبال ومتابعت کے سلسلہ میں حضرت حق سے سوال کیا خطاب باری ہوا کہ اے آدم یہ استقبال واحترام اس نور مبارک کے لئے ہے جو تمہاری پشت میں ودیعت ہے اور تمہارے سرور کا سبب ہے یہ تمام فرشتے اس نور کی تعظیم کرتے ہیں حضرت آدم نے عرض کیا الٰہی کیا اچھا ہو کہ نور مبارک کو میرے جسم کے کسی ایک حصے میں منتقل کر دیا جائے جس کو میں بھی دیکھوں اور فرح وسرور حاصل کروں اللہ رب العالمین نے اس نور کو آپ کے انگوٹھے کے پاس والی انگلی میں منتقل فرما دیا جب حضرت آدم علیہ السلام نے اس نور کی زیارت فرمائی تو انگلی اٹھا کر دو مرتبہ شہادت دی اسی دن سے اس انگلی کو انگشت شہادت کہا جانے لگا اور وقت شہادت یہ سنت حضرت آدم علیہ السلام جاری ہو گئی اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام نے انگلی کو چوما اور آنکھوں سے لگایا اور بارگاہ نبی آخر الزماں ﷺ پر ہدیہ درود وسلام پیش فرمایا کہا جاتا ہے کہ اذان میں

اشہدان محمد رسول اللہ سن کر انگشت شہادت چومنا اور آنکھوں سے لگانا سنت حضرت آدم علیہ السلام سے ہے اور اس کی فضیلت میں بہت سی احادیث مروی ہیں۔
(معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ رکن اوّل باب دوم فصل ہشتم دربردن آدمؑ بجانب بہشت وپیدایش حوّاص، مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور)

دلیل نمبر ۲۰

یہی حضرت مولانا ملا معین واعظ الکاشفی الہروی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت میکند کہ در زمان حضرت رسالت ﷺ مردی بود از علمای یہود و از احبار ایشان بہ جلیب نام و پسرے داشت مسمی بہ شہاب و مر این فرزند را حسن صورت و کمال سیرت جمع بود وہم بخلق وہم خلق با قران خویش تفوق داشت اتفاقا روزی در خزانہ پدر خویش درجی دید از زر سرخ مہری از مشک بروی نہادہ تاکسی بر آنچہ در ویست مطلع نگردد و پسر غضبناک از انجا بر آمد چون پدر اورا خشناک دید کیفیت احوال سوال کرد گفت ای پدر درجی دیدم مقفل مدتیست کہ باوجود عہدیت و کمال شفقت منسبت بامن مرا بانچہ در ویست واقف نگردی واز من پوشیدہ داشتی پدر گفت ای فرزند سوگند بخدا کہ دران درج نہ خواہر یست قیمتی کہ از تو آنرا دریغ دارم ولیکن ورقی چند است دروی نام اعرابی مثبت ساختہ وچون ترا مجالست علما و فہم کلمات میسر گر در مطالعہ آن تسکین حاصل آید برین معنی آن ہنگام واقف گردی سبب اخفای آن از تو ہمین بودہ است روزی جلیب بشرب خمر مشغول بود شہاب فرصت غنیمت دانستہ چراغی در دست در خزانہ پدر درآمد و مہر از ان درج برداشت و چون سر آن درج بگشاد نوری ساطع شد کہ بر نور چراغ فایق آمد بعد ازان دید دو ورق سفید بروی کلمۂ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

نوشتہ بعد ازان اوصاف حضرت محمد ﷺ درذیل آن ثبت بود کہ این محمد ﷺ کشادہ روپیوستہ ابرو کث اللحیہ باشد خوشا حال آن کس کہ زمان اورا دریابد وکلام اورا استماع نماید حالانکہ کلام وی قرآنست ودین او اسلام وبندگان رابخدای تعالی بخواند واز ملامت کنندگان نترسد چون نظر ہمہ باب بران کتاب افتا ومحبت محمدی ﷺ درضمیر او متمکن گشتہ آن ورق رابر سر ودیدہ مالید وبوسہ بروی میداد ومیگفت وا محمدا ﷺ ای کاش بدانم کہ در آسمانی یا با فرشتگانی یا دربحاری ویا در براری واللہ مارا گواری چندان نبود کہ از ہوش خود بیہوش شد بعد از فرصتی مادر آمدہ فرزند رابیہوش دیدا ورا دربر گرفتہ پیش پدر رسانید پدر چون پسر رابدان حال دید وکیفیت مستی دروی متاثر گشتہ روی در روی وی مالیدن گرفت وبوسہ بر جبین او میداد ومیگریست وبر خویشان فرزند اظہار تحسر وتحزن می نمود تا بعد ازان کہ فرزند بہوش باز آمد پدر رابر بالین خویش محزون وغمگین دید زبان بنفرین وی بکشاد وگفت ہرگز روشنی چشم نہ بینی ودر کہر سن خویش برحمت الہی جل وعلا مشرف نگردی روا باشد کہ مرا تعلیم کفر میکنی واز متابعت محمد علیہ الصلوۃ والسلام واز شریعت او تنفر می نمائی چون پدر از پسر این سخن بشنید غضب بروی استیلا یافتہ بایذاو ضرب فرزند پرداخت وموی سر وی گرفتہ سرش بر زمین میزد و خاک بر جبین وی می افشاند چون ایذا واضرار او بدرجۂ اعلی رسید حیی بن اخطب وکعب بن اشرف وابو لبابہ از برای شفاعت بخانۂ جلیون درآمدند وچون مبالغۂ او درایذای فرزند دیدند اورا بخرافت نسبت نمودہ ہر چند ازان کار منع میکردند در تعذیب فرزند حریص تر میشد آن جماعت از گناہ فرزند سوال کردند گفت گناہ مستوجب قتل اوست تا اورا نکشم دست از وی باز نخواہم داشت بعد ازان

گفت که روی بمحمد ﷺ ایمان آورده ودین آبا واجداد خویش مهجور
گردانیده همه ایشان زبان بنصیحت فرزند بکشادند وگفتند ای فرزند همه
مردم دین وملت از ما تعلیم میگیرند وخلایق با اقتدا نمایند روا باشد که
ترک متابعت ما داده دین مجهول اختیار کنی جواب گفت من از
طریقه مبعوجه وشریعت منسوخه انحراف نموده دین قویم وطریق
مستقیم محمدی ﷺ اختیار کرده ام وبآن حضرت ﷺ ایمان آورده ام چند
انکه ایشان از نصایح شیطانیه با واقبال نمودند واز قبول آن اباهی نمود تا
مشایخ یهود برین معنی اتفاق نمودند چون نشو ونمای وی
بتقدیم رسیده ومصائب وحوادث روزگار گرم وسرد جهان ندیده لا جرم
به نصیحت از جا رنمی پذیرد و تدبیر این مهم چنان می نماید که اورا از
مرادات ومرغوبات او بتمام باز دارے وبفنون ریاضت وصنوف مجاهد
اتش مستحق گردانی تا از محمد ﷺ ودین او بتبرا نموده وسر بر خط
استقامت نهاده قدم در دین آبا واجداد بماند وپا از حد گلیم خویش نگذراند
جاهلیت گفت که طریقه ریاضت وسبیل تعذیب وی برچه
منوال خواهد بود گفتند لباسهائے فاخره از بروی بیرون کن وپلاسی درو
پوش واورا درخانهٔ تاریک محبوس گردان ودران خانه را بگل استوار کرده
هر سه روز یک نان جوین وکوزهٔ آب شورا روزن باو فرست تا قدر تنعمات
وتکلفات دانسته ضرورتا بفرمان قیام نماید والانچه مکروه تست
بکلی دست بردارد جاهلیت رای آن ابلهان راصواب ومستحق
دانسته آن فقیر مظلوم را در زاویهٔ ظلمی مقید گردانید وبانچه یهود تعین
نموده آن وظیفه اورا مقرر ساخت آن بیچاره که بآن نان وآب خوی
نداشت با وجود مجاعت از خوردن وآشامیدن عاجز آمده میگر
یست روزی پدر اورا گریان دید از وی پرسید که اگر از دین محدث ملول
گشته بدین قویم وملت قدیم خویش گشته تنبیه کن گفت ای پدرگمان

پسر که این گریهٔ من از ناخوش آب وطعام است بلکه از اشتیاق دیدار
محمد علیه الصلوة والسلام ست پدر باز به قسم مؤکد گردانید که ترا باین
گونه عذاب معذب میگردانم تا از دین محمد ﷺ انحراف نموده بدین
یهودی انحراف نمائی پسر گفت هیهات هیهات قد رسخ حب
محمد ﷺ فی قلبی فلا استطیع ان اتبراء منه بدرستی که مهر و
محبت محمدی ﷺ بمرتبهٔ در ضمیر من راسخ گشته که ازان تبرا تواند
نمود بیت

محبت تو چنان رفته است از رگ وپوست
که روز مرگ هم از استخوان نخواهد رفت

چون اشتداد ریاضت وحد ریاضتش به نهایت رسید
حضرت مقدس نبوی ﷺ را شفیع ساخته از واهب العطیات جل ذکره
سه چیز مسالت نمود واین دعا بر زبان راند که اللهم بحقک علی محمد
وحق محمد علیک طیب لی طعامی واعذب لی شرابی ووضی لی
ظلمتی ای خدای سزاوار پرستش بحق محمد ﷺ که طعام مرا خوش وآب
مرا شیرین وظلمت مرا دور سازی گردان حق تعالی مسالت او
مبذول داشته هرچه خواسته بود مقرون باجابت گشت تا گویند که
چندین سال برین وتیره بگذشت تا آنحضرت ﷺ از مکه بمدینه
هجرت فرمود واین خبر درمیان شهر منتشر گشت جلیب
بعضی از رعات وغلامان خود را بطلبید وتعلیق بعتق شان نموده که اگر انچه
مشکلا فرمایه بتقدیم رسانید از مال من آزاد باشید ایشان تلقی بقبول نموده
گفتند هرچه فرمائی بالراس والعین بدان قیام نمایم گفت همسایه
فرزند من است امامن ازوی بیزارم میخواهم بصحرا برید وهر کار که
ازان دشوار تر نیست باو فرمائید بعد ازان غلی بگردن او نهاده وزنجیر
بر پای وی واو را بغلامان خود سپرد تا او را چوپانی فرمایند وروز گوسفند میچرا

نبود وشب تا بروز پاسبانی میکرد واورا بکارهای دشوار تکلیف می نمودند نقل است که شبی بود مظلم وابر تیره بزبر یکدیگر متراکم باران متقاطر وصواعق متواتر ونار اشتیاق جمال محمدی ﷺ درکانون سینهٔ آن فرزند ارجمند مشتعل شد وآرزوی دیدار آن حضرت ﷺ درضمیر منیر او مستقل آمد روی نیاز بجانب قدس الهی آورده وعرض اشتیاق بملاقات حضرت رسالت پناهی کرده این نیازمندی معروض میداشت اللهم انت انزلت المطر من السماء لتحیی به الارض وتسقی به العباد من خلقک اللهم انه قد اشتد شوقی الی محمد وطال حزنی اللهم فارحمنی ومن علی بالنظر علی وجهه ﷺ یعنی ای بار خدایا تو میفرستی باران از آسمان تا زمین رابآن زنده میگردانی وبندگان خود رابآن آب دهی ای بار خدایا بدرستی که شوق من بدیدار محمد ﷺ اشتداد یافته واندوه من دراز کشیده خدایا بر من رحمت کن ومنت برجان من نهاده دیدهٔ من بمشاهدهٔ دیدار آنحضرت ﷺ مشرف گردانی آورده اند که چون این دعا بر زبان راند آن غل گردن وی بیفتاد وزنجیر از پای وی بگسیخت وباشارت منهیان غیبی روی بصوب مدینه نهاده روان شد وگویند ازان مقام تا بمدینه هشتاد فرسنگ بود حق تعالی ازبرای وی زمین را درنوردید تا صباح اعلام زرافشان جمشید دران سراپردهٔ لاجوردی فام برمام چهار آشام اجرام برافراشت بمهتاب بدر حجرهٔ عمار بن واثله ؓ انصاری رسیده وسر بزانوی تفکر مغرور نشسته ازوی استفسار احوال نمود وگفت ای پدر بیت

مرا غمی است که پیدا نمی توانم کرد
حکایت دل شیدا نمی توانم کرد

عمار گفت ای جوان ترا سوگند میدهم بدیدار محمد ﷺ که مرا از حال خود خبر گردان تا آن مقدار که توانم در ترفیه خاطرت کوشم

وانچہ آشکارا کرد نیست بر تو نپوشم چون جوان نام محمد ﷺ شنید زار زار بگریست وگفت ای عزیز تو دیدار محمد ﷺ بایں چشم دیدۂ عمار گفت آری جوان گفت بحق محمد ﷺ کہ نزدیک من آی چون عمار پیش جوان آمد جوان بر خاست وروی بر دیدہای عمار مالیدن گرفت وبوسہ بر چشم وی میداد ومی گفت جان من فدای دیدۂ کہ بدیدار محمد ﷺ مشرف گشتہ وسرم بر پای پسندیدۂ کہ در راہ محمد قدمی بر گرفتہ نظم۔

جان فدای تو کہ ہم جانی وہم جانانے سر برای تو د
گر نہ من وسر گردانے
سر سری از سر کوی تو نخواہم بر خاست کار دشوار نگیر
ند بدین آسانے
خام را طاقت پروانہ پر سوختہ نیست نازکان را نبود
قوت جان افشانے

چون عمار ازان فرزند ارجمند خلوص عقیدت مشاہدہ کرد دست شفقت از آستین مرحمت بیرون آوردہ در گردن سر افگنش درآورد واورا بنوازشہای مشفقانہ بنواخت وجواب نامہ صحبت سید ابرار رسانید

خرم آن لحظہ کہ مشتاق بیاری برسد آرزومند نگارے
بکنارے برسد
قیمت گل نشناسد مگر آں مرغ اسیر کہ خزاں دیدہ بود
پس بہ بہاری برسد
عزت وصل نداند مگر آں سوختہ کہ پس از دوری
بسیار بیاری برسد

چون طالب بمطلوب رسید عاشق جمال معشوق بدید قی

العالمین جبرئیل امین از نزد رب العالمین جل وعلا در رسید وگفت یا محمد ﷺ رب العزت سلام میرساند وہباب را میگوید دوست دارید ورستی کہ او ترا دوست میدارد ودرمیان امت خود چون او عاشق دیگر نمی یابی کہ درطریق عشق محبت تو ملامت بسیار کشیدہ ودر بار بلا ومحنت تو طریقہ ایوب۔

ترجمہ:..... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں ایک یہودی عالم دین تھا اس کا نام تھا جلیب اس کا ایک لڑکا ہباب نامی حسن وجمال میں یکتا تھا، بڑا خلیق اور کمال سیرت۔ اتفاقاً اس نے اپنے والد کے خزانے میں ایک ڈبیہ دیکھی جو سرخ موتیوں سے بنی ہوئی تھی اور اس پر مشک کی ایک مہر لگی ہوئی تھی تا کہ کوئی شخص اسے کھول سکے نہ اندر سے دیکھ سکے لڑکے نے اس ڈبیہ کو دیکھا تو بڑا غضب ناک اور خشمگیں ہو کر باہر نکلا۔ باپ نے وجہ پوچھی تو کہنے لگا ایک عرصہ ہو گیا ہے آپ نے کوئی چیز مجھ سے پوشیدہ نہیں رکھی مگر یہ ڈبیہ ہمیشہ بند رکھی ہے حالانکہ میرے ساتھ آپ کی شفقت ومحبت بہت زیادہ ہے۔ باپ نے بتایا: بیٹا! اس میں جواہرات ہیں نہ خزانہ، اس میں چند اوراق ہیں جن پر ایک اعرابی کا نام لکھا ہوا ہے جب تم علماء کی مجالس میں بیٹھ کر فاضل ہو جاؤ گے اور ہر بات سمجھنے لگو گے تو اس کا مطالعہ بھی کر لینا۔ چونکہ ابھی تم ناپختہ ذہن ہو اس لئے ڈبیہ کا راز دیدہ دانستہ پوشیدہ رکھا گیا ہے۔

ایک دن جلیب بادہ نوشی میں مشغول تھا، ہباب یہ موقع غنیمت جانتے ہوئے والد کے خزانہ میں گیا اور اس ڈبیہ کے کھولنے میں مشغول ہو گیا جس کے لئے رازداری سے کام لیا جا رہا تھا۔ مہر توڑ دی گئی، ڈبیہ کا ڈھکنا کھولا ہی تھا کہ نور کی ایک شعاع نمودار ہوئی جس کہ سامنے چراغ کی روشنی ماند پڑ گئی۔ ڈبیہ کے اندر دو سفید ورق دکھائی دیے جن پر لا الٰہ الا محمد رسول اللہ لکھا تھا اس کلمہ طیبہ کے بعد حضور اکرم ﷺ کے اوصاف حمیدہ

لکھے ہوئے تھے کہ آپ کے ابرو پیوستہ ہوں گے، داڑھی گھنی ہوگی، جسے بھی اس کا زمانہ میسر ہو اس کی بات سنے اس کا کلام قرآن ہوگا، اس کا دین اسلام ہوگا وہ انسانوں کو خدا کی عبادت کی دعوت دے گا، مخالفین سے نہیں ڈرے گا ہمباب کی نگاہیں اس کاغذ پر پڑیں تو حضور ﷺ کی محبت اس کے دل میں اتر گئی۔ اس کاغذ کو آنکھوں پر ملا، چوما اور کہنے لگا: یا محمد ﷺ! کاش میں معلوم کرسکتا کہ آپ خاکی ہیں یا نوری، آسمانوں پر ہیں یا زمین پر، دریاؤں میں رہتے ہیں یا جنگلوں میں۔ اس نے اپنی محرومی اور سوگواری کا اس انداز سے اظہار کیا کہ بے ہوش ہوگیا۔ چند لمحوں بعد اس کی والدہ بھی اس کمرے میں آئی، بیٹے کو بیہوش پا کر حیران رہ گئی، اس کے باپ کو بلایا۔ بیٹے کو اس حالت میں دیکھ کر اس کے چہرے سے چہرہ ملنے لگا، ماتھے کو چومنے لگا، رو رو کر اپنے بیٹے کی بیہوشی پر حسرت وغم کا اظہار کرنے لگا جب نوجوان لڑکا ہوش میں آیا، والدین کو اپنے سرہانے غمزدہ اور پریشان پایا مگر غصے میں آکر کہنے لگا: اے والد محترم! تم میری آنکھوں کی روشنی نہیں دیکھتے اور بڑھاپے کے باوجود اس رحمت الٰہی سے محظوظ نہیں ہوئے۔ آپ مجھے کفر کی تعلیم دے رہے ہیں اور شریعت محمدیہ ﷺ اور اس کی اتباع سے محروم رکھنے کی کوشش کرتے ہو۔ باپ یہ باتیں سنتے ہی غصے میں پاگل ہوگیا، لڑکے کو بالوں سے پکڑا اور زمین پر دے مارا اور زور زور سے مارنے لگا۔ جب اس کا ظلم حد سے بڑھ گیا تو حی بن اخطب، کعب بن اشرف اور ابولبابہ وغیرہ اس کی سفارش کے لئے آئے انہوں نے دیکھا کہ باپ بچے کو ایذا دینے میں پاگل ہوا جا رہا ہے انہوں نے اسے زبردستی منع کیا مگر وہ کسی صورت بچے کو سزا دینے سے نہ رکتا تھا۔ لوگوں نے اس سے بچے کا قصور پوچھا تو کہنے لگا: اس کا قصور تو سزائے قتل کے لائق ہے جب تک میں اسے قتل نہ کردوں گا ہاتھ نہ روکوں گا۔ پھر اس نے بتایا: یہ دین محمد ﷺ پر ایمان لے آیا ہے، اپنے آباؤ اجداد کا مذہب ترک کرچکا ہے ان لوگوں نے اس بچے کو نصیحت کرنا شروع کی اور کہا: بیٹا! یہ

تمام لوگ تو ہم سے دین کی تعلیم حاصل کرتے ہیں لوگ ہماری اتباع کرتے ہیں لیکن تم محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں لگے ہوئے ہو، اسے چھوڑ دو اور اپنے سابقہ دین پر قائم رہو۔ ہیہاب کہنے لگا: میں نے سوچ بچار کرنے کے بعد ان واہی اور فرسودہ دینوں کو ترک کر دیا ہے اور محمد ﷺ کے صراط مستقیم کو اختیار کر لیا ہے، ان پر ایمان لایا ہوں۔ ان لوگوں نے اس نوجوان کو بڑی الٹی سیدھی نصیحتیں کیں مگر وہ اپنے نیک ارادے پر ڈٹا رہا۔ ان یہودی مشائخ نے کہا: چونکہ یہ لڑکا ناز ونعم کا پلا ہوا ہے زندگی کے مصائب اور تکالیف کا احساس نہیں رکھتا، اسے اپنے حال پر چھوڑ دینا چاہیے یہی وجہ ہے کہ یہ نصیحت کی طرف توجہ نہیں دیتا۔ اب ضروری ہے کہ اسے آسان زندگی سے ہٹا کر محنت ومشقت کی زندگی کا خوگر بنا دیا جائے تاکہ ان سختیوں سے تنگ آکر دین محمدی سے توبہ کرلے اور پھر اسی راحت وآرام کی زندگی کو حاصل کرنے کے لئے دین سابقہ پر واپس آجائے جلیب نے کہا: تمہارے نزدیک اس تکلیف اور ریاضت کا کون سا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ کہنے لگے یہ نرم ونازک کپڑے اتار کر ٹاٹ پہنادو، ایک تہہ خانہ میں محبوس کردو، دروازے کو بند کردو۔ تین دن کے بعد ایک جو کی روٹی اور پانی کا ایک کوزہ دیا جائے تاکہ ناز ونعمت یاد آئے تو فریاد کرے کرے کہ مجھے اس مصیبت سے نجات دلائی جائے جلیب نے ان لوگوں کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے اس مظلوم کو ایک کمرے میں بند کر دیا۔ چونکہ اسے سوکھی روٹی اور پانی کی عادت نہ تھی سخت تنگ ہوا۔ وہ اس سختی سے روتا رہتا۔ ایک دن باپ نے دیکھا تو کہا: کیا تم اپنے دین پر قائم ہو یا نہیں؟ اور دین محمدی سے باز آئے ہو یا نہیں۔ بیٹے نے کہا: باپ! میرا رونا طعام کی کمی اور پانی کی بے لطفی کی وجہ سے نہیں بلکہ مجھے تو دیدار مصطفیٰ ﷺ کا اشتیاق ہے باپ نے پھر کہا: جب تک دین مصطفیٰ سے توبہ نہ کرو گے تمہیں اس عذاب سے نجات نہیں ملے گی۔ لڑکے نے کہا: خدا کی قسم محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت جس طرح میرے دل میں جاگزیں ہے

اس سے توبہ نہیں کی جاسکتی۔

جب سختی اور شدت حد سے گزر گئی تو سرکار دو عالم ﷺ کی شفاعت سے اللہ سے تین چیزوں کی التجا کی: اے اللہ! تو عبادت کے لائق ہے، حضرت محمد کی طفیل میرے طعام کو خوشگوار، پانی کو شیریں اور سیاہیوں کو نورانی بنادے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی التجا کو قبول فرمالیا۔ وہ ایک عرصہ تک قید و بند میں صعوبتیں جھیلتا رہا۔ حضور ﷺ نے مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی، یہ خبر شہر میں عام ہوگئی کہ نبی آخرالزماں ﷺ تشریف لے آئے ہیں۔ جلیب نے اپنے غلاموں اور خادموں کو بلایا اور کہا: اگر تم لوگ میری مرضی کے مطابق ایک کام کرلو تو میں تمہیں آزادی دے دوں گا۔ سب نے وعدہ کیا۔ وہ کہنے لگا: ہیہاب میرا لڑکا ہے اس کو تہہ خانے سے نکال کر دور کسی جنگل میں لے جاؤ، وہاں سخت مشقت کراؤ، اس کے گلے میں رسی ڈال کر کھینچو۔ چنانچہ اس کو باندھ کر غلاموں کے حوالے کر دیا گیا۔ وہ اس سے چوپانی کرواتے، بکریاں چرواتے، ان کی حفاظت کرواتے، تپتے ہوئے صحراؤں میں اسے گھسیٹتے پھرتے اور سخت کاموں میں لگائے رکھتے۔

کہتے ہیں ایک رات سخت اندھیری تھی، بادل چھائے ہوئے تھے، بجلی چمک رہی تھی، بادل گرج رہے تھے، نوجوان کے دل میں اشتیاق دیدار محمدی موجزن ہوا۔ اور اس کے سینے میں آتش عشق بھڑک اٹھی۔ دیدار مصطفیٰ ﷺ کی آرزو سے اس کا سینہ منور ہوگیا بارگاہ الٰہی میں سر نیاز خم کرتے ہوئے کہنے لگا۔ اے میرے اللہ! تو آسمانوں سے بارش برساتا ہے، اس سے زمین کو زندہ کرتا ہے، اپنے بندوں کو سیراب کرتا ہے۔ اے اللہ! میرا شوق محبت دیدار مصطفیٰ ﷺ میں بیحد وحساب ہوگیا ہے، میں نے بڑی تکلیفیں اٹھائی ہیں۔ اے اللہ! اب مجھ پر رحمت فرما اور میری جان پر احسان فرما، میری آنکھوں کو دیدار رسول ﷺ سے منور فرما۔

کہتے ہیں جونہی یہ دعا زبان پر آئی اس کی گردن سے وہ رسی ٹوٹ کر گر پڑی، اس کے

پاؤں سے زنجیریں ٹوٹ گئیں اور مدینہ پاک کی طرف چل پڑا۔ کہتے ہیں اس مقام سے مدینہ پاک اسی ۸۰ میل کے فاصلے پر تھا، اللہ تعالیٰ نے اس عاشق رسول ﷺ کے لئے اس زمین کو سمیٹ دیا اور فاصلہ بہت کم ہو گیا، صبح ہوتے ہی وہ ہمہاب مدینہ پاک میں عمار بن واثلہ انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے دروازہ پر پہنچ گیا اور تھکا ماندہ سر جھکائے بیٹھا تھا، حضرت عمارؓ نے اس سے حال دل پوچھا تو کہا:

حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا: اے نوجوان! تجھے دیدار محمد ﷺ کی قسم ہے مجھے سارا واقعہ سناؤ تاکہ میں تمہاری مدد کرسکوں اور تمہارے کام آسکوں۔ اس نوجوان نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی زبان سے نام محمد ﷺ سنا تو زار زار رونے لگا اور کہنے لگا: کیا آپ نے اپنی آنکھوں سے حضور ﷺ کا دیدار کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہاں۔ ہمہاب اٹھا اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے چہرے سے اپنا منہ ملنے لگا اور ان آنکھوں کو چومنے لگا جنہوں نے دیدار رسول ﷺ کیا ہوا تھا کہنے لگا: ان آنکھوں پر میری جان قربان ہو جنہوں نے حضور ﷺ کی زیارت کی ہے۔ میرا سر ان قدموں پر نثار جو راہ مصطفیٰ ﷺ پر چلے ہیں۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو اس نوجوان سے عشق مصطفیٰ جھلکتا دکھائی دیا تو اس کے سر پر دست شفقت رکھا اور اس کی گردن میں باہیں ڈال کر بڑا پیار کیا اور ہمہاب کو حضور ﷺ کی بارگاہ میں پہنچا دیا۔

جونہی طالب مطلوب کی بارگاہ میں پہنچا اور جمال مصطفیٰ ﷺ سے محظوظ ہوا تو جبرئیل علیہ السلام بارگاہ خداوندی سے پیغام لائے اور کہا: اے محمد! خداوند تعالیٰ نے آپ کو سلام کہا ہے اور ہمہاب کو دوست بنانے کا حکم دیا ہے کیونکہ یہ آپ سے محبت کرتا ہے، آپ کی امت کے عاشقوں میں سے اتنا بڑا محبت کرنے والا دوسرا کوئی نہیں ہے، اس نے آپ ﷺ کے عشق و محبت میں بڑے دکھ اٹھائے ہیں اور راہ عشق میں محنت و مصیبت اٹھاتے وقت صبر ایوب علیہ

السلام سے کام لیا ہے۔
(تتمہ معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ ص ۵۲ تا ۵۵ باب دوم فصل سوم درذکر معجزات خارجیہ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور)

دلیل نمبر ۲۱

تفریح الاذکیا فی احوال الانبیاء میں ہے۔

کتاب احادیث قدسیہ میں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ اسلام لقائے محبوب کے مشتاق ہوئے تو اللہ تبارک وتعالی نے حضور ﷺ کی صورت کریمہ ان کے انگوٹھوں کے ناخنوں کی صفا میں ظاہر فرمائی......

حضرت آدم علیہ اسلام نے انگوٹھوں کے ناخنوں کو آنکھوں پر ملا تو ان کی اولاد کے لئے یہ اصل ہو گئی۔ جب جبریل امین نے اس قصہ کی خبر حضور ﷺ کو دی تو فرمایا جس نے اذان میں میرا نام سنا پھر دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو آنکھوں سے ملا تو وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔
(تفریح الاذکیا فی احوال الانبیاء ج ۲ ص ۱۲۱ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ)

دلیل نمبر ۲۲

انجیل برنباس میں ہے۔

آدم نے خدا کی منت کی کہ خداوند یہ تحریر میرے ہاتھ کی انگلیوں کے ناخنوں پر درج فرمادے تب خدا نے پہلے انسان کے انگوٹھوں پر تحریر درج کر دی دائیں انگوٹھے کے ناخن پر لکھا تھا خدا ایک ہی ہے اور بائیں انگوٹھے کے ناخن پر لکھا تھا محمد خدا کا رسول ہے۔ تب پہلے انسان نے پدرانہ شفقت سے یہ الفاظ چومے اور اپنی آنکھیں ملیں اور کہا مبارک ہو وہ دن جب تو دنیا میں آئے۔
(انجیل برنباس باب ۳۹ ص ۳۹ بحوالہ انوار المحمدیہ)

دلیل نمبر۲۳و۲۴

امام سید العارفین حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔

بود در انجیل نام مصطفیٰ
آں سر پیغمبراں بحر صفا
بود ذکر حلیہ ہاؤ شکل او
بود ذکر غزو صوم و اکل او
طائفہ نصرانیاں بہر ثواب
چو رسیدندے بداں نام و خطاب
بوسہ دادندے بداں نام شریف
رو نہادندے بداں وصف لطیف
اندریں فتنہ کہ گفتیم آں گروہ
ایمن از فتنہ بود از شکوہ
ایمن از شر امیران و وزیر
در پناہ نام احمد مستجیر
نسل ایشاں نیز ہم بسیار شد
نور احمد ناصر آمد یار شد
واں گروہ دیگر از نصرانیاں
نام احمد داشتندے مستہاں
مستہاں خوار گشتند آں فریق
گشتہ محروم از خود و شرط طریق
نام احمد چوں چنیں یاری کند
تاکہ نورش چوں مددگاری کند
نام احمد چوں حصارے شد حصین
تاچہ باشد ذات آں روح الامین

(مثنوی شریف دفتر اول ص ۳۶ مطبوعہ رحمن گل پبلشرز پشاور)، (المسائل المنتخبة فی الرسالة والوسیلة قاضی حبیب الحق دیوبندی ص ۱۰ مطبوعہ ڈاکخانہ ومقام پر مولی ضلع مردان پاکستان)

دلیل نمبر ۲۵

قاضی سجاد حسین دیوبندی اس کے ترجمے میں لکھتے ہیں۔

آنحضور ﷺ کی تعظیم کی تعریف جو انجیل میں تھی

مصطفیٰ (ﷺ) کا نام انجیل میں تھا

جو پیغمبروں کے سردار اور صفا کے سمندر ہیں

ان کے حلیہ اور شکل کا ذکر تھا

ان کے جہاد اور روزے اور کھانے کا ذکر تھا

عیسائیوں کی ایک جماعت ثواب کے لئے

جب اس نام اور خطاب پر پہنچے

اس متبرک نام کو بوسہ دیتے

اس پاک تعریف پر منہ رکھ دیتے

اس قصہ میں جس گروہ کا میں نے ذکر کیا ہے

وہ خوف وخطر سے بے خوف تھا

سرداروں اور وزیر کے شر سے مطمئن

اور احمد (ﷺ) کے نام کی پناہ میں پناہ گزیں تھا

ان کی نسل بھی زیادہ ہو گئی

(اور) احمد (ﷺ) کا نور ساتھی اور مددگار بن گیا

لیکن عیسائیوں کا دوسرا گروہ

احمد (ﷺ) کے نام کی بے حرمتی کرتا تھا

وہ فتنوں کی وجہ سے ذلیل وخوار ہو گئے

بدرائے اور بدکار وزیر کے

وہ فریق ذلیل اور خوار ہو گیا

اپنے سے بھی محروم ہوا اور مذہب کے آداب سے بھی

ان کا مذہب اور ان کا قانون بھی تہ وبالا ہو گیا

کج بیان دفتروں کی وجہ سے

احمد (ﷺ) کا نام جب اس طرح مدد کرتا ہے

تو ان کا نور کس قدر مدد کرسکتا ہے؟

احمد (ﷺ) کا نام جب مضبوط قلعہ بنا

تو اس طرح روح الامین کی ذات کس درجہ کی ہوگی؟

(مثنوی مولوی معنوی مترجم دفتراوّل ج ۱ ص ۱۱۴،۱۱۵ مطبوعہ الفیصل ناشران وتاجران کتب اردو بازار لاہور)

محمد اختر دیوبندی لکھتے ہیں۔

احقر مولف معارف مثنوی محمد اختر عفا اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی مثنوی شریف سے احقر کو اس وقت سے والہانہ تعلق وشغف ہے جبکہ احقر بالغ بھی نہ ہوا تھا اور پھر حق تعالیٰ نے ایسا شیخ عطا فرمایا جو مثنوی شریف کے عاشق تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ مثنوی شریف میں عشق حق کی آگ بھری ہوئی ہے۔ اور اپنے پڑھنے والوں کے سینوں میں بھی آگ لگا دیتی ہے ہمارے حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ بعد نماز عصر اکثر مثنوی شریف کا درس دیتے اور اس انداز سے کہ روح میں زلزلہ پیدا ہو جاتا۔ احقر کو مثنوی شریف سے بہت ہی فیض ہوا اور معرفت الٰہیہ نیز احقر کی دیگر کتب میں خواہ وہ ترتیب ہوں یا تالیف مثنوی ہی کا فیض غالب ہے گاہ گاہ احقر کچھ منتخب اشعار

مثنوی شریف سے جب حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کو سنایا کرتا اور ان کی وہ شرح عرض کرتا جو حق تعالیٰ خاص طور پر احقر کو عطا فرماتے تو حضرت والا بہت مسرور ہوتے اور احقر کی دردناک شرح سنکر آبدیدہ ہوجاتے۔

(معارف مثنوی ص ۲۳،۲۲ مطبوعہ کتب خانہ مظہری)

دلیل نمبر ۲۶

اشرف علی تھانوی اس کے ترجمہ وتشریح میں لکھتے ہیں۔

آنحضور ﷺ کی تعظیم کی تعریف جو انجیل میں تھی مقصود اس سے یہ بیان کرتا ہے کہ جب مقبولین کے اسم کی تعظیم میں یہ برکت ہے کہ مسمی کی تعظیم ومحبت وصحبت واتباع میں کیسا کچھ نفع ہوگا اس لئے ضرور ان سے قرب وتعلق رکھنا چاہئے یہی مضمون اوپر سے چلا آرہا ہے۔

مصطفیٰ ﷺ کا نام انجیل میں تھا

جو پیغمبروں کے سردار اور صفا کے سمندر ہیں

ان کے حلیہ اور شکل کا ذکر تھا

ان کے جہاد اور روزے اور کھانے کا ذکر تھا

عیسائیوں کی ایک جماعت ثواب کے لئے

جب اس نام اور خطاب پر پہنچتے

اس متبرک نام کو بوسہ دیتے

اس پاک تعریف پر منہ رکھ دیتے

اس قصہ میں جس گروہ کا میں نے ذکر کیا ہے

وہ خوف وخطر سے بے خوف تھا

سرداروں اور وزیر کے شر سے مطمئن

اور احمد (ﷺ) کے نام کی پناہ میں پناہ گزیں تھا

ان کی نسل بھی زیادہ ہوگئی

اور احمد (ﷺ) کا نور ساتھی اور مددگار بن گیا

حلیہ بکسر اول وسکون ثانی صفت کردن کسی راوزیود و پیکر وصنعت وآرائش شکوہ ترس وبیم مستجیر پناگیرندہ یعنی انجیل میں جناب رسول اللہ ﷺ کا نام مبارک لکھا تھا جو پیغمبروں کے سردار اور دریائے صفا ہیں آپ کا حلیہ شریف بھی اس میں مذکور تھا اور آپ کی صورت وشکل کا اور آپ کے جہاد اور روزہ اور اکل وشرب کا ان سب امور کا اس میں بیان تھا نصرانیوں میں سے ایک گروہ کی یہ عادت تھی کہ جب اس مبارک نام وخطاب پر (تلاوت کرتے وقت پہنچتے تو ثواب حاصل کرنے کو آپ کے اسم شریف پر بوسہ دیتے تھے اور آپ کے اوصاف لطیف پر رخسارہ ملتے (محبت وتعظیم سے) ہم نے جو فتنہ وزیر کا بیان کیا ہے اس قصہ میں وہ لوگ (اس عمل کی برکت سے فتنہ وزیر) اور خوف (محاربہ امراء) سے مامون رہے نہ امراء کا شر (جنگ کہ ہلاک جسمانی تھا) ان کو پہنچا اور نہ وزیر کا فتنہ (اضلال کہ ہلاک روحانی تھا) ان تک آیا حضور ﷺ کے اسم مبارک کی پناہ میں ان کو پناہ مل گئی اور دل سے ان کی نسل بھی بہت بڑھی حضور ﷺ کا اسم مبارک ان کا ناصر اور رفیق ہوگیا۔

لیکن عیسائیوں کا دوسرا گروہ

احمد (ﷺ) کے نام کی بے حرمتی کرتا تھا

دو فتنوں کی وجہ سے ذلیل وخوار ہوگیا

اپنے سے بھی محروم ہوا اور مذہب کے آداب سے بھی

ان کا مذہب اور ان قانون تہ وبالا ہوگیا

کج بیان دفتروں کی وجہ سے

مستہان بے قدر کردہ شدہ، از خود واز ہستی خود، شرط طریق دین کہ شرط طریق الی اللہ

است ،یعنی ان نصرانیوں میں دوسرا گروہ اور تھا کہ وہ سرور عالم ﷺ کے نام مبارک کی بے قدری کرتے وہ لوگ اس منحوس وزیر کے سبب فتنوں سے ذلیل وخوار ہو گئے اور اپنی ہستی سے محروم ہوئے۔ (کہ قتل کیے گئے) اور دین سے بھی محروم ہوئے۔ (کہ وزیر نے عقائد خراب کر دیے اور ان کا مذہب اور احکام بھی ان طوماروں کی وجہ سے مخبوط ہو گیا۔ (یہ ضرر ان کی نسل میں باقی رہا۔

احمد (ﷺ) کا نام جب اس طرح مدد کرتا ہے

تو ان کا نور کس قدر مدد کر سکتا ہے؟

احمد (ﷺ) کا نام جب مضبوط (قلعہ بنا)

تو اس روح الامین کی ذات کس درجہ کی ہوگی؟

حضور ﷺ کا نام مبارک ایسی رفاقت کرتا ہے تو آپ کا نور مبارک (ذات پاک) تو کیسی مدد کرتا ہوگا (یعنی حضور کے اتباع سے کس قدر نفع ہوگا آگے شعر اول کی شرح ہے کہ) جب حضور کا نام مبارک ایسا قلعہ مستحکم ہے کہ شرور کو نہیں آنے دیتا) تو آپ کی ذات مبارک (جس کو اوپر نور کہا تھا) کیسی کچھ ہوگی (آپ کو روح اس واسطے کہا کہ آپ کا اتباع باعث حیات روحانی ہے اور روایات سیر میں حضور کا باعث ایجاد خلق ہونا بھی مذکور ہے تو اس اعتبار سے آپ حیات ظاہری کے بھی سبب ہیں۔ اور امین ہونا خود ظاہر ہے کہ آپ امین علی الوحی ہیں۔

(کلید مثنوی ج ۱ ص ۲۲۳ تا ۲۲۶ ملخصا مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ لاہور)

دلیل نمبر ۲۷ تا ۳۴

علامہ محمد عبد الرحمٰن سخاوی متوفی ۹۰۲ھ لکھتے ہیں۔

حديث: مسح العينين بباطن انملتي السبابتين بعد تقبيلهما عند سماع قول المؤذن: أشهد أن محمدا رسول الله، مع قوله: أشهد أن محمدا عبده ورسوله، رضيت بالله ربا، وبالاسلام دينا،

وبمحمدٍ ﷺ نبياً.

ذكره الديلمي في الفردوس، من حديث أبي بكر الصديق: أنه لما سمع قول المؤذن ((أشهد أن محمداً رسول الله)) قال هذا وقبل باطن الانملتين ومسح عينيه فقال ﷺ من فعل مثل مافعل خليلي فقد حلت عليه شفاعتي ولا يصح.

ترجمہ:.....یعنی مؤذن سے اشهد ان محمداً رسول الله سن کر انگشتان شہادت کے پورے جانب باطن سے چوم کر آنکھوں پر ملنا اور یہ دعا پڑھنا اشهد انّ محمداً عبده ورسوله رضيت بالله ربا و بالاسلام دينا وبمحمد ﷺ نبيا.

اس حدیث کو دیلمی نے مسند الفردوس میں حدیث سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب انہوں نے مؤذن کو اشهد انّ محمداً رسول اللہ کہتے سنا تو یہ دعا پڑھی اور دونوں کلمے کی انگلیوں کے پورے جانب زیریں سے چوم کر آنکھوں سے لگائے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا جو ایسا کرے جیسا کہ میرے پیارے نے کیا، اس پر میری شفاعت حلال ہوگئی۔ اور یہ حدیث اس درجہ کو نہ پہنچی، جسے محدثین اپنی اصطلاح میں درجہ صحت کا نام رکھتے ہیں۔

(المقاصد الحسنه حرف الميم رقم الحديث ۱۰۲۱ ص ۳۹۰ مطبوعه دارالكتاب العربي بيروت)

اسی طرح حضرت ابوالعباس احمد بن ابی بکر الرداد الیمانی نے اپنی کتاب "موجبات الرحمه وعزائم المغفرة" میں ایسی سند سے روایت کیا ہے جس میں مجہول راوی ہیں اور وہ سند منقطع ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا:

من قال حين يسمع المؤذن يقول اشهد ان محمدا رسول الله، مرحبا بحبيبي وقرة عيني محمد بن عبد الله ﷺ، ثم يقبل ابهاميه ويجعلهما على عينيه لم يرمد ابدا.

ترجمہ:.....جو شخص مؤذن کو یہ کہتے ہوئے اشهد ان محمداً رسول الله تو

کہے مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبد الله ﷺ کہے پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں۔

(المقاصد الحسنه ص ۳۹۰ مطبوعه دارالکتاب العربی بیروت)

پھر ایک غیر معروف سند کے ساتھ فقیہ محمد بن الباب سے روایت کیا کہ ایک بار تیز ہوا چلی۔ جس سے آنکھ میں کنکری جا پڑی اور نکل نہ سکی۔ سخت درد تھا اور وہ باوجود کوشش کے اس کو اپنی آنکھ سے نہ نکال سکے۔

وانه لما سمع المؤذن يقول اشهدا ن محمدا رسول الله قال ذلک فخرجت الحصاة من فوره. قال الرداد هذا يسير في جنب فضائل رسول ﷺ۔

ترجمہ:..... جب انہوں نے مؤذن کو کہتے ہوئے سنا اشہدان محمدا وسول الله تو یہی کہہ لیا فوراً کنکری آنکھ سے نکل گئی۔ الرداد نے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کے فضائل میں سے ہے۔

(المقاصد حسنه ص ۳۹۰،۳۹۱ مطبوعه دارالکتاب العربی بیروت)

اور الشمس الدین امام محمد بن صالح مدنی اپنی تاریخ میں بعض مصری قدماء سے نقل کیا ہے کہ:

من صلى على النبي ﷺ اذا سمع ذكره في الاذان وجمع اصبعيه المسبحة والابهام وقبلهما ومسح بهما يرمد ابدا.

ترجمہ:..... جو شخص حضور ﷺ کا ذکر پاک اذان میں سن کر درود بھیجے اور کلمہ کی انگلیاں اور انگوٹھے ملا کر ان کو بوسہ دے اور آنکھوں پر پھیرے اس کی کبھی آنکھیں نہ دکھیں گی۔

(المقاصد حسنه ص ۳۹۱ مطبوعه دارالکتاب العربی بیروت)

یہی امام محمد بن صالح اپنی تاریخ میں نقل فرماتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا عراق کے بہت سے مشائخ سے مروی ہوا ہے کہ جب انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر پھیرے تو یہ درود پڑھے۔

صلى الله عليك يا سيدى يا رسول الله يا حبيب قلبى ويا نور بصرى ويا قرة عينى انشاءاللہ کبھی آنکھیں نہ دکھیں گی اور یہ مجرب ہے۔

اس کے بعد امام مذکور فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے یہ سنا ہے یہ مبارک عمل کرتا ہوں، آج تک میری آنکھیں نہ دکھی ہیں۔

(المقاصد حسنہ ص ۳۹۱ مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت)

امام سخاوی پھر فرماتے ہیں۔

قال ابن صالح وانا ولله الحمد والشكر منذ سمعته منهما استعملته، فلم ترمد عينى وارجوان عافيتهما تدوم وانى اسلم من العمى ان شاء الله تعالى.

ترجمہ:.....امام ابن صالح ممدوح نے فرمایا اللہ کے لئے حمد وشکر ہے جب سے میں نے یہ عمل ان دونوں صاحبوں سے سنا اپنے عمل میں رکھا آج تک میری آنکھیں نہ دکھیں اور امید کرتا ہوں کہ ہمیشہ اچھی رہیں گی اور میں کبھی اندھا نہ ہوں گا ان شاءاللہ تعالیٰ۔

(المقاصد حسنہ ص ۳۹۱ مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت)

یہی امام سخاوی، فقیہ محمد بن سعید خولانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، نے فرمایا:

من قال حين يسمع المؤذن يقول اشهد ان محمدا رسول الله، مرحبا بحبيبى وقرة عينى محمد بن عبد الله ﷺ، ويقبل ابهاميه ويجعلهما على عينيه لم يعم ولم يرمد.

ترجمہ:.....جو شخص مؤذن کو یہ کہتے ہوئے سنے اشهد ان محمدا رسول الله تو کہے مرحبا بحبيبى وقرة عينى محمد بن عبد الله ﷺ کہے پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے وہ کبھی اندھا نہ ہوگا اور نہ کبھی اس کی آنکھیں دکھیں گی۔

(المقاصد الحسنہ ص ۳۹۱ مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت)

یہی امام سخاوی، امام طاؤس سے نقل فرماتے ہیں کہ انھوں نے شمس الدین محمد بن ابی نصر بخاری خواجہ سے یہ حدیث مبارک سنی فرمایا:

من قبل عند سماعه من المؤذن كلمة الشهادة ظفرى ابهاميه ومسحهما على عينيه وقال عند المس اللهم احفظ حدقتى ونورهما ببركة حدقتى محمد رسول الله ﷺ ونورهما لم يعم.

ترجمہ:...... جو شخص مؤذن سے کلمہ شہادت سن کر انگوٹھوں کے ناخن چومے اور آنکھوں پر پھیرے اور یہ پڑھے اللهم احفظ حدقتى ونورهما ببركة حدقتى محمد رسول الله ﷺ ونورهما لم يعم وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔

(المقاصد الحسنه حرف الميم ص ۳۹۱ مطبوعه دار الكتاب العربى بيروت)

دلیل نمبر ۳۵و۳۶

علامہ علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں۔

حديث: مسح العينين بباطن انملتى السبابتين بعد تقبيلهما عند سماع قول المؤذن : اشهد ان محمداً رسول الله، مع قوله: أشهد أن محمدا عبده ورسوله، رضيت بالله رباً، وبالاسلام ديناً، وبمحمدا عليه الصلاة والسلام نبيا.

ذكره الديلمى فى "الفردوس" من حديث ابى بكر الصديق: ان النبى عليه الصلاة والسلام قال: "من فعل ذلك فقد حلت عليه شفاعتى" قال السخاوى: لا يصح. واورده الشيخ احمد الرداد فى كتابه "موجبات الرحمة" بسند فيه مجاهيل مع انقطاعه عن الخضر عليه السلام. وكل ما يروى فى هذا فلا يصح رفعه البتة.

قلت: واذا ثبت رفعه على الصديق فيكفى المعل به. لقوله عليه الصلاة والسلام: "عليكم بسنتى وسنة الخلفاء الراشدين".

ترجمہ:...... یعنی مؤذن سے اشهد ان محمداً رسول الله سن کر انگشتان شہادت کے پورے جانب باطن سے چوم کر آنکھوں پر ملنا اور یہ دعا پڑھنا اشهد انّ محمداً عبده ورسوله رضيت بالله ربا و بالاسلام دينا وبمحمد ﷺ نبياً۔

اس حدیث کو دیلمی نے مسند الفردوس میں حدیث سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو ایسا کرے اس پر میری شفاعت حلال ہوگئی۔ امام

سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث اس درجہ کو نہ پہنچی، جسے محدثین اپنی اصطلاح میں درجہ صحت کا نام رکھتے ہیں۔

شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''موجبات رحمت'' میں ایک روایت لکھی جس میں بعض راوی مجہول ہیں اور انقطاع بھی ہے وہ یہ کہ حضرت خضر علیہ السلام نے ایسے کیا اور مسئلہ میں تمام روایات ان میں سے کسی کا مرفوع ہونا صحیح نہیں ہے۔

میں (ملاعلی قاری) کہتا ہوں کہ جب اس حدیث کا رفع صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک ثابت ہے تو عمل کے لئے کافی ہے کیونکہ حضور علیہ اسلام نے فرمایا کہ تم پر لازم کرتا ہوں اپنی سنت اور اپنے خلفائے راشدین کی سنت۔

(الموضوعات الکبری ص ۲۱۰ رقم الحدیث ۸۲۹ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اسی طرح حاشیہ فتاوی برھنہ میں ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ (حاشیہ فتاوی برھنہ ج ۱ ص ۱۷۸ مطبوعہ مکتبۃ الاسلامیہ افغانستان)

یہاں سے معلوم ہوا کہ انگوٹھے چومنا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سنت مبارکہ ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پہلے خلیفہ راشد ہیں جن کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

عن عرباض بن سارية...... فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ و اياكم والامور المحدثات فان كل بدعة ضلالة.

ترجمہ:...... حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل روایت میں ہے...... پس تم پر میری سنت اور خلفاء راشدین المھدین کی سنت کو پکڑ لینا لازم ہے اور ان کے طریقہ کو مضبوطی کے ساتھ دانتوں سے پکڑ لینا اور بدعات سے بچنا کیونکہ ہر بدعت (سیئہ) گمراہی ہے۔

(سنن ابن ماجہ ج ۱ص ۱۵۔۱۶ رقم الحدیث ۴۲،۴۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت)،(جامع الترمذی جلد ۲ص ۹۲ مطبوعہ مکتبہ اکرمیہ پشاور)، (سنن ابی داؤد ج ۴ص ۲۰۰ برقم ۴۶۰۷ مطبوعہ دارالفکر بیروت)،(غایۃ الاحکام فی احادیث الاحکام امام محب الدین طبری ج ۱ص ۲۵۳ رقم الحدیث ۳۶۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۱۲۶،۱۲۷ برقم ۱۷۲۷۵،۱۷۲۷۶ مطبوعہ مؤسسۃ قرطبۃ مصر)،(مسند الامام الطحاوی ج ۲ ص ۱۶۲ رقم الحدیث ۵۵۳۵ مطبوعہ مکتبۃ الحرمین للنشر والتوزیع دبئی)، (سنن الکبری بیہقی جلد ۱۰ ص ۱۱۴ مطبوعہ دارالباز مکۃ المکرمۃ، (شعب الایمان جلد ۶ص ۶۷ رقم الحدیث ۷۵۱۵،۷۵۱۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)،(جامع المسانید والسنن ابن کثیر ج ۹ ص ۲۳۰۵ تا ۲۳۰۷ رقم الحدیث ۹۳۷۴،۹۳۷۵،۹۳۷۷ مطبوعہ دارالفکر بیروت)،(کتاب الاعتقاد والھدایۃ الی سبیل الرشاد امام بیہقی ص ۲۲۹ مطبوعہ دارالآفاق الجدیدۃ بیروت)،(دلائل النبوۃ امام بیہقی ج ۶ص ۵۴۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیرروت)، (شرح السنۃ امام بغوی ج ۱ص ۱۸۱ رقم الحدیث ۱۰۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیرروت)،(السنۃ لمحمد بن نصر المروزی ص ۲۶،۲۷ رقم الحدیث ۷۹ مطبوعہ موسسۃ الکتب الثقافیۃ بیروت)،(صحیح ابن حبان جلد ۱ ص ۱۷۸،۱۷۹ رقم الحدیث ۵ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)،(تاریخ دمشق الکبیر امام ابن عساکر ج ۲۱ جز ۴۳ ص ۱۲۷،۱۲۸ رقم الحدیث ۸۷۱۰،۸۷۱۱،۸۷۱۲ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)،(المسند المستخرج علی صحیح الامام مسلم امام ابو نعیم جلد ۱ص ۳۵ تا ۳۷ رقم الحدیث ۱۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیرروت)،(حلیۃ الاولیاء جلد ۵ص ۲۲۰ مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت)، (سنن دارمی جلد ۱ص ۵۷ رقم الحدیث ۹۵ مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت)، (مسند الشامیین امام طبرانی جلد ۱ ص ۲۵۳ رقم الحدیث ۴۳۷ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)،(المعجم الکبیر امام طبرانی جلد ۱۸ ص ۲۵۷ رقم الحدیث ۶۴۲ مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم الموصل)،(وابن ابی عاصم فی السنۃ جلد ۱ ص ۲۹،۳۰ رقم الحدیث ۵۳ تا ۵۹ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)،(سیر اعلام النبلاء ج ۴ ص ۵۰۰ مطبوعہ دارالفکر بیروت)،(السنن الواردۃ فی الفتن جلد ۲ ص ۳۷۵ رقم الحدیث ۱۲۴ مطبوعہ دار العاصمۃ الریاض)، (اعتقاد اھل السنۃ والجماعۃ ج ۱ ص ۲۴ مطبوعہ دارطیبۃ الریاض)، (الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی الجامع الصغیر للنبھانی ج ۱ ص ۲۵۷ رقم الحدیث ۲۷۷۹ مطبوعہ دارالفکر بیروت)، (الموضوعات الکبری ص ۲۱۰ برقم ۸۲۹ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

دلیل نمبر ۳۷ تا ۴۴

علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی متوفی ۱۱۶۲ھ لکھتے ہیں۔

مسح العينين بباطن أنملتي السبابتين بعد تقبيلهما ثم سماع قول المؤذن : أشهد أن محمداً رسول الله، مع قوله: أشهد أن محمدا عبده ورسوله، رضيت بالله ربا، وبالاسلام دينا، وبمحمد ﷺ نبيا.

رواه الديلمي عن أبي بكر : لما سمع قول المؤذن ((أشهد أن محمداً رسول الله)) قاله وقبل باطن الانملتين السبابتين ومسح عينيه فقال ﷺ من فعل فعل خليلي فقد حلّت له شفاعتي قال في المقاصد ولا يصح. وقال القاري واذا ثبت رفعه الى الصديق فيكفي العمل به لقوله عليه الصلوة والسلام عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين من بعدي وقيل لايفعل ولا ينهى وكذا لايصح.

ترجمہ:...... یعنی مؤذن سے اشهد ان محمد أ رسول الله سن کر انگشتان شہادت کے باطن کو چوم کر آنکھوں پر ملنا اور یہ دعا پڑھنا اشهد انّ محمداً عبده ورسوله رضيت بالله ربا وبا لاسلام دينا وبمحمد ﷺ نبيا.

اس حدیث کو دیلمی نے مسند الفردوس میں حدیث سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب انہوں نے مؤذن کو اشهد ان محمداً رسول الله کہتے سنا تو یہ دعا پڑھی اور دونوں کلمے کی انگلیوں کے پورے جانب زیریں سے چوم کر آنکھوں سے لگائے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا جو ایسا کرے جیسا کہ میرے پیارے نے کیا، اس پر میری شفاعت حلال ہوگئی۔ علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ مقاصد حسنہ میں فرماتے ہیں یہ حدیث اس درجہ کو نہ پہنچی، جسے محدثین اپنی اصطلاح میں درجہ صحت کا نام رکھتے ہیں۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ جب اس حدیث کا رفع صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک ثابت ہے تو عمل کے لئے کافی ہے کیونکہ حضور علیہ اسلام نے فرمایا کہ تم پر لازم کرتا ہوں اپنی سنت اور اپنے خلفائے راشدین کی سنت۔

اور کہا گیا کہ نہ یہ عمل کریں نہ اس سے منع کریں اسی طرح یہ صحیح نہیں۔
(کشف الخفاء ومزیل الالباس ج ۲ ص ۲۶۹۔۲۷۰ رقم الحدیث ۲۲۹۶ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)

اسی طرح حضرت ابوالعباس احمد بن ابی بکر الرداد الیمانی نے اپنی کتاب "موجبات الرحمہ وعزائم المغفرۃ" میں ایسی سند سے روایت کیا ہے جس میں مجہول راوی ہیں اور وہ سند منقطع ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا:

من قال حین یسمع المؤذن یقول اشهد ان محمدا رسول الله، مرحبا بحبیبی وقرة عینی محمد بن عبد الله ﷺ، ثم یقبل ابهامیه ویجعلهما علی عینیه لم یعم لم یرمد ابدا.

ترجمہ:...... جو شخص مؤذن کو یہ کہتے ہوئے سنے اشهد ان محمدا رسول الله تو کہے مرحبا بحبیبی وقرة عینی محمد بن عبد الله ﷺ کہے پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں۔
(کشف الخفاء ومزیل الالباس ج ۲ ص ۲۷۰ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)

پھر ایک غیر معروف سند کے ساتھ فقیہ محمد بن البابا سے روایت کیا کہ ایک بار تیز ہوا چلی۔ جس سے آنکھ میں کنکری جا پڑی اور نکل نہ سکی۔ سخت درد تھا اور وہ باوجود کوشش کے اس کو اپنی آنکھ سے نہ نکال سکے۔

وانه لما سمع المؤذن یقول اشهد ان محمدا رسول الله قال ذلک فخرجت الحصاة من فوره. قال الرداد هذا یسیر فی جنب فضائل رسول ﷺ.

ترجمہ:...... جب انہوں نے مؤذن کو کہتے ہوئے سنا اشهد ان محمدا رسول الله تو یہی کہہ لیا فوراً کنکری آنکھ سے نکل گئی۔ الرداد نے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کے فضائل میں سے ہے۔
(کشف الخفاء ومزیل الالباس ج ۲ ص ۲۷۰ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)

اور الشمس الدین امام محمد بن صالح مدنی مسجد مدینہ طیبہ کے امام وخطیب اپنی تاریخ میں

بعض مصری قدماء سے نقل کیا ہے کہ

من صلی علی النبی ﷺ اذا سمع ذکرہ فی الاذان وجمع اصبعیہ المسبحۃ والابہام وقبلہما ومسح بہما یرمد ابدا.

ترجمہ:...... جو شخص حضور ﷺ کا ذکر پاک اذان میں سن کر درود بھیجے اور کلمہ کی انگلیاں اور انگوٹھے ملا کر ان کو بوسہ دے اور آنکھوں پر پھیرے اس کی کبھی آنکھیں نہ دکھیں گی۔

(کشف الخفاء ومزیل الالباس ج۲ص۲۷۰ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)

یہی امام محمد بن صالح فرماتے ہیں میں نے یہ امر فقیہ محمد بن زرندی سے بھی سنا کہ بعض مشائخ عراق یا عجم سے راوی تھے کہ انہوں نے فرمایا جب انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر پھیرے تو یہ درود پڑھے۔

صلی اللہ علیک یا سیدی یا رسول اللہ یا حبیب قلبی ویا نور بصری ویا قرۃ عینی انشاء اللہ کبھی آنکھیں نہ دکھیں گی اور یہ مجرب ہے۔

اس کے بعد امام مذکور فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے یہ سنا ہے یہ مبارک عمل کرتا ہوں، آج تک میری آنکھیں نہ دکھی ہیں۔

(کشف الخفاء ومزیل الالباس ج۲ص۲۷۰ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)

علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں۔

قال ابن صالح وانا وللہ الحمد والشکر منذ سمعتہ منہما استعملتہ، فلم ترمد عینی وارجوان عافیتہما تدوم وانی اسلم من العمی ان شاء اللہ تعالی.

ترجمہ:...... امام ابن صالح ممدوح نے فرمایا اللہ کے لئے حمد و شکر ہے جب سے میں نے یہ عمل ان دونوں صاحبوں سے سنا اپنے عمل میں رکھا آج تک میری آنکھیں نہ دکھیں اور امید کرتا ہوں کہ ہمیشہ اچھی رہیں گی اور میں کبھی اندھا نہ ہوں گا ان شاء اللہ تعالی۔

(کشف الخفاء ومزیل الالباس ج۲ص۲۷۰،۲۷۱ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)

فقیہ ابو الحسن علی بن محمد نے روایت کیا کہ

من قال حین یسمع المؤذن یقول اشھد ان محمدا رسول الله، مرحبا بحبیبی وقرة عینی محمد بن عبد الله ﷺ، ویقبل ابھامیه ویجعلھما علی عینیه لم یعم ولم یرمد.

ترجمہ:...... جو شخص مؤذن کو یہ کہتے ہوئے سنے اشھد ان محمدا رسول الله تو کہے مرحبا بحبیبی وقرة عینی محمد بن عبد الله ﷺ کہے پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے وہ کبھی اندھا نہ ہوگا اور نہ کبھی اس کی آنکھیں دکھیں گی۔

(کشف الخفاء ومزیل الالباس ج۲ص۲۷۱ مطبوعہ موسسة الرسالة بیروت)

فقیہ ابو الحسن علی بن محمد نے روایت کیا کہ

اور طاؤسی فرماتے ہیں انہوں نے محمد بن ابی نصر بخاری سے یہ حدیث سنی کہ

من قبل عند سماعه من المؤذن کلمة الشھادة ظفری ابھامیه ومسحھما علی عینیه وقال عند المس اللھم احفظ حدقتی ونورھما ببرکة حدقتی محمد رسول الله ﷺ ونورھما لم یعم.

ترجمہ:...... جو شخص مؤذن سے کلمہ شہادت سن کر انگوٹھوں کے ناخن چومے اور آنکھوں پہ پھیرے اور یہ پڑھے اللھم احفظ حدقتی ونورھما ببرکة حدقتی محمد رسول الله ﷺ ونورھما لم یعم وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔

(کشف الخفاء ومزیل الالباس ج۲ص۲۷۱ مطبوعہ موسسة الرسالة بیروت)

دلیل نمبر ۴۵

غیر مقلد محمد علی الشوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ لکھتے ہیں۔

حدیث: مسح العینین بباطن أعلی السبابتین عند قول المؤذن: اشھد ان محمدا رسول الله. الخ.

رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس، عن ابی بکر مرفوعا.

قال ابن طاھر فی التذکرة: لایصح.

حدیث: من قال حین یسمع اشھد ان محمدا رسول الله: مرحبا بحبیبی وقرة عینی محمد بن عبد الله، ثم یقبل ابھامیه ویجعلھما علی عینیه لم یعم لم یرمد ابدا.

قال فی التذکرۃ: لا یصح.

ترجمہ:..... حدیث: جو شخص مؤذن کو یہ کہتے ہوئے سنے اشہد ان محمدا رسول اللہ تو کہے مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللہ ﷺ کہے پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں۔

(الفوائد المجموعۃ ص ۱۹-۲۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

یہاں سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث مبارکہ موضوع نہیں اگر غیر مقلد شوکانی کے نزدیک یہ حدیث مبارکہ موضوع ہوتا تو صاف لکھ دیتے کہ یہ حدیث موضوع ہے جس طرح کہ وہ حدیث موضوع کے نیچے لکھ دیتے ہیں کہ ھو موضوع۔

دوم رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس، عن ابی بکر مرفوعا۔ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ حدیث مبارکہ مسند فردوس میں موجود ہیں لیکن دشمان دین جس طرح کہ ان کی عادت ہے کہ جہاں بھی سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کی شان بیان ہو تو یہ دشمن اس کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ انہوں نے مسند فردوس سے اس حدیث مبارکہ کو نکال لیا ہے آج کل بازار میں جو مسند فردوس موجود ہیں اس میں یہ حدیث مبارکہ نہیں ہیں لیکن وہابی یہ اعتراض نہیں کر سکتے کہ یہ حدیث مسند فردوس میں موجود نہیں اس لئے کہ ان کے امام شوکانی نے فی مسند فردوس کہہ کر بتا دیا کہ یہ حدیث مبارکہ مسند وس میں موجود ہیں۔

دلیل نمبر ۴۶

حضرت محدث محمد طاہر بن علی ہندی پٹنی متوفی ۹۸۶ھ لکھتے ہیں۔

وحکی عن البعض من صلی علی النبی ﷺ اذا سمع ذکرہ فی الاذان وجمع اصبعیہ المسبحۃ والابہام ومسح بہما عینیہ لم یرمد ابدا وقال ابن صالح وسمعن بعض الشیوخ انہ یقول عند ما یمسح عینیہ صلی اللہ علیک یا سیدی یا رسول اللہ یا حبیب قلبی ویا نور بصری ویا قرۃ عینی قال ومذ فعلتہ لم ترمد عینی وقد جرب کل

منهم ذالك وروى الحسن مثل ما روى عن الخضر عليه السلام بعينه انتهى۔

بعض علماء محدثین کرام سے مروی ہے کہ جو شخص آنحضرت کا اسم گرامی اذان میں سن کر اپنے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں مسبحہ (شہادت والی) انگلیوں کو ملا کر انہیں چوم کر آنکھوں پر ملے اس کی آنکھیں کبھی نہیں دکھیں گی اور امام ابن صالح علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے بعض مشائخ کرام سے سنا ہے کہ وہ انگوٹھے آنکھوں پر ملتے وقت یوں کہتے ہیں۔ صلى الله عليك، يا سيدي يا رسول الله يا حبيب قلبي ويا نور بصري ويا قرة عيني

یہ عمل کرنے والے بزرگ فرماتے ہیں کہ جب سے میں یہ کرنے لگا ہوں میری آنکھیں کبھی نہیں دکھیں اور سارے بزرگوں نے اس کا تجربہ کیا اور حضرت خضر علیہ السلام (بھی اسی طرح مروی ہے اور) جیسے مروی ہے ایسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی۔
(تذکرۃ الموضوعات ص ۳۲ مطبوعہ دمشق)

محمد سرفراز گکھڑوی کے اعتراض کا جواب

محمد سرفراز گکھڑوی اپنی کتاب راہ سنت ص ۲۳۹ میں مناظر اعظم محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

مولوی محمد عمر صاحب کا یہ کمال ہے کہ انہوں نے تذکرۃ الموضوعات اور الموضوعات کبیر سے حوالے تو نقل کئے ہیں۔ لیکن لا یصح کا جملہ شیر مادر سمجھ کر ہضم کر گئے ہیں۔ تف ہے اس علمی خیانت اور بد دیانتی پر۔

جواب:۔ مناظر اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی خیانت نہیں کی اس لئے کہ لا یصح یہ ایک الگ بحث ہے اور مناظر اعظم رحمۃ اللہ علیہ یہاں صرف مستحب بتانا چاہتے ہیں خیانت تو تب ہوتی جب مناظر اعظم رحمۃ اللہ علیہ حدیث پر بحث کرتے اور لا یصح کو ذکر نہ کرتے

مگر مناظر اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے تو حدیث پر بحث کی ہی نہیں صرف مستحب پر بحث کی ہیں۔ تو پھر خیانت کہاں سے۔ لیکن گکھڑوی صاحب شور مچائے اور کہے کہ نہیں خیانت کی ہے تو پھر آپ کے بقیہ السلف مفتی محمد فرید دیوبندی اور مفتی محمد وہاب دیوبندی کی بھی خبر نہیں ملاحظہ فرمائیں۔

مفتی محمد وہاب فتاوی دیوبند پاکستان المعروف فتاوی فریدیہ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔

قال ابن عابدین : (تتمته) یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشهادة صلی الله علیک یا رسول الله وعند الثانیة منها قرت عینی بک یارسول الله ثم یقول اللهم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابهامین علی العینین فانه علیه اسلام یکون قائدا له الی الجنة کذافی کنز العباد قهستانی ونحوه فی الفتاوی الصوفیه وفی کتب الفردوس من قبل ظفری ابهامیه عند سماع اشهدان محمدا رسول الله فی الاذان انا قائده ومدخله فی صفوف الجنة وتمامه فی حواشی البحر للرملی.

(حاشیه فتاوی دیوبندپاکستان المعروف فتاوی فریدیه ج ۲ ص ۱۸۲۔۱۸۳ مطبوعه دارالعلوم صدیقیه زروبی ضلع صوابی)

مولوی محمد وہاب صاحب دیوبندی کا یہ کمال ہے کہ انہوں نے ردالمحتار سے حوالہ تو نقل کیا ہے۔ لیکن وہ عن المقاصد الحسنة للسخاوی ذکر ذلک الجراحی واطال ثم قال ولم یصح فی المرفوع من کل شیئی کا جملہ شیر مادر سمجھ کر ہضم کر گئے ہیں۔ تف ہے اس علمی خیانت اور بددیانتی پر۔

محمد وہاب صاحب اس میں میرا کوئی قصور نہیں یہ سب کمال آپ کے گکھڑوی صاحب کا ہے۔

گکھڑوی صاحب آپ دوسروں پر اعتراض کرنے میں بڑے ماہر ہیں کبھی آئینہ میں اپنا چہرہ بھی دیکھیے آپ کو اپنی اصل شکل نظر آجائے گی ہم آپ کو آپ کی اصل شکل کی ایک جھلک دکھاتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

گکھڑوی صاحب لکھتے ہیں۔ و لا یقوم داعیاله اور میت کے حق میں دعا کے

لئے نہ ٹھہرے۔ جامع الرموز ج ا ص ۱۲۵)

(راہ سنت ص۲۰۷ مطبوعہ مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

گکھڑوی صاحب کا یہ کمال ہے کہ انہوں نے جامع الرموز سے حوالہ تو نقل کیا ہے لیکن

وہ وفیه اشارة الی ان لیس بعد الرابعة ذکر و قیل هو ما فی

القعدة کا جملہ شیر مادر سمجھ کر ہضم کر گئے ہیں۔ تف ہے اس علمی خیانت اور بددیانتی پر۔

اصل میں یہ خیانت ان کے بڑے مفتی کفایت اللہ صاحب کی ہے دیکھئے (خیر الصلوۃ

ص ۱۸) اور انہوں نے اندھی تقلید میں یہ نقل کر دیا ہے۔ ان کے علاوہ عبدالرشید ارشد

دیوبندی نے رسالہ دعا بعد نماز جنازہ نہیں ص ۳۷ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ لاہور میں اور عزیز علی

شاہ دیوبندی نے رسالہ تحقیق الدعا بعد صلوۃ الجنازہ ص ۵۵ میں اس جملہ کو شیر مادر سمجھ کر ہضم

کر گئے ہیں۔ تف ہے اس علمی خیانت اور بددیانتی پر۔

گکھڑوی صاحب نے دو اشعار لکھے ہیں جو اس پر فٹ آ رہے ہیں۔

غیر کی آنکھوں کا تنکا تجھ کو آتا ہے نظر — دیکھ اپنی آنکھ کا غافل ذرا شہتیر بھی

دلیل نمبر ۴۷ تا ۵۱

علامہ الفاضل الکامل الشیخ اسمٰعیل حقی حنفی متوفی ۱۱۳۷ھ سورۃ الاحزاب پارہ ۲۲ آیت نمبر ۵۶

کے تحت لکھتے ہیں۔

قال القهستانی فی شرحه الکبیر نقلا عن کنز العباد اعلم انه یستحب عند سماع الاولی من الشهادة الثانیة صلی الله علیک یارسول الله و عند سماع الثانیة قرة عینی بک یارسول الله ثم یقال اللهم متعنی بالسمع و البصر بعد وضع ظفری الابهامین علی العینین فانه ﷺ یکون قائدا له الی الجنة.

ترجمہ:...... علامہ امام قہستانی شرح الکبیر میں کنز العباد سے نقل کر کے فرماتے ہیں۔

جان لو بلاشبہ اذان کی پہلی شہادت کے وقت سننے پر صلی الله علیک یا

رسول اللہ اور دوسری شہادت کے وقت قرۃ عینی بک یا رسول اللہ کہنا مستحب ہے پھر انگوٹھوں کے ناخن چوم کر اپنی آنکھوں پر رکھے اور کہے اللھم متعنی بالسمع والبصر تو حضور ﷺ ایسا کرنے والے کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔

(تفسیر روح البیان ج ۷ ص ۲۲۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

یہی علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

در محیط آوردہ کہ پیغمبر ﷺ بمسجد درآمد و نزدیک ستون بنشست وصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربرابر آنحضرت نشستہ بود بلال رضی اللہ عنہ برخاست و باذان اشتغال فرمود چوں گفت اشہدان محمد رسول اللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہر دو ناخن ابہامین خود رابر ہر دو چشم خود نہادہ گفت قرۃ عینی بک یارسول اللہ چوں بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فارغ شد حضرت رسول اللہ ﷺ فرمودہ کہ یا ابا بکر ہر کہ بکند ایں چنیں کہ تو کردی خدائے بیامرزد گناہان جدید اوا قدیم۔ اگر بعمد بودہ باشد اگر بخطا۔

ترجمہ:..... محیط میں ہے کہ حضور ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور مسجد کے ستون کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور علیہ اسلام کے سامنے بیٹھے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اٹھے اور اذان پڑھنا شروع کی۔ جب کہا اشھدان محمدا رسول اللہ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دونوں انگوٹھوں کے ناخن چوم کر اپنی دونوں آنکھوں پر رکھ کر کہا۔ قرۃ عینی بک یا رسول اللہ۔ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان سے فارغ ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا:

اے ابوبکر! میرا نام سن کر جو کوئی تمہاری طرح انگوٹھے چومے گا اور آنکھوں سے لگائے گا اللہ تعالیٰ اس کے نئے اور پرانے تمام گناہ بخش دے گا اگرچہ عمداً کیا خطاء"

(تفسیر روح البیان ج ۷ ص ۲۲۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

یہی علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ امام ابو طالب محمد بن علی کی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب قوت القلوب سے نقل کرتے ہیں کہ۔

حضرت شیخ امام ابو طالب محمد بن علی مکی رفع اللہ درجاتہ در قوت القلوب روایت کردہ از ابن عیینہ رحمۃ اللہ کہ حضرت پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام بمسجد درآمد در دہ محرم وبعد از آنکہ نماز جمعہ ادا فرمودہ بود نزدیک اسطوانہ قرار گرفت وابوبکر رضی اللہ عنہ، بظہر ابہامین چشم خود را مسح کرد وگفت قرۃ عینی بک یا رسول اللہ وچوں بلال رضی اللہ عنہ، از اذان فراغتی روئے نمود حضرت رسول اللہ ﷺ فرمودہ کہ اے ابا بکر ہر کہ بگوید آنچہ تو گفتی از روئے شوق بلقائے من وبکند آنچہ۔ تو کردی خدائے درگذرد گناہان وی آنچہ۔ باشد نو وکہنہ خونہاں وآشکارا۔

ترجمہ:...... حضرت شیخ امام ابو طالب محمد بن علی کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے درجات کو بلند فرمائے اپنی کتاب قوت القلوب میں فرماتے ہیں۔ کہ ابن عیینہ روایت فرماتے ہیں۔ کہ حضور ﷺ نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے دس محرم کو مسجد میں تشریف فرما ہوئے اور ایک ستون کے نزدیک جلوہ افروز ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو اپنی آنکھوں پر پھیرا۔ اور قرۃ عینی بک یا رسول اللہ کہا۔ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان سے فارغ ہوگئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے ابوبکر جو شخص تمہاری طرح میرا نام سن کر انگوٹھے آنکھوں پر پھیرے اور جو تم نے کہا وہ کہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام نئے اور پرانے ظاہر و باطن سب گناہوں سے درگزر فرمائے گا۔

(تفسیر روح البیان ج ۷ ص ۲۲۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

یہی علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وقصص الانبیاء وغیرھا ان ادم علیہ السلام اشتاق الی لقاء محمد ﷺ حین کان فی الجنۃ فاوحی اللہ تعالیٰ الیہ ھو من صلبک ویظھر

فی اخر الزمان فسئال لقاء محمد ﷺ حین کان فی الجنة فاوحی الله تعالی الیه فجعل الله النور المحمدی فی اصبعه المسبحة من یده الیمنی فسبح ذلک النور فلذلک سمیت تلک الاصبع مسبحة کما فی الروض الفائق او اظهر الله تعالی جمال حبیبه فی صفاء ظفری ابهامیه مثل المرآة فقبل ادم ظفری ابهامیه و مسح علی عینیه فصار اصلا لذریته فلما اخبر جبریل النبی ﷺ بهذاه القصة قال علیه السلام من سمع اسمی فی الاذان فقبل ظفری ابهامیه و مسح علی عینیه لم یعم ابدا.

ترجمہ:...... قصص الانبیاء وغیرہ کتب میں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ اسلام کو جنت میں حضرت محمد ﷺ کی ملاقات کا اشتیاق ہوا تو اللہ تعالی نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ وہ تمھارے صلب سے آخر زمانے میں ظہور فرمائیں گے تو حضرت آدم علیہ اسلام نے آپ کی ملاقات کا سوال کیا تو اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ اسلام کے دائیں ہاتھ کے کلمے کی انگلی میں نور محمدی ﷺ چمکایا تو اس نور نے اللہ تعالی کی تسبیح پڑھی اسی واسطے اس انگلی کا نام کلمے کی انگلی ہوا۔ جیسا کہ روض الفائق میں ہے۔ اور اللہ تعالی نے اپنے حبیب کے جمال محمد ﷺ کو حضرت آدم علیہ اسلام کے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں میں مثل آئینہ کے ظاہر فرمایا تو حضرت آدم علیہ اسلام نے اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں پر پھیرا پس یہ سنت ان کی اولاد میں جاری ہوئی پھر جبریل علیہ اسلام نے حضور ﷺ کو اس کی خبر دی تو آپ نے فرمایا جو شخص اذان میں میرا نام سنے اور اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر اپنی آنکھوں پر ملے۔ تو وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔

(تفسیر روح البیان ج ۷ ص ۲۲۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

یہی علامہ اسمعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ سورۃ حم السجدۃ پارہ ۲۴ آیت نمبر ۳۳ کے تحت لکھتے ہیں۔

و یستحب ان یقول عند سماع الاولی من الشهادة الثانیة صلی الله علیک یا رسول الله و عند سماع الثانیة قرة عینی بک یا رسول الله ثم یقول: اللهم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابهامین علی العینین، کما فی "شرح القهستانی".

ترجمہ:...... پہلی شہادت کے وقت سننے پر صلی اللہ علیک یا رسول اللہ

اور دوسری شہادت کے وقت قرۃ عینی بک یارسول اللہ کہنا مستحب ہے پھر انگوٹھوں کے ناخن چوم کر اپنی آنکھوں پر رکھے اور کہے اللھم متعنی بالسمع والبصر۔

(تفسیر روح البیان ج ۸ ص ۲۲۹ مطبوعہ دارالفکر بیروت)

دلیل نمبر ۵۲

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں۔

یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشهادة صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وعند الثانیة منها قرت عینی بک یارسول اللہ ثم یقول اللھم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابهامین علی العینین فانه علیه اسلام یکون قائدا له الی الجنة کذافی کنز العباد قهستانی ونحوه فی الفتاوی الصوفیه وفی کتب الفردوس من قبل ظفری ابهامیه عند سماع اشهدان محمدا رسول اللہ فی الاذان انا قائده ومدخله فی صفوف الجنة وتمامه فی حواشی البحر للرملی۔

ترجمہ:...... مستحب یہ ہے پہلی بار اشهدان محمداً رسول اللہ سنتے وقت صلی اللہ علیک یا رسول اللہ اور دوسری بار اشهدان محمد أ رسول اللہ سنتے وقت قرة عینی بک یا رسول اللہ کہے پھر دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو دونوں آنکھوں پر رکھ کر اللھم متعنی بالسمع والبصر کہے تو حضور ﷺ اس کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے ایسا ہی کنز العباد امام قہستانی میں، اور اسی طرح فتاوی صوفیہ اور کتاب الفردوس میں ہے کہ جو شخص اذان میں اشهد ان محمد رسول اللہ سنکر اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چومے (اس کے متعلق حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ) میں اس کا قائد ہوں گا۔ اور اس کو جنت کی صفوں میں داخل کروں گا اس کی پوری تشریح اور بحث بحر الرائق کے حواشی رملی میں موجود ہے۔

(ردالمحتار علی درالمختار ج ۱ ص ۲۹۳ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

مفتی محمد فرید دیوبندی لکھتے ہیں۔

شامی (ردالمحتار) فقہی مسائل میں نہایت معتمد کتاب ہے۔ اسکا نہ ماننے والا جاہل یا

متجاہل ہے۔

(فتاوی دیوبند پاکستان المعروف فتاوی فریدیہ ج ۱ ص ۲۰۳ مطبوعہ دارالعلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی)

دلیل نمبر ۵۳

امام شمس الدین محمد الخراسانی القہستانی متوفی ۹۶۲ھ لکھتے ہیں۔

واعلم انه يستحب ان يقال عند سماع الاولى من الشهادة الثانية "صلى الله عليك يارسول الله" وعند الثانية منها "قرة عيني بك يارسول الله" ثم يقال اللهم متعني بالسمع والبصر بعد وضع ظفري الابهامين على العينين فانه ﷺ يكون قاعدا له الى الجنة كذافي كنز العباد.

ترجمہ:...... جان لو بلاشبہ اذان کی پہلی شہادت کے وقت سننے پر صلی اللہ علیک یارسول اللہ اور دوسری شہادت کے وقت قرۃ عینی بک یارسول اللہ کہنا مستحب ہے پھر انگوٹھوں کے ناخن چوم کر اپنی آنکھوں پر رکھے اور کہے اللھم متعنی بالسمع والبصر تو حضور ﷺ ایسا کرنے والے کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔ ایسا ہی کنز العباد میں ہے۔

(جامع الرموز ج ۱ ص ۱۲۵ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

دلیل نمبر ۵۴

علامہ احمد بن محمد طحطاوی متوفی ۱۲۳۱ھ لکھتے ہیں۔

ذكر القهستاني عن كنز العباد انه يستحب ان يقال عند سماع الاولى من الشهادتين للنبي ﷺ "صلى الله عليك يارسول الله" وعند سماع الثانية "قرة عيني بك يارسول الله" اللهم متعني بالسمع والبصر بعد وضع ابهاميه على العينيه، فانه ﷺ يكون قائدا له الى الجنة. وذكره الديلمي في الفردوس، من حديث ابي بكر

الصديق مرفوعا من مسح العينين بباطن انملة السبابتين بعد تقبيلهما عند قول المؤذن: اشهد أن محمدا رسول الله، وقال: اشهد أن محمدا عبده ورسوله، رضيت بالله ربا، وبالاسلام دينا، وبمحمد ﷺ نبيا حلت له شفاعتي)) اه وكذا روى عن الخضر عليه السلام وبمثله يعمل في الفضائل.

ترجمہ:۔۔۔ علامہ قہستانی علیہ الرحمۃ نے کنز العباد سے ذکر کیا ہے کہ اذان کی پہلی شہادت کے وقت سنے پر صلى الله عليك يا رسول الله اور دوسری شہادت کے وقت قرة عيني بك يا رسول الله کہنا مستحب ہے اور پھر انگوٹھوں کے ناخن چوم کر اپنی آنکھوں پر رکھے اور کہے اللهم متعني بالسمع والبصر تو حضور ﷺ جنت میں اس کے قائد ہونگے۔ اس حدیث کو دیلمی نے مسند الفردوس میں حدیث سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ مؤذن سے اشهد ان محمدا رسول الله سن کر انگشتان شہادت کے پورے جانب باطن سے چوم کر آنکھوں پر ملنا اور یہ دعا پڑھنا اشهد ان محمدا عبده ورسوله رضيت بالله ربا و بالاسلام دينا وبمحمد ﷺ نبيا تو اس کو میری شفاعت لازمی ہوگی۔ اور اسی طرح حضرت خضر علیہ اسلام سے بھی روایت کیا گیا ہے اور فضائل اعمال میں ان احادیث پر عمل کیا جاتا ہے۔

(حاشیہ طحطاوی علی المراقی الفلاح ص ۱۲۵ مطبوعہ مکتبہ انصاریہ کابل افغانستان)

دلیل نمبر ۵۵

علامہ شیخ مسعود ابن محمود بن یوسف سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

روى عن النبي ﷺ انه قال من سمع اسمي في الاذان ووضع ابهاميه على عينيه فانا طالبه في صفوف القيامة وقائده الى الجنة.

ترجمہ:۔۔۔ حضور ﷺ سے مروی ہے کہ جو شخص ہمارا نام اذان میں سنے اور اپنے انگوٹھے آنکھوں پر رکھے تو ہم اس کو قیامت کی صفوں میں تلاش فرمائیں گے اور اس کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔

(صلوۃ مسعودی ج ۲ باب بست ویکم دربیان بانگ نماز ص ۲۵۰ مطبوعہ

نورانی کتب خانہ پشاور)

دلیل نمبر ٥٦

تفسیر بحر العلوم اور تفسیر ابی طالب مکی میں لکھا ہوا ہے۔

کہ جب سیدنا آدم علیہ اسلام جنت میں تھے سو جناب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ دیدار کے مشتاق ہوئے اللہ جل جلالہ نے آپکی طرف وحی فرمائی کہ (انکا نور) آپکے پشت میں ہے، انکا ظہور زمانہ آخر میں ہوگا سو اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کا نور حضرت آدم علیہ اسلام کے انگشت میں ظاہر فرمایا تو اس نور نے تسبیح پڑھنا شروع کی، دوسری روایت میں ہے کہ اللہ جل جلالہ نے اپنے محبوب ﷺ کے جمال مبارک کا نقشہ سیدنا آدم علیہ اسلام کے ناخنوں میں ظاہر فرمایا تو حضرت آدم علیہ اسلام نے انگوٹھوں کو چوم کر اپنی آنکھوں پر مس کیا، سو آدم علیہ السلام کے لئے یہی ٹھہرا، حضور پر نور ﷺ کو جبریل علیہ السلام نے جب اس واقعہ کی خبر دی، تو حضور پر نور ﷺ نے فرمایا جو شخص (بوقت اذان) میرا نام سن کر انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر ملے گا وہ کبھی نابینا نہ ہوگا۔

(تفسیر ابی طالب مکی بحوالہ المقاصد السنیہ مفتی شائستہ گل)

دلیل نمبر ٥٧

شیخ الاسلام رئیس علماء سندھ حضرت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں۔

وضع الابهامين على العينين في الاذان عند قوله اشهد ان محمدا رسول الله سنة كذا في المضمرات.

ترجمہ:.....اذان میں اشهد ان محمدا رسول الله کے سننے پر دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو آنکھوں پر رکھنا سنت ہے۔

(بیاض محمد ہاشم ج ۱ ص ۲۵۱ قلمی)

دلیل نمبر ٥٨

یہی حضرت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی رحمۃ اللہ علیہ دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

واعلم انه يستحب ان يقال عند سماع الاولى من الشهادة

الثانية صلى الله عليک يارسول الله وعند سماع الثانية منها قرة عيني بک يارسول الله ثم يقال اللهم متعني بالسمع والبصر بعد وضع ظفر الابهامين على العينين فانه صلى عليه وسلم يكون له قائد الى الجنة جامع الرموز.

ترجمہ:...... جان لو بلاشبہ اذان کی پہلی شہادت کے وقت سننے پر صلی اللہ علیک یا رسول اللہ اور دوسری شہادت کے وقت قرۃ عینی بک یارسول اللہ کہنا مستحب ہے پھر انگوٹھوں کے ناخن چوم کر اپنی آنکھوں پر رکھے اور کہے اللھم متعنی بالسمع والبصر تو حضور ﷺ ایسا کرنے والے کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔ جامع الرموز۔

(بیاض محمد ہاشم ج ۳ ص ۱۰۰ قلمی)

نیز لکھتے ہیں۔

فی المنهاجية و كنز العباد من صلوة النخشي في الحديث من سمع اسمي في الاذان ووضع ابهاميه على عينيه فانا طالبه في صفوف القيامة وقائده الى الجنة في مقدمة الصلوة.

چوں نام نبی اندروں اذان بشنود، دوابہام بوسیدہ بر دیدہ نہد،

في قصص الانبياء و مونس الابرار ان ادم عليه السلام اشتاق الى لقاء محمد ﷺ حين كان في الجنة فاوحى الله تعالى اليه هو من صلبک ويظهر في اخر الزمان فسئال لقاء محمد ﷺ حين كان في الجنة فاوحى الله تعالى اليه فجعل الله النور المحمدي في اصبعه المسبحة من يده اليمنى فسبح ذلک النور فلذلک سميت تلک الاصبع مسبحة كما في الروض الفائق او اظهر الله تعالى جمال حبيبه في صفاء ظفري ابهاميه مثل المرآة فقبل ادم ظفري ابهاميه و مسح على عينيه فصار اصلا لذريته فلما اخبر جبريل النبي ﷺ بهذاه القصة قال عليه السلام من سمع اسمي في الاذان فقبل ظفري ابهاميه ومسح على عينيه لم يعم ابدا.

ترجمہ:...... منہاجیہ اور کنز العباد میں صلوۃ نخشی سے ہے کہ حدیث میں ہے جو شخص ہمارا نام اذان میں سنے اور اپنے انگوٹھے آنکھوں پر رکھے تو ہم اس کو قیامت کی صفوں میں تلاش

فرمائیں گے اور اس کو اپنے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔ مقدمۃ الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کا نام اذان میں سنے تو دونوں انگوٹھے آنکھوں پر لگائے۔

قصص الانبیاء اور مونس الابرار میں ہے جب حضرت آدم علیہ اسلام کہ جنت میں حضرت محمد ﷺ کی ملاقات کا اشتیاق ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ وہ تمہارے صلب سے آخر زمانے میں ظہور فرمائیں گے تو حضرت آدم علیہ اسلام نے آپ کی ملاقات کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ اسلام کے دائیں ہاتھ کے کلمے کی انگلی میں نور محمدی ﷺ چمکایا تو اس نور نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھی اسی واسطے اس انگلی کا نام کلمے کی انگلی ہوا۔ جیسا کہ روض الفائق میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے جمال محمد ﷺ کو حضرت آدم علیہ اسلام کے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں میں مثل آئینہ کے ظاہر فرمایا تو حضرت آدم علیہ اسلام نے اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں پر پھیرا پس یہ سنت ان کی اولاد میں جاری ہوئی پھر جبریل علیہ اسلام نے حضور ﷺ کو اس کی خبر دی تو آپ نے فرمایا جو شخص اذان میں میرا نام سنے اور اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر اپنی آنکھوں پر ملے۔ تو وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔

(بیاض محمد ہاشم ج ۲ ص ۱۰۰ قلمی)

دلیل نمبر ۵۹

خزانۃ الروایات میں ہے۔

چوں نام نبی ﷺ اندروں اذان بشنود، دوابہام بوسیدہ بر دیدہ نہد،

ترجمہ:.....(جب مؤذن اشھد ان محمد رسول اللہ کہے) تو سننے والا انگوٹھوں کو بوسہ دے کر آنکھوں پر رکھے۔

(خزانۃ الروایات بحوالہ المقاصد السنیہ مفتی شائستہ گل)

دلیل نمبر ۶۰

علامہ محمد تجریم مالکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

قال رسول اللہ ﷺ من مسح بیدہ اسم محمد ثم قبل یدہ بشفتیہ ثم مسح علی عینیہ یری ربہ بما یراہ الصالحون وینال وشفاعتی ولو کان عاصیا۔

ترجمہ:..... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے ہاتھ سے اسم محمد کو چھوا پھر اپنے ہونٹوں سے اپنے ہاتھ کو چوما پھر اپنی آنکھوں پر ملا۔ تو اللہ تعالیٰ کی زیارت کرے گا۔ جیسے صالحین کی زیارت کرتا ہے۔ اور میری شفاعت اس کے قریب ہوگی۔ اگرچہ وہ گنہگار ہو۔

(النوافح العطریہ ص ۵۱ مطبوعہ مصر)

دلیل نمبر ۶۱

علامہ عبدالحلیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وحکی ان ابا بکر ن الصدیق رضی اللہ عنہ استمع الاذان قبل ظفرا بھامیہ فمسح بھما عینیہ قال لہ رسول اللہ ﷺ لای شیئ فعلت ھذا قال تمینا باسمک الکریم قال علیہ اسلام حسنتہ فمن عمل بہ فقد امن من الرمد صرح بہ فی شرح الوقایۃ للمحشی شیخ زادہ نقلا عن ابن الشیخ الوفاء۔

ترجمہ:..... اور بیان کیا گیا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اذان سنی اور دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوما اور دونوں انگوٹھوں کو اپنی دونوں آنکھوں پر ملا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر تم نے یہ کیوں کیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا حضور آپ کے اسم کریم کی برکت حاصل کرنے کے لئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اچھا کام ہے پھر جس شخص نے اس پر عمل کیا تو ضرور آنکھ کی تکلیف سے وہ بے خوف ہوا۔

(حاشیۃ الدرر علی الغرر ص ۵۰۔۵۱ بالمطبعۃ العثمانیۃ مصر)

دلیل نمبر۶۲

فتاویٰ جامع الفوائد میں ہے۔

وابہام نہادن بر دو چشم سنت ست وقت گفتن اشہد ان محمدا رسول اللہ۔

ترجمہ:..... اشهدان محمدا رسول الله کہنے کے وقت انگوٹھے آنکھوں پر رکھنا سنت ہے۔

(فتوی جامع الفوائد ص ۲۶ مطبوعه میر محمد کتب خانه کراچی)

دلیل نمبر۶۳

نیز دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

في الحديث من سمع اسمي في الاذان ووضع ابهاميه على عينيه فانا طالبه في صفوف القيامة وقائده الى الجنة في مقدمنه الصلوة.

چون نام نبی ﷺ اندرون آذان بشنود ظفری ابہام بوسیدہ بر دو چشم نہد خزانۃ الروایات۔

ترجمہ:..... حدیث میں ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں جس نے اذان سنی اور دونوں انگوٹھوں کو چوم کر اپنی آنکھوں پر مسح کیے، میں قیامت کے دن اسے صفوں میں تلاش کروں گا اور جنت میں داخل کروں گا۔ اذان میں جب حضور ﷺ کا نام سنے تو سننے والا اپنے دونوں انگوٹھوں کو چوم کر دونوں آنکھوں پر رکھے۔

(فتوی جامع الفوائد ص ۲۶ مطبوعه میر محمد کتب خانه کراچی)

دلیل نمبر۶۴

علامہ مخدوم عبدالواحد السیوستانی سندھی متوفی ۱۲۲۴ھ لکھتے ہیں۔

وضع الابهامين على العينين في الاذان عند قوله اشهد ان محمدا رسول الله سنة كذا في المضمرات.

ترجمہ:...... اذان میں اشهد ان محمدا رسول الله کے سننے پر دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو آنکھوں پر رکھنا سنت ہے۔
(فتاوی واحدی ج ۱ ص ۵ ،مطبوعہ مکتبہ حقانیہ کانسی روڈ حاجی غیبی چوک کوئٹہ)

دلیل نمبر ۶۵

مالکی مذہب کی مشہور کتاب ''كفاية الطالب الرباني لرسالة ابن ابی زيد القيرواني'' میں ہے۔

فائده: نقل صاحب الفردوس انّ الصديق رضى الله عنه انه لما سمع قول المؤذن أشهد ان محمداً رسول الله قال ذلک وقبل باطن الانملة السبابتين ومسح عينيه فقال ﷺ من فعل مثل خليلي فقد حلّت عليه شفاعتي. قال الحافظ السخاوی ولم يصح ثم نقل عن الخضر انه عليه الصلوة والسلام قال من قال حين يسمع قول المؤذن اشهد ان محمدا رسول الله، مرحبا بحبيبي وقرة عيني محمد بن عبد الله ﷺ، ثم يقبل ابهاميه ويجعلهما على عينيه لم يعم ولم يرمد ابدا۔

ترجمہ:...... اس حدیث کو دیلمی نے مسند الفردوس میں حدیث سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب انہوں نے مؤذن کو اشهد انّ محمداً رسول الله کہتے سنا تو یہ دعا پڑھی اور دونوں کلمے کی انگلیوں کے پورے جانب زیریں سے چوم کر آنکھوں سے لگائے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا جو ایسا کرے جیسا کہ میرے پیارے نے کیا، اس پر میری شفاعت حلال ہوگئی۔ اور یہ حدیث اس درجہ کو نہ پہنچی، جسے محدثین اپنی اصطلاح میں درجہ صحت کا نام رکھتے ہیں جو شخص مؤذن کو یہ کہتے ہوئے سنے اشهد ان محمدا رسول اللہ تو کہے مرحبا بحبيبي وقرة عيني محمد بن عبد الله ﷺ کہے پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں۔
(كفاية الطالب الرباني لرسالة ابن ابی زيد القيرواني ج ۱ ص ۱۶۹ مطبوعہ مصر بحوالہ نہج السلامہ)

دلیل نمبر ٦٦

علامہ الشیخ علی الصعیدی العدوی اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔

(قولہ ثم یقبل الخ) لم یبین موضع التقبیل من الابهامین. الا انه نقل عن الشیخ العالم المفسر نور الدین الخراسانی قال بعضهم لقیته وقت الاذان فلما سمع المؤذن یقول اشهد ان محمدا رسول الله قبل ابهامی نفسه ومسح بالظفرین اجفان عینیه من الماق الی ناحیة الصدغ ثم فعل ذلک عند کل تشهد مرة فسألته عن ذلک فقال کنت افعله ثم ترکته فمرضت عینای فرأیته ﷺ مناما فقال لما ترکت مسح عینیک عند الاذان ان اردت ان تبرء عیناک فعد فی المسح فاستیقظت ومسحت فبرءت ولم یعاود فی مرضها الی الان.

ترجمہ:...... مصنف نے انگوٹھے چومنے کی جگہ نہ بیان کی لیکن شیخ علامہ مفسر نور الدین خراسانی سے منقول ہے کہ بعض لوگ ان کو اذان کے وقت ملے جب انہوں نے مؤذن کو اشہد ان محمداً رسول اللہ کہتے ہوئے سنا تو انہوں نے اپنے انگوٹھے چومے اور ناخنوں کو اپنی آنکھوں کی پلکوں پر آنکھوں کے کونے سے لگایا اور کنپٹی کے کونے تک پہنچایا۔ پھر ہر شہادت کے وقت ایک ایک بار کیا میں نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو کہنے لگے کہ میں پہلے انگوٹھے چوما کرتا تھا۔ پھر چھوڑ دیا۔ پس میری آنکھیں بیمار ہو گئیں۔ پس میں نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ نے مجھے فرمایا کہ تم نے اذان کے وقت انگوٹھے آنکھوں سے لگانا کیوں چھوڑ دیے؟ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری آنکھیں اچھی ہو جائیں تو پھر یہ انگوٹھے آنکھوں سے لگانا شروع کر دو۔ پس بیدار ہوا اور یہ مسح شروع کیا مجھ کو آرام ہو گیا۔ اور پھر اب تک وہ مرض نہ لوٹا۔

(نهج السلامه فی حکم تقبیل الابهامین فی الاقامه ص ۲ مطبوعه گنج شکر اکیڈمی لاهور)

دلیل نمبر ۶۷

شیخ المشائخ، رئیس المحققین مولانا جمال الدین عبداللہ بن عمر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاوی میں فرماتے ہیں۔

سئلت عن تقبیل الابہامین ووضعہما علی العینین عند ذکر اسمہ ﷺ فی الاذان، ہل ہو جائز ام لا، اجبت بمانصہ نعم تقبیل الابہامین ووضعہما علی العینین عند ذکر اسمہ ﷺ فی الاذان جائز، بل ہو مستحب صرح بہ مشایخنا فی غیر ما کتاب.

ترجمہ:...... یعنی مجھ سے سوال ہوا کہ اذان میں حضور ﷺ کا ذکر شریف سن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں پر رکھنا جائز ہے یا نہیں، میں نے ان لفظوں سے جواب دیا کہ ہاں اذان میں حضور والا ﷺ کا نام پاک سن کر انگوٹھے چومنا آنکھوں پر رکھنا جائز ہے بلکہ مستحب ہے ہمارے مشائخ نے متعدد کتابوں میں اس کی تصریح فرمائی۔

(فتاوی جمال بن عبداللہ عمر مکی بحوالہ فتاوی رضویہ جدید ج ۵ ص ۴۳۶ مطبوعہ لاہور)

دلیل نمبر ۶۸

امام سید ابی بکر المشہور بالسید البکری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وفی الشنوانی مانصہ من قال حین یسمع قول المؤذن اشہدان محمد رسول اللہ مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبداللہ ﷺ ثم یقبل ابہامیہ ویجعلہما علی عینیہ لم یعم ولم یرمد ابدا.

ترجمہ:...... جو شخص مؤذن کو یہ کہتے ہوئے سنے اشہد ان محمدا رسول اللہ تو کہے مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللہ ﷺ کہے پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں۔

(اعانۃ الطالبین علی فتح المعین ج ۱ ص ۲۴۲ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

دلیل نمبر ۶۹

پیر شریعت پیر طریقت شیخ الاسلام عبداللہ المعروف اخون درویزہ ننگرہاری متوفی ۱۰۴۸ھ لکھتے ہیں۔

''وچوں اشہدان محمد رسول اللہ گوید۔ سامع ہر دو انگشت ابہام را بر ہر دو چشم بنہد یعنی ناخن ایشان دیدہ بر وار دو دان ناخن نظر کند حق تعالی چہار ہزار گناہ کبیرہ او را عفو کند

ترجمہ:.....جب اشہدان محمد رسول اللہ کہا جائے تو سننے والا اپنے دونوں انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر رکھے یعنی ناخنوں کو دیکھے اللہ تعالی چار ہزار گناہ کبیرہ اس کا معاف فرمائے گا''

(ارشاد الطالبین ص ۳۲۸ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور)

دلیل نمبر ۷۰

یہی شیخ الاسلام عبداللہ المعروف اخون درویزہ ننگرہاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

''ودر قرآن خوانی مسطور است کہ این انگشت نہادن سنت است ترک نہ کنی تو آن کہ مرد و ہر کہ ببوسد ہے آید در عرصہ عرصات حضرت رسالت پناہ ﷺ او را چنان طلب کند کہ کسی گم شدہ خود را بطلبد و گوید قرۃ عینی ویک سیدی ومولائی ویا این گوید صدق رسول اللہ''

ترجمہ:.....قرآن خوانی میں لکھا ہے کہ یہ انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر رکھنا نہیں چھوڑنا چاہئے حضور ﷺ اس کو قیامت کے دن اس طرح طلب کرے گا کہ جس طرح کسی سے کوئی گم ہو جائے اور اس کو تلاش کرتا رہے۔ اور کہے اے میرے آنکھوں کی ٹھنڈک یا یہ کہے صدق رسول اللہ۔

(ارشاد الطالبین ص ۳۲۸ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور)

مزید لکھتے ہیں۔

"وبعضی گفتہ اند کہ سنت باباآدم است کہ روئے آرزوے کرد کہ اگر جمال محمد آخر الزمان میدید مے چہ خوش بودے فرمان حضرت عزت شد کہ بر ہر دو ناخن نظر کن چوں نظر نمود جمال جہاں آرائے حضرت دران دید ناخن راہا بر چشم نہاد وگفت صدق رسول اللہ قرۃ عینی بک سیدی ومولائی"

ترجمہ:......اور بعض نے کہا ہے کہ یہ سنت بابا آدم علیہ السلام ہے کہ ایک دن اس نے تمنا کی کہ اگر جمال محمد آخرزمان دیکھ لیتا کیا اچھا ہوتا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ اپنے دونوں ناخنوں کو دیکھو جب حضور ﷺ کا جمال مبارک اس میں دیکھا تو ان ناخنوں کو آنکھوں پر رکھا اور کہا صدق رسول اللہ قرۃ عینی بک سیدی ومولانی۔

(ارشاد الطالبین ص ۳۲۹ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور)

مولوی عبدالبصیر نعمانی دیوبندی حضرت اخون درویزہ بابا رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

اخون درویزہ بابا دخپل وخت عالم عابد زاھد متقی مجاھد دکشف وکرامت خاوند دعلم وعرفان خلاندہ ستورے وو۔

ترجمہ:......اخون درویزہ بابا اپنے وقت کے عالم، عابد، زاہد، متقی، مجاہد، صاحب کشف وکرامت اور علم وعرفان کے روشن ستارے تھے۔

(خزینۃ الاولیاء ص ۱۱۳ مطبوعہ مکتبہ حنفیۃ مینگورہ سوات)

دلیل نمبر ۱۷

حضرت خواجہ احمد حسین حیدر آبادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

کہ آپ (یعنی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) جس وقت اذان سنتے اس کا جواب دیتے جب (مؤذن سے) اذان میں حضور ﷺ کا نام مبارک سنتے تو دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھتے۔

(جواھر مجددیہ ص ۵۲)

دلیل نمبر ۲۷

رئیس العلماء حضرت علامہ محمد عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ مفتی ممالک سندھ متوفی ۱۳۳۶ھ لکھتے ہیں۔

سوال تقبیل ابہامین بوقت اشہدان محمدا رسول اللہ دراذان چہ حکم دارد؟

جواب مستحب است قال فی ردالمحتار فی باب الاذان یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشہادۃ صلی اللہ علیک یارسول اللہ وعند الثانیۃ منہا قرت عینی بک یارسول اللہ ثم یقول اللہم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابہامین علی العینین فانہ علیہ السلام یکون قائدا لہ الی الجنۃ کذافی کنز العباد قہستانی ونحوہ فی الفتاوی الصوفیہ وفی کتاب الفردوس من قبل ظفری ابہامیہ عند سماع اشہدان محمدا رسول اللہ فی الاذان انا قائدہ ومدخلہ فی صفوف الجنۃ وتمامہ فی حواشی البحر للرملی عن المقاصد الحسنۃ للسخاوی وذکر ذلک الجراحی واطال ثم قال ولم یصح فی المرفوع من ہذا شیئی انتہی اقول عدم وجدان الصحیح لایستلزم عدم وجود حدیث مطلقا ولو ضعیفا فان الفقہاء متفقون علی انہ یجوز العمل بالضعیف فی فضائل الاعمال وقد ثبت ہذا عن بعض المشائخ ایضا ہذا ما ظہرلی فی ہذا الباب واللہ اعلم بالصواب. حررہ الفقیر عبدالغفور ہمایونی.

ترجمہ:...... مستحب ہے ردالمحتار باب الاذان میں (علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا ہے مستحب یہ ہے پہلی بار اشہد ان محمداً رسول اللہ سنتے وقت صلی اللہ علیک یا رسول اللہ اور دوسری بار اشہدان محمد أ رسول اللہ سنتے وقت قرۃ عینی بک یا رسول اللہ کہے پھر دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو

دونوں آنکھوں پر رکھ کر اللھم متعنی بالسمع والبصر کہے تو حضور ﷺ اس کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے ایسا ہی کنز العباد امام قہستانی میں، اور اسی طرح فتاوی صوفیہ اور کتاب الفردوس میں ہے کہ جو شخص اذان میں اشھد ان محمد رسول اللہ سنکر اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چومے (اس کے متعلق حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ) میں اس کا قائد ہوں گا۔ اور اس کو جنت کی صفوں میں داخل کروں گا اس کی پوری تشریح اور بحث، بحر الرائق کے حواشی رملی امام سخاوی کے مقاصد حسنہ کے حوالے سے موجود ہے۔ علامہ جراحی نے اس کو مفصل ذکر کیا اور کہا کہ اس بارے میں مرفوع روایت نہیں ہے۔

میں کہتا ہوں: صحیح حدیث کی نہ موجودگی سے یہ لازم نہیں آتا کہ مطلق حدیث ہی موجود نہیں اگرچہ ضعیف ہو، کیونکہ فقہاء سب کے سب متفق ہیں اس بات پر کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز ہے اور یہ بعض مشائخ سے بھی ثابت ہے اس باب میں مجھ پر یہ تحقیق کشف (ظاہر) ہوئی ہے۔

(فتاوی ھمایونی ج ۱ ص ۳۲ مطبوعہ گڑھی یاسین ضلع سکھر سندھ)

دلیل نمبر ۲۳

یہی محمد عبد الغفور رحمۃ اللہ علیہ دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

سوال اگر کسی وقت اذان در وقت شہادۃ ناخن انگشتان را بوسہ دہد جائز است یا نہ؟

جواب جواز است (رد المحتار کی عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں) اگرچہ مرفوعیت این حدیث ثابت نشدہ است مگر بطریق موقوفیت از صحابہ وسلف منقول است بطریق صحیحہ حتی کہ از صدیق اکبر ہم منقول است وقد قال علیہ الصلوۃ والسلام علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین پس کسانیکہ در این فعل طعن میکنند عدم ورود حدیث مرفوع صحیح پس این طعن بر اوشاں

مردود است انتہی۔

ترجمہ:.....سوال:۔اذان میں کلمہ شہادۃ کے وقت انگوٹھے چومنا جائز ہے یا نا جائز؟

جواب:۔ جائز ہے۔(ردالمختار کی عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں) اگر چہ اس حدیث کی مرفوعیت ثابت نہیں ہے لیکن موقوف کے طرقہ پر صحابہ اور سلف سے منقول ہے یہاں تک کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے حالانکہ آپ ﷺ نے فرمایا تم پر میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے۔پس جو لوگ اس فعل پر اس وجہ سے طعن کرتے ہیں کہ اس بارے میں کوئی حدیث نہیں تو اس کا قول مردود ہے۔

(فتاوی ھمایونی ج ۱ ص ۲۰۷ مطبوعہ گڑھی یاسین ضلع سکھر سندھ)

دلیل نمبر ۷۴

حضرت علامہ مخدوم محمد حیات سندھی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

کہ وقت شنیدم نام مبارک حضرت ﷺ درآذان ہر دو ابہام بر چشمان نہادن مباح و فضیلت و سبب عدم نابینائی چشماں بل مستحب است و باعث محبت ﷺ کما صرح فی جامع الرموز کنز العباد الخ۔

ترجمہ:.....اذان میں آپ ﷺ کے نام سننے کے وقت دونوں انگوٹھوں کو آنکھوں پر رکھنا مباح ہے اس وجہ سے کہ آنکھوں کی بینائی برقرار رہے اور باعث محبت مستحب ہے۔

(تحریرات مخدوم محمد حیات ص مخطوطات)

دلیل نمبر ۷۵

امام اہلسنت مجدد دین وملت شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اذان میں نام اقدس حضور سید عالم ﷺ سن کر ناخن چوم کر آنکھوں سے لگانے کو علماء نے مستحب فرمایا۔ ردالمختار میں ہے۔

يستحب ان يقال عند سماع الاولى من الشهادة صلى الله عليك يا رسول الله وعند الثانية منها قرت عيني بك يارسول الله ثم يقول اللهم متعني بالسمع والبصر بعد وضع ظفرى الابهامين على العينين فانه ﷺ يكون قائدا له الى الجنة كذافى كنز العباد قهستانی ونحوه فى الفتاوى الصوفيه.

یعنی مستحب ہے کہ جب اذان میں پہلی بار اشهدان محمداً رسول الله سنے کہے صلى الله عليك يا رسول الله اور جب دوبارہ سنے قرت عينى بك يارسول الله" میری آنکھ حضور سے ٹھنڈی ہوئی پھر کہے اللهم متعنى بالسمع والبصر مجھے شنوائی اور بینائی سے بہرہ مند فرما اور یہ انگوٹھوں کے ناخن آنکھوں پر رکھنے کے بعد ہو نبی اپنی رکاب اقدس میں اسے جنت میں لے جائیں گے۔ ایسا ہی کنز العباد میں ہے یہ مضمون جامع الرموز علامہ قہستانی کا ہے اور اسی کے مانند فتاویٰ صوفیہ میں ہے۔

(احکام شریعت ص ۶۶ ـ ۶۷ مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور)

دلیل نمبر ۶۷

فقیہ اعظم مفتی امجد علی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

مسئلہ: جب مؤذن "اشهد ان محمداً رسول الله" کہے تو سننے والا درود شریف پڑھے اور مستحب ہے کہ انگوٹھوں کو بوسہ دے کر آنکھوں سے لگالے اور کہے "قرة عينى بك يارسول الله" اللهم متعنى بالسمع والبصر.

(ردالمحتار)

(بہار شریعت ج ا حصہ سوم ص ۲۳ مطبوعہ مشتاق بک کا اردو بازار لاہور)

دلیل نمبر ۷۷

یہی فقیہ اعظم مفتی امجد علی رحمۃ اللہ علیہ اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں۔

اذان میں نام اقدس سن کر انگوٹھے چومنا مستحب ہے، ردالمحتار میں ہے۔

یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشهادة صلی الله علیک یا رسول الله وعند الثانیة منها قرت عینی بک یارسول الله ثم یقول اللهم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابهامین علی العینین فانه علیه اسلام یکون قائدا له الی الجنة كذافی كنزالعباد قهستانی ونحوه فی الفتاوی الصوفیه وفی كتب الفردوس من قبل ظفری ابهامیه عند سماع اشهدان محمدا رسول الله فی الاذان انا قائده ومدخله فی صفوف الجنة. والله تعالی اعلم.

(فتاوی امجدیه ج ۲ ص ۱۲۸، ۱۲۹ مطبوعه مکتبه رضویه کراچی)

دلیل نمبر ۷۸

فقیہ المحدث العلامہ وصی احمد السورتی متوفی ۱۳۳۴ھ لکھتے ہیں۔

و یستحب ایضا ان یقال عند سماع الاولی من الشهادة الثانیة صلی الله علیک یا رسول الله وعندسماع الثانیة منها قرت عینی بک یارسول الله ثم یقول اللهم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابهامین علی العینین فانه ﷺ یکون قائدا له الی الجنة كذافی كنزالعباد

ترجمہ:...... مستحب یہ ہے پہلی بار اشهد ان محمداً رسول الله سنتے وقت صلی الله علیک یا رسول الله اور دوسری بار اشهد ان محمداً رسول الله سنتے وقت قرة عینی بک یا رسول الله کہے پھر دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو دونوں آنکھوں پر رکھ کر اللهم متعنی بالسمع والبصر کہے تو حضور ﷺ اس کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے ایسا ہی کنز العباد ہے۔

(التعليق المجلی لما فی منية المصلی ص ۲۱۶ مطبوعه ضیاء القرآن پبلیشرز لاهور)

دلیل نمبر۷۹

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا دونوں انگوٹھوں کو چومنا

ایک دن آذان شام میں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے شہادۃ ثانیہ میں اشھد ان محمدا رسول اللہ پر دونوں انگوٹھوں کو بوسہ دیا میں نے عرض کیا قبلہ عالم وجہ تخصیص تقبیل الابہامین کی شہادت ثانیہ میں کیا۔ فرمایا شامی اور روح البیان میں اسی طرح آیا ہے۔

(ملفوظات مہریہ ص۷۵ بحوالہ درود وسلام اور اذان)

دلیل نمبر۸۰

مفتی نظام الدین قادری ملتانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

سوال۔ اذان میں بوقت سننے کلمہ اشھد ان محمدا رسول اللہ کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں پر رکھنا جائز ہے یا نہیں۔

جواب۔ بیشک نزدیک اہل سنت والجماعت ناخنوں کا چومنا ایسے موقعہ میں سنت ہے چنانچہ شرح برزخ بحوالہ فتاوی مضمرات وحاشیہ ورد المحتار وکتاب الاذکار المنتخب الابرار وبروایت دیلمی فی الفردوس حدیث مذکور ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مؤذن سے کلمہ اشھد ان محمدا رسول اللہ سنا۔ تو دونوں انگشت کو چوم کر آنکھوں پر ملا۔ اور فرمایا حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے جو شخص میرے پیارے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح کرے گا۔ اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگی۔

(سلطان الفقہ المعروف فتاوی نظامیہ ج۱ ص۲۹ مطبوعہ ۱۹۳۲ھ لاہور)

دلیل نمبر ۸۱و۸۲

حضرت علامہ ظاہر شاہ میاں مدظلہ العالی لکھتے ہیں۔

اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِداً وَّمُبَشِّراً وَّنَذِیْراً (۸) لِّتُؤْمِنُوا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ وَتُسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلاً (۹)

(سورۃ فتح پارہ ۲۶ آیت ۸،۹)

وتقبيل الابهامين عند قول المؤذن اشهد ان محمدا رسول الله ووضعه على العينين داخل تحت هذه الاية لان هذا تعظيم لاسم النبي ﷺ قال العلامة الفاضل الكامل الشيخ اسماعيل حقي رحمة الله عليه في روح البيان و في قصص الانبياء وغيرها ان ادم عليه السلام اشتاق الى لقاء محمد ﷺ حين كان في الجنة فاوحى الله تعالى اليه هو من صلبك ويظهر في اخر الزمان فسئال لقاء محمد ﷺ حين كان في الجنة فاوحى الله تعالى اليه فجعل الله النور المحمدي في اصبعه المسبحة من يده اليمنى فسبح ذلك النور فلذلك سميت تلك الاصبع مسبحة كما في الروض الفائق او اظهر الله تعالى جمال حبيبه في صفاء ظفرى ابهاميه مثل المرآة فقبل ادم ظفرى ابهاميه و مسح على عينيه فصار اصلا لذريته فلما اخبر جبريل النبي ﷺ بهذاه القصة قال عليه السلام من سمع اسمى في الاذان فقبل ظفرى ابهاميه ومسح على عينيه لم يعم ابدا۔

ترجمہ:...... قصص الانبیاء وغیرہ کتب میں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ اسلام کو جنت میں حضرت محمد ﷺ کی ملاقات کا اشتیاق ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ وہ تمھارے صلب سے آخر زمانے میں ظہور فرمائیں گے تو حضرت آدم علیہ اسلام نے آپ کی ملاقات کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ اسلام کے دائیں ہاتھ کے کلمے کی انگلی میں نور محمدی ﷺ چمکایا تو اس نور نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھی اسی واسطے اس انگلی کا نام کلمے کی انگلی ہوا۔ جیسا کہ روض الفائق میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے جمال محمد ﷺ کو حضرت آدم علیہ اسلام کے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں میں مثل آئینہ کے ظاہر فرمایا تو حضرت آدم علیہ اسلام نے اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں پر پھیرا پس یہ سنت ان کی اولاد میں جاری ہوئی پھر جبریل علیہ اسلام نے حضور ﷺ کو اس کی خبر دی تو آپ نے فرمایا جو شخص اذان میں میرا نام سنے اور اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر اپنی آنکھوں پر ملے۔ تو وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔

(الصواعق الربانية ص ۸۳،۸۴ مطبوعه المكتبة الغوثيه المحموديه مدين

ضلع سوات) (ضیاء الصدور ص ۲۲،۲۳ مطبوعہ مدین ضلع سوات)

دلیل نمبر ۸۳

حضرت مولانا محمد عبدالغفار حنفی دہلوی لکھتے ہیں۔

اگر کوئی مسلمان وقت غلبۂ حال و جاذبہ کو ذوق و شوق قلبی خارج اذان کے نام مبارک حبیب کبریا () سن کر بوسہ دے تو وہ بھی مستوجب ملامت ومنع نہیں ہوسکتا کیوں کہ یہ عمل بزرگ جو حضرت آدم (علیہ السلام) سے جنت میں واقع ہوا تھا وہ خارج اذان سے تھا''۔

(نورالعینین ص۱۷ مطبوعہ مجتبائی دھلی)

دلیل نمبر ۸۴

حاشیہ تفسیر جلالین میں ہے۔

حضرت شیخ امام ابو طالب محمد بن علی مکی رفع اللہ درجاتہ در قوت القلوب روایت کردہ از ابن عیینہ رحمۃ اللہ کہ حضرت پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام بمسجد درآمد در دہ محرم وبعد از آنکہ نماز جمعہ ادا فرمودہ بود نزدیک اسطوانہ قرار گرفت وابوبکر رضی اللہ عنہ، بظہر ابہامین چشم خود را مسح کرد وگفت قرۃ عینی بک یا رسول اللہ وچوں بلال رضی اللہ عنہ، از اذان فراغتی روئے نمود حضرت رسول اللہ ﷺ فرمودہ کہ اے ابا بکر ہر کہ بگوید آنچہ تو گفتی از روئے شوق بلقائے من وبکند آنچہ تو کردی خدائے درگزارد گناہاں وے را آنچہ باشد نو وکہنہ خطا وعمد ونہاں وآشکارا ودر مضمرات بریں وجہ نقل کردہ۔

ترجمہ:..... حضرت شیخ امام ابو طالب محمد بن علی مکی اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے اپنی کتاب قوت القلوب میں فرماتے ہیں۔ کہ ابن عیینہ روایت فرماتے ہیں۔ کہ حضور ﷺ نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے دس محرم کو مسجد میں تشریف فرما ہوئے اور ایک ستون کے نزدیک جلوہ افروز ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو اپنی آنکھوں پر پھیرا۔ اور قرۃ عینی بک یا رسول اللہ کہا۔ جب حضرت

بلال رضی اللہ عنہ اذان سے فارغ ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے ابوبکر جو شخص تمھاری طرح میرا نام سن کر انگوٹھے آنکھوں پھر پھیرے اور جو تم نے کہا وہ کہے تو اللہ تعالی اس کے تمام نئے اور پرانے ظاہر و باطن سب گناہوں سے درگزر فرمائے گا۔ مضمرات میں اسی طریقہ سے نقل کیا ہے۔

(حاشیہ نمبر ۱۲ تفسیر جلالین ص ۳۵۷ مطبوعہ اصح المطابع کراچی)

اس کے بعد محشی جلالین حدیث تقبیل ابہامین پر جرح قدح کر کے اپنا فیصلہ سناتے ہیں۔ فیکون الحدیث المذکور غیر مرفوع لایستلزم ترک العمل بمضمونہ وقد اصاب القہستانی فی القول باستحبابہ۔

ترجمہ:...... یعنی حدیث تقبیل ابہامین اگرچہ مرفوع نہ ہو تب بھی اس کے مضمون سے ترک استحباب لازم نہیں آتا۔ علامہ قہستانی نے بالکل درست فرمایا ہے کہ یہ عمل مستحب ہے۔

پھر فرمایا:

وکفانا کلام الامام المکی فی کتابہ فانہ شھد الشیخ السھروردی فی عوارف المعارف بوفور علمہ وکثرۃ حفظہ وقوۃ حالہ وقبل جمیع ما وردہ فی کتابہ قوت القلوب۔

ترجمہ:...... یعنی اس تقبیل ابہامین کے مسئلہ میں ہمارے لئے شیخ ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ کا قول مبارک کافی ہے کیونکہ شیخ الشیوخ خواجہ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ نے عوارف المعارف میں خواجہ ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ کے علم کے وافر ہونے اور حال کی قوت اور مضبوط یادداشت کی گواہی دی ہے۔ بلکہ فرمایا کہ جو کچھ امام مکی رحمۃ اللہ علیہ نے قوت القلوب میں درج فرمایا ہے سب حق ہے۔

پھر فرمایا:

ولقد فصلنا الکلام واطنبا ہ لان بعض الناس ینازع فیہ لقلۃ علمہ۔

ترجمہ:...... یعنی اس مسئلہ میں کلام طویل کر دیا۔ اس کی صرف وجہ یہ ہے کہ بعض لوگ کم علمی کی وجہ سے اس مسئلہ میں جھگڑا کرتے ہیں۔

(حاشیہ نمبر ۱۳ تفسیر جلالین ص ۳۵۷ مطبوعہ اصح المطابع کراچی)

مخالفین کی کتب سے ثبوت

دلیل نمبر ۸۵

دیوبندی اور اہل حدیث علماء کے نہایت متفقہ عالم دین عبدالحی لکھنوی متوفی ۱۳۰۴ھ لکھتے ہیں۔

سوال: ناخنہائے ہر دو دست بر چشم نہادن ہنگام شنیدن نام آں سرورکائنات ﷺ در اذان چہ حکم دارد۔

جواب: بعضے فقہا مستحب نوشتہ اند و حدیثی ہم دریں درباب نقل میسازند، مگر صحیح نیست، و درامر مستحب فاعل وتارک ہر دو قابل ملامت وتشنیع نیستند در جامع الرموز می آرد، اعلم انہ یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشہادۃ "صلی اللہ علیک یارسول اللہ" وعند سماع الثانیۃ "قرۃ عینی بک یارسول اللہ" ثم یقال اللہم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابہامین علی العینین فانہ ﷺ یکون قاعدالہ الی الجنۃ کذافی کنز العباد انتہی۔

(خلاصۃ الفتاوی مع مجموعۃ الفتاوی ج ۱ ص ۲۸ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

دلیل نمبر ۸۶

مفتی برکت اللہ لکھنوی دیوبندی اس کے ترجمے میں لکھتے ہیں۔

سوال حضور سرور عالم ﷺ کا نام اذان یا غیر اذان میں سنکر انگوٹھے چومنا کیسا ہے؟

جواب بعض فقہا کے نزدیک مستحب ہے جامع الرموز میں ہے۔ اعلم انہ یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشہادۃ "صلی اللہ علیک

یارسول اللہ" وعند سماع الثانیة "قرة عینی بک یارسول اللہ" ثم یقال اللھم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابھامین علی العینین فانه ﷺ یکون قاعدا له الی الجنة کذا فی کنز العباد۔ جاننا چاہیے کہ (اذان میں) پہلی شہادت کو سُن کر صلی اللہ علیک یارسول اللہ اور دوسری کو سُن کر قرۃ عینی بک یارسول اللہ اور پھر اللھم متعنی بالسمع والبصر کہنا مستحب ہے اس کے بعد دونوں ہاتھوں کے دونوں ناخنوں کو آنکھوں پر رکھے پس آنحضرت ﷺ اس شخص کو جنت میں لیجائیں گے ایسا ہی کنز العباد میں ہے۔

(مجموعة الفتاوی مترجم ج ۱ ص ۱۸۹ مطبوعه ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

دلیل نمبر ۸۷

یہی عبدالحی لکھنوی اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں۔

ومنها ان یقال عند سماع الاولی من الشهادتی الرسالة "صلی اللہ علیک یارسول اللہ" وعند الثانیة منها قرة عینی بک یارسول اللہ ویقال اللھم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابھامین علی العینین فمن فعله کان ﷺ قائده الی الجنة. کذا ذکره فی جامع الرموز و کنز العباد.

ترجمہ:.....اذان کی پہلی شہادت کے وقت سننے پر صلی اللہ علیک یا رسول اللہ اور دوسری شہادت کے وقت قرۃ عینی بک یارسول اللہ کہنا مستحب ہے پھر انگوٹھوں کے ناخن چوم کر اپنی آنکھوں پر رکھے اور کہے اللھم متعنی بالسمع والبصر تو حضور ﷺ ایسا کرنے والے کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔ ایسا ہی جامع الرموز اور کنز العباد میں ہے۔

(السعایه فی کشف مافی شرح الوقایه ج ۲ ص ۳۶ مطبوعه سهیل اکیڈمی اردو بازار لاهور)

دلیل نمبر ۸۸

حمد اللہ جان دیوبندی فاضل مظاہر العلوم سہارن پور لکھتے ہیں۔

یستحب ان یقال عند سماع الاول من الشھادۃ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ، وعند الثانیۃ قرۃ عینی بک یارسول اللہ۔

(البصائر ص ۱۲۳ مطبوعہ اشاعت اسلامیہ کتب خانہ پشاور)

دلیل نمبر ۸۹

حافظ کفایت اللہ الداجوی اس کے پشتو ترجمے میں لکھتے ہیں۔

مستحب دی چی اواو ویئل شی چی پا در ید وداول شھادت کینی چی اشھد ان محمداً رسول اللہ نو داپہ وائی جعلت قرۃ عینی بک یارسول اللہ کرکو لے شوے دے حخ والے دستر گوز ماپہ تا باندی یارسول اللہ۔

ترجمہ:...... مستحب ہے کہ اذان میں پہلی مرتبہ اشھد ان محمداً رسول اللہ ﷺ پر صلی اللہ علیک یارسول اللہ اور دوسری شہادت کے وقت قرۃ عینی بک یارسول اللہ کہے۔

(تسہیل البصائر ص ۲۶۶ ناشر جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی کراچی)

دلیل نمبر ۹۰

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک جن کو پشاور کے دیوبندی دیوبند ثانی اور پاکستان کا دیوبند کہتے ہیں۔

مفتی محمد سردار دیوبندی لکھتے ہیں۔

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ثانی دارالعلوم دیوبند ہے وہی نصاب تعلیم، وہی طرز تعلیم کیونکہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے بانی مبانی حضرت مولانا عبدالحق صاحب قدس سرہ العزیز استاذ الکل دارالعلوم دیوبند کے فاضل بھی تھے اور مدرس بھی اور حضرت مدنی کے تلمیذ خاص بھی، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے قائم ہونے کے بعد اکابرین دیوبند جیسے مولانا

نصیر الدین غور غشتوی، مولانا شمس الحق افغانیؒ، مولانا احمد علی لاہوریؒ، مولانا یوسف بنوریؒ اور مولانا مدنیؒ کے خلف الرشید مولانا اسعد مدنیؒ مدظلہ العالی کا دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ورود ہوتا تھا جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سرزمین پاکستان وافغانستان پر ثانی دارالعلوم دیوبند ہے۔

(پنج پیری حضرات یعنی مماتی ٹولہ دیوبندی نہیں ص ۲۳ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ پشاور)

اسی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے مفتی محمد فرید دیوبندی لکھتے ہیں۔

جامع الرموز، کنز العباد، فتاوی صوفیہ، اور کتاب الفردوس وغیرہ میں اس چومنے کو جائز کہا گیا ہے اور اسی باب میں احادیث مرفوعہ ضعیفہ مروی ہیں پس بعض اوقات بطور احتیاط یہ کام قابل اعتراض نہیں ہے، خصوصاً جبکہ صحت بدنیہ کی بنا پر ہو، البتہ ثواب کی نیت سے یہ اقدام قابل اعتراض ہے خصوصاً جبکہ بطور التزام کے ہو۔ (والتفصیل فی السعایة) وهو الموفق۔

(فتاوی دیوبند پاکستان المعروف فتاوی فریدیہ ج ۲ ص ۱۸۲، ۱۸۳ مطبوعہ دارالعلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی)

دلیل نمبر ۹۱

مفتی محمد وھاب منگلوری اس کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔

قال ابن عابدین: (تتمته) يستحب ان يقال عند سماع الاولى من الشهادة صلى الله عليک يا رسول الله وعند الثانية منها قرت عينى بک يارسول الله ثم يقول اللهم متعنى بالسمع والبصر بعد وضع ظفرى الابهامين على العينين فانه عليه اسلام يكون قائدا له الى الجنة كذافى كنز العباد قهستانى ونحوه فى الفتاوى الصوفيه وفى كتب الفردوس من قبل ظفرى ابهاميه عند سماع اشهدان محمدا رسول الله فى الاذان انا قائده ومدخله فى صفوف الجنة وتمامه فى حواشى البحر للرملى.

ترجمہ:...... مستحب یہ ہے پہلی بار اشھد ان محمداً رسول اللہ سنتے وقت

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ اور دوسری بار اشہدان محمد أ رسول اللہ سنتے وقت قرۃ عینی بک یا رسول اللہ کہے پھر دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو دونوں آنکھوں پر رکھ کر اللھم متعنی بالسمع والبصر کہے تو حضور ﷺ اس کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے ایسا ہی کنز العباد امام قہستانی میں، اور اسی طرح فتاوی صوفیہ اور کتاب الفردوس میں ہے کہ جو شخص اذان میں اشہدان محمد رسول اللہ سنکر اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چومے (اس کے متعلق حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ) میں اس کا قائد ہوں گا۔ اور اس کو جنت کی صفوں میں داخل کروں گا اس کی پوری تشریح اور بحث بحر الرائق کے حواشی رملی میں موجود ہے۔

(ردالمحتار علی درالمختار ج ۱ ص ۲۹۳ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)
(حاشیہ فتاوی دیوبندپاکستان المعروف فتاوی فریدیہ ج ۲ ص ۱۸۲،۱۸۳ مطبوعہ دارالعلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی)

دلیل نمبر ۹۲

یہی مفتی محمد فرید دیوبندی، دوسری کتاب میں لکھتے ہیں

قلت و ورد فی بعض الروایات فی فضل التقبیل انه لا یصیبه الرمد والعمی کما فی المقاصد الحسنته للسخاوی فعلی هذا لو قبل للصحة البدنیة فلاباس.

ترجمہ:...... میں کہتا ہوں بعض روایات میں انگوٹھے چومنے کی فضیلت وارد ہے کہ اس کی وجہ سے آنکھوں میں تکلیف اور اندھاپن نہیں آتا جیسے کہ مقاصد حسنہ میں ہے۔ اس وجہ سے اگر صحت بدن کے لئے کرے تو کوئی حرج نہیں۔

(منهاج السنن ج ۲ ص ۸۷ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور)

دلیل نمبر ۹۳

مفتی عبدالحق دیوبندی لکھتے ہیں۔

سوال۔ اذان کے دوران جب مؤذن اشہدان محمد رسول اللہ پڑھے تو سننے

والوں کے لئے اس وقت انگوٹھے چومنا کیسا ہے۔

جواب۔صرف اذان کے وقت جب اذان ہو رہی ہو تو اشھد ان محمد رسول اللّٰہ کے سننے پر شفاء عینین کے حصول کے لئے بغیر نیت ثواب اور سنت، واجب سمجھنے کے انگوٹھے چومنا جائز ہے۔اگرچہ بعض علماء نے مستحب لکھا ہے، لیکن یاد رہے کہ یہ عمل صرف اذان کے ساتھ خاص ہے دیگر مقامات میں نہیں۔

قال العلامه ابن عابدینؒ: (تحت قوله لو لم يجيبه حتى فراغ لم اره) يستحب ان يقال عند سماع الاولى من الشهادة: صلى الله عليك يارسول الله وعندالثانية منها: قرت عيني بك يارسول الله: ثم يقول اللهم متعني بالسمع و البصر بعد وضع ظفرى الابهامين على العينين فانه عليه اسلام يكون قائد اله الجنة. (ردالمحتار جلد ۱ ص ۳۹۸ باب الاذان) ر، ا

قال العلامه الشيخ السيد احمد الطحطاوى : يستحب ان يقول عند سماع الاولى من الشهادتين للنبىؐ ﷺ صلى الله عليك يارسول الله وعنده سماع الثانية قرت عينى بك يارسول الله اللهم متعنى بالسمع والبصر بعد وضع ابهاميه على عينيه. (طحطاوى حاشيه مراقى الفلاح ص ۱۲۵ باب الاذان) ومثله فى السعاية ج ۲ ص ۱۱۱ باب الاذان.

(فتاوى حقانيه ج ۳ ص ۹۲ مطبوعه جامعه دارالعلوم حقانيه اكوژه خٹک نوشهره پاكستان)

دلیل نمبر۹۴

کفایت اللہ دیوبندی لکھتے ہیں۔

علاج رمد کے ایک عمل سمجھ کر کوئی کرے تو مثل دیگر اعمال کے مباح ہو سکتا ہے۔

(كفايت المفتى ج ۳ ص ۸ مطبوعه مكتبه امداديه ملتان)

دلیل نمبر۹۵

اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔

ایک حدیث میں جو اس کا ثبوت ہے وہ علاجاً ہے نہ کہ ثواباً تو جیسا جھاڑ پھونک موافق

شرع کے درست ہے ایسا ہی کوئی شخص درد چشم کے علاج کے لئے ایسا کرے تو اس کے لئے فی نفسہ درست ہے۔

(اشرف الاحکام ص ۸۲ مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور)

دلیل نمبر ۹۶

یہی اشرف علی تھانوی اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں۔

اگر صحت بدنیہ (حفاظت چشم) کی نیت سے کیا جاوے وہ ایک قسم کی طبی تدبیر ہے وہ فی نفسہ جائز ہے۔

(بوادر النوادر ص ۲۰۹ مطبوعہ ادارہ اسلامیات انار کلی لاہور)

دلیل نمبر ۹۷

حاجی احمد سعید دیوبندی لکھتے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کے بدن میں نور محمدی ایسی روشنی ہوگئی کہ آدم علیہ السلام کا بدن کا ٹکڑا بن گیا فرشتے صفیں باندھ کر حضرت ﷺ کے نور مبارک کی زیارت کو آتے تھے اور اس ہی نور کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو سب چیزوں کا علم دیا اور فرشتوں سے سجدہ کرایا تب حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا الٰہی یہ کس کا نور ہے جو میرے ماتھے میں چمک رہا ہے حکم ہوا کہ اے آدم یہ نور ہمارے پیارے محمد سردار انبیاء کا ہے۔ جو میں اپنے پیارے کو نہ پیدا کرتا تو کسی کو پیدا نہ کرتا حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے انگوٹھے کے ناخن کو دیکھا تو اس میں نور محمدی ﷺ نظر آیا۔ آدم نے چوم کر اس کو آنکھوں سے لگایا اور درود پڑھ کر کہا قرة عینی یا محمد اے محمد تم میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو جب تک نور محمد ﷺ آدم کی پیشانی میں رہا رخ فرشتوں کا آدم علیہ السلام کی طرف تھا اور حضرت آدم کا بڑا ادب کرتے تھے۔

(وعظ سعید ص ۲۳ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

دلیل نمبر ۹۸

عبدالشکور لکھنوی دیوبندی لکھتے ہیں۔

اذان سننے والے کو مستحب ہے کہ پہلی مرتبہ اشہدان محمد رسول اللہ سنے تو یہ بھی کہے صلی اللہ علیک یارسول اللہ اور جب دوسری مرتبہ سنے تو اپنے دونوں ہاتھ کے انگوٹھوں کے ناخنوں کو آنکھ پر رکھ کر کہے قرۃ عینی بک یارسول اللہ اللھم متعنی بالسمع والبصر۔ (جامع الرموز۔ کنزالعباد)

(علم الفقہ حصہ دوم ص ۱۵۹ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

دلیل نمبر ۹۹

محمد عبداللطیف خان لکھتے ہیں۔

چہ میفرمایند علمائے دین و قاضیان شرع متین درین مسئلہ کہ تقبیل ابہامہ درشہادت ثانی اذان چہ حکم دارد۔

ھوالمصوب للجواب تقبیل ابہامہ بوقت شہادت ثانی اذان درشامی وتفسیر روح البیان مذکوراست وحدیث تقبیل ابہامہ اگرچہ ضعیف است مگر درفضائل حدیث ضعیف نیز معتبر میباشد

درروایات آمدہ کہ درعالم ازل حضرت آدم ابوالبشر علیہ السلام را اللہ تعالی بقدرت کاملۂ خود درناخن ابہامہ نام نامی آنحضرت ﷺ ظاہر فرمود حضرت بابا آدم علیہ السلام بملاحظہ کردن نام مبارک پیغمبر علیہ السلام تبرکا تقبیل ابہامۂ خود فرمودند ازانجا تقبیل ابہامہ درشہادت ثانی اذان مسنون ومشہورگردیدہ است بہ نیت ثواب وتبرک حاصل کردن تقبیل ابہامہ روا است

ترجمہ:......سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اور قاضیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اذان میں انگوٹھے چومنا کیسا ہے؟

جواب:……اذان میں انگوٹھے چومنے کے بارے میں شامی اور تفسیر روح البیان میں مذکور ہے۔ اور اس کی حدیث اگرچہ ضعیف ہے مگر فضائل میں معتبر ہے۔ روایات میں آیا ہے کہ عالم ازل میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے حضرت آدم علیہ السلام کے ناخن مبارک میں آپ ﷺ کا نام مبارک ظاہر فرمایا تو حضرت آدم علیہ السلام نے متبرک کے طور پر بوسہ دیا تو اس وقت سے اذان میں یہ مسنون اور مشہور ہوا۔ اس لئے ثواب اور تبرک حاصل کرنے کے لئے انگوٹھے چومنا جائز ہے۔

(فتاویٰ شہابیہ ص۶۹ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ کانسی روڈ نزد حاجی غیبی چوک کوئٹہ)

دلیل نمبر ۱۰۰

مولوی عبدالرحمٰن حنفی لکھتے ہیں۔

قال علامہ شامی یستحب ان یقال عند سماع الاول من الشہادۃ صلی اللہ علیک یارسول اللہ و عند الثانیۃ قرۃ عینی بک یارسول اللہ. شامی ج ۱ ص ۲۷۹ وزاد طحطاوی اللھم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ابہامیہ. طحطاوی ص ۱۱۱ ایضا ارشاد الطالبین ص ۳۲۸ ومعارج النبوۃ ج۲ ص ۹۶ روح البیان ج ۷ ص ۲۳۸.

ترجمہ:……علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ مستحب یہ ہے پہلی بار اشہدان محمداً رسول اللہ سنتے وقت صلی اللہ علیک یا رسول اللہ اور دوسری بار اشہدان محمداً رسول اللہ سنتے وقت قرۃ عینی بک یا رسول اللہ کہے۔ پھر دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو دونوں آنکھوں پر رکھ کر اللھم متعنی بالسمع والبصر کہے۔

(خزینۃ الدلائل فی اطلاع آثار الاوائل ص ۳۲ مطبوعہ گنداھاب مہمند ایجنسی صوبہ سرحد)

باب دوم

اعتراضات وجوابات

اعتراض:...... یوسف لدھیانوی دیوبندی لکھتے ہیں۔ ماہرین علم حدیث نے اس روایت کو موضوع اور من گھڑت کہا ہے۔

(اختلاف امت اور صراط مستقیم ص ۱۱۷ مطبوعہ زم زم پبلشرز کراچی)

جواب:...... ماہرین علم حدیث سے مراد کون ہیں۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ دیوبندی مذہب میں دین حضور ﷺ کے قول وفعل کا نام نہیں۔ بلکہ دیوبندی مذہب میں دین اکابر دیوبند کے قول وفعل کا نام ہے۔ یہاں ماہرین علم حدیث سے مراد اشرف علی تھانوی، عبد الرحیم دیوبندی، عبد الحمید سواتی، وغیرہ وغیرہ ہیں۔ جنہوں نے اس روایت کو موضوع قرار دیا ہے۔ ماہرین علم حدیث میں سے کسی نے بھی اس روایت کو موضوع اور من گھڑت نہیں کہا ہے۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ ضعیف لکھا ہے۔ یہاں تک کہ غیر مقلدوں کے امام شوکانی و ناصر البانی نے بھی اس روایت کو ضعیف لکھا ہے نہ کہ موضوع۔ حوالہ کے لئے دیکھئے۔

(الدرالبهيه اردو ج ۱ ص ۲۲۱ مطبوعه نعمانی کتب خانه لاهور)

اور مفتی محمد فرید دیوبندی لکھتے ہیں۔ اسی باب میں احادیث مرفوعہ ضعیفہ مروی ہیں۔

(فتاوی دیوبندپاکستان المعروف فتاوی فریدیه ج ۲ ص ۱۸۲ ۔ ۱۸۳ مطبوعه دارالعلوم صدیقیه زروبی ضلع صوابی)

ماہرین علم حدیث میں سے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کے تحت لکھتے ہیں۔

قلت: واذاثبت رفعه علی الصدیق فیکفی العمل به لقوله علیه الصلاة والسلام: علیکم بسنتی وسنته الخلفاء الراشدین.

ترجمہ:...... یعنی میں کہتا ہوں کہ جب اس حدیث کا رفع صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک ثابت ہے تو عمل کے لئے کافی ہے کیونکہ حضور علیہ اسلام نے فرمایا کہ تم پر لازم کرتا ہوں اپنی سنت

اور اپنے خلفائے راشدین کی سنت۔
(الموضوعات الکبریٰ ص ۲۱۰ برقم ۸۲۹ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

علامہ الفاضل الکامل الشیخ اسمٰعیل حقی حنفی متوفی ۱۱۳۷ھ لکھتے ہیں۔

وضعف تقبيل ظفرى ابهاميه مع مسبحتيه والمسح على عينيه عند قوله محمد رسول الله لانه لم يثبت فى الحديث المرفوع لكن المحدثين اتفقوا على ان الحديث الضعيف يجوز العمل به فى الترغيب والترهيب.

ترجمہ:..... محمد رسول اللہ کہنے کے وقت اپنے انگوٹھے کے ناخنوں کو مع کلمے کی انگلیوں کے چومنا ضعیف ہے۔ کیونکہ یہ حدیث مرفوع سے ثابت نہیں لیکن محدثین اس پر متفق ہیں کہ حدیث ضعیف پر عمل کرنا رغبت دینے اور ڈرانے کے متعلق جائز ہے۔
(تفسیر روح البیان ج ۲ ص ۲۷۶ مطبوعہ دارالفکر بیروت)

علامہ احمد بن محمد طحطاوی متوفی ۱۲۳۱ھ لکھتے ہیں۔

وكذا روى عن الخضر عليه السلام وبمثله يعمل فى الفضائل.

ترجمہ:..... اور اسی طرح حضرت خضر علیہ السلام سے بھی روایت کیا گیا ہے اور فضائل اعمال میں ان احادیث پر عمل کیا جاتا ہے۔
(حاشیہ طحطاوی علی المراقی الفلاح ص ۱۲۵ مطبوعہ مکتبہ انصاریہ کابل افغانستان)

قارئین حضرات یہ بات اظهر من الشمس کی طرح واضح ہوگئی کہ ماہرین علم حدیث میں سے کسی نے بھی اس روایت کو موضوع قرار نہیں دیا ہم دیوبندیوں کو چیلنج کرتے ہیں ماہرین علم حدیث میں سے ایک ماہر علم حدیث سے یہ دکھادے کہ یہ حدیث موضوع ہے قیامت تک نہیں دکھا سکتے۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

اور ماہرین علم حدیث میں سے ملا علی قاری نے فرمایا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک اس کا رفع ثابت ہے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سنت حضور ﷺ کی سنت ہے۔ خلیل احمد انبیٹھوی ورشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں۔

''جس کے جواز کی دلیل قرون ثلاثہ میں ہو، خواہ وہ جزئیہ بوجود خارجی ان قرون میں ہوا یا نہ ہوا اور خواہ اس کی جنس کا وجود خارج میں ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، وہ سب سنت ہے۔

(براہین قاطعہ ص ۲۸ مطبوعہ مظاہر علوم سہارنپور)

ثابت ہوا کہ گنگوہی صاحب کے نزدیک اذان میں نام اقدس سن کر انگوٹھے چومنا سنت ہے، کیونکہ ملا علی قاری کی عبارت سے قرون ثلاثہ میں اس کی اصل متحقق ہوگئی، پھر اس کو بدعت وغیرہ کہنا جہالت اور تعصب نہیں اور کیا ہے؟

گکھڑوی صاحب کا امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان باندھنا

اعتراض:..... گکھڑوی صاحب امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے کہتے ہیں کہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تیسر المقال میں لکھا ہے کلھا موضوعات وہ سب کی سب موضوع اور جعلی ہیں۔

(راہ سنت ص ۲۲۳ مطبوعہ مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

جواب:..... لعنۃ اللہ علی الکذبین محمد سرفراز خان گکھڑوی جھوٹا ہے۔ یہ گکھڑوی صاحب کا سراسر جھوٹ ہے اور انہوں نے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ پر ایک عظیم بہتان باندھا کہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان روایات کو جعلی کہا ہیں۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے نہ ان نام کی کوئی کتاب لکھی ہے اور نہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی پوری دنیا میں اس نام کی کوئی کتاب موجود ہیں یہ گکھڑوی صاحب کا سراسر جھوٹ اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ پر ایک عظیم بہتان ہے۔ اور یہ طریقہ انہوں نے حسین احمد مدنی سے سیکھا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حسین احمد مدنی دیوبندی لکھتے ہیں۔

مجدد صاحب (اعلیٰ حضرت) کے دادا پیر شاہ حمزہ صاحب مارہروی مرحوم ''خزینۃ الاولیاء مطبوعہ کانپور صفحہ پندرہ پر ارشاد فرماتے ہیں الشہاب صفحہ ۹۹ جناب (اعلیٰ حضرت) کے دادا یعنی مولوی رضا علی خان صاحب ''ہدایۃ الاسلام'' مطبوعہ صبح صادق سیتاپور صفحہ ۳۸ میں فرماتے ہیں الشہاب صفحہ ۹۹ یہ محض حسین احمد صاحب کا جھوٹ اور افترا اور بہتان ہے کیونکہ دنیا میں حضرت شاہ حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کی خزینۃ الاولیاء اور حضرت رضا علی خان رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایۃ الاسلام کے نام سے تصنیف ہوئی ہی نہیں۔ جب تصنیف ہی نہیں ہوئی تو مطبع اور صفحہ کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جس کا حسین احمد صاحب نے حوالہ دیا۔ یہ صرف صدر دیوبند کا کمال ہے کہ انہوں نے از خود ہی ان کے صفحات تجویز کر لئے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ اور یہی حال ان کے اس شاگرد کا کہ انہوں نے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے یہ کتاب تیسر المقال گھڑ لی۔

گکھڑوی صاحب مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ خدا جانے انہوں نے کس رسالہ یا اخبار سے بدحواسی میں یہ نقل کر دیا ہے۔ کیا خوب تحقیق ہے۔ ٹائیٹل پر انہوں نے لکھا ہے کہ ان کی اس کتاب میں عام مختلف فیہ مسائل کا نہایت محققانہ مدلل فیصلہ کر دیا گیا ہے۔ سبحان اللہ تعالیٰ یہ ہیں مفتی صاحب کی تحقیق انیق کے چند نمونے۔

جواب: گکھڑوی صاحب کی بدحواسی۔ خدا جانے انہوں نے کہاں سے بددیانتی میں یہ نقل کر دیا ہے۔ کیا خوب تحقیق ہے۔ ٹائیٹل پر انہوں نے لکھا ہے کہ ان کی اس کتاب راہ سنت ''جس میں بڑی تحقیق اور عرق ریزی سے اہل السنت والجماعت کے دلائل کا معیار اور بدعت لغوی اور شرعی کا مفہوم اور حکم، قرآن کریم، صحیح احادیث اور صدہا عبارات سے واضح

کیا گیا ہے۔ سبحان اللہ تعالیٰ یہ ہیں گکھڑوی صاحب کی تحقیق انیق کے چند نمونے۔

غیر کی آنکھوں کا تنکا تجھ کو آتا ہے نظر
دیکھ اپنی آنکھ کا غافل ذرا شہتیر بھی

اعتراض:...... عبدالحمید سواتی دیوبندی لکھتے ہیں۔ کتاب شرح الیمانی میں لکھا ہے کہ مکروہ ہے انگوٹھوں کو چومنا اور آنکھوں پر رکھنا کہ اس بارے میں کوئی صحیح حدیث وارد نہیں ہوئی اور جو روایات آتی ہیں وہ صحیح نہیں ہیں۔ (حاشیہ جلالین ص ۳۵۷)

(نماز مسنون ص ۲۵۸ مکتبہ دروس القرآن گوجرانوالہ)

جواب:...... عبدالحمید صاحب آپ کے بھائی محمد سرفراز خان گکھڑوی تو ان خیانتوں میں مشہور ہے کیا آپ نے بھی یہ کام شروع کر دیا ہے کہ اس کے بعد والی عبارت دیوالی کی پوری سمجھ کر ہضم کر گئے۔ یہ عبارت دو کتابوں میں ہیں۔ روح البیان اور حاشیہ جلالین۔ قارئین حضرات اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

وفی شرح الیمانی ویکرہ تقبیل الظفرین ووضعهما علی العینین لانه لم یرد فیه والذی ورد فیه لیس بصحیح انتهی. یقول الفقیر قد صح عن العلماء تجویز الاخذ بالحدیث الضعیف فی العملیات فیکون الحدیث المذکور غیر مرفوع لایستلزم ترک العمل بمضمونه وقد اصاب القهستانی فی القول باستحبابه.

ترجمہ:...... (اوپر والے ترجمے کے بعد ہے) علماء سے ثابت ہے عملیات میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا۔ یہ حدیث مرفوع ہے اس سے کب لازم آتا ہے کہ اس سے عمل ترک کیا جائے۔ علامہ قہستانی اس فیصلہ میں حق پر ہیں اس لئے انہوں نے اسے مستحب لکھا ہے۔ (حاشیہ جلالین ص ۳۵۷)

معزز قارئین حضرات عبدالحمید صاحب نے آگے والی عبارت اس لئے نقل نہیں کی کہ اس کے مذہب پر پانی پھر جاتا۔ عبدالحمید صاحب آپ حضور ﷺ سے بغض وعناد میں کتنے اندھے

ہو گئے کہ آپ کو حاشیہ جلالین میں یہ مجہول قول تو نظر آیا مگر اس سے پہلے قہستانی، محیط، قوت القلوب، قصص الانبیاء، کی عبارتیں نظر نہ آئی۔ اور اس مجہول قول کے بعد یہ عبارت علامہ قہستانی اس مسئلہ میں حق پر ہیں نظر نہ آئی۔ آپ کے مفتی کفایت اللہ تو لکھتے ہیں کہ۔ شامی نے فتاوی صوفیہ کا حوالہ دیا ہے۔ کنز العباد اور فتاوی صوفیہ دونوں قابل فتوی دینے کے نہیں ہیں۔ (کفایت المفتی ج ۲ حصہ ۳ ص ۸ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان) اب اپنا حال دیکھئے کہ غیر معروف کتاب شرح الیمانی پیش کر رہے ہیں۔ اور جس کتاب سے پیش کر رہے ہیں اسی کتاب میں اس کے بعد اس کا رد موجود ہے۔ یہ خاصیتیں دیوبندیوں کی آج کی نہیں بیان کو اپنے اکابر سے وراثہ میں ملی ہے۔ جس کتاب میں حضور ﷺ کی شان بیان ہو تو یہ لوگ کوشش کرتے ہیں کسی طرح یہ پوری عبارت ہی حذف کر دے۔ جب یہ نہ ہو تو آگے والی عبارت حذف کر دے تھے ہیں جب یہ بھی نہ ہو تو ترجمہ میں تو خیانت ضرور کرتے ہیں۔ دیوبندی مذہب کی چوریوں کی تفصیل دیکھنی ہو تو فقیر کا رسالہ "چوری پر چوری" مطالعہ فرمائیں۔

اعتراض:...... عبدالرحیم دیوبندی لکھتے ہیں۔ یہ بدعتیوں کی ایجاد ہے اس سے احتراز کرنا ضروری ہے۔

(فتاوی رحیمیہ ج ۲ ص ۵۹ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

جواب:...... حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بدعتی لوگ دوزخ کے کتے ہیں۔ (کنزالعمال)

قارئین حضرات دیکھئے عبدالرحیم دیوبندی نے کتنے کثیر فقہا احناف کو بدعتی ٹھیرا دیا جو حضور ﷺ کے نام اقدس سن کر انگوٹھے چومنے کو مستحب کہتے ہیں۔ مفتی عبدالرحیم نے ان تمام فقہاء احناف کو اس وعید میں داخل کیا۔ اور عبدالرحیم کے اس فتوی سے اس نے اپنے اکابر کو بدعتی ٹھیرا دیا۔ سنئے اشرف علی تھانوی بدعتی نے لکھا کہ علاج کے لئے ایسا کرنا جائز ہے۔ اور عبدالرحیم نے کہا کہ بدعتیوں کی ایجاد ہے۔ تو اشرف علی تھانوی بدعتی نے یہ

علاج کی خاطر ایجاد کیا۔ مفتی عبدالحق بدعتی، مفتی محمد فرید بدعتی، مفتی کفایت اللہ بدعتی، ان تمام بدعتیوں نے علاج کی خاطر اس کو ایجاد کیا۔ کیونکہ وہ تمام روایات تو آپ کے نزدیک موضوع ہے تو اشرف علی تھانوی بدعتی نے یہ علاج کی خاطر کہاں سے ایجاد کیا۔ عبدالرحیم دیوبندی کے فتویٰ سے یہ تمام دیوبندی بدعتی ہوئے۔

اعتراض:...... مفتی محمد فرید دیوبندی لکھتے ہیں۔ یہ مخصوص تقبیل اگر چہ علاجا جائز ہے۔ لیکن ثواب کی نیت سے کرنا بدعت ہے اور چونکہ موجودہ وقت میں عوام اس کو ثواب کی نیت سے کرتے ہیں لہذا فتویٰ نہ کرنے کا دیا جائے گا۔

(فتاوی دیوبند پاکستان المعروف فتاوی فریدیہ ج ۲ ص ۱۸۷ مطبوعہ دارالعلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی)

جواب:...... مفتی محمد فرید دیوبندی نے کہا کہ علاج کی خاطر جائز اور ثواب کی نیت سے بدعت سیئہ اسی طرح اشرف علی تھانوی، عبدالحق، کفایت اللہ نے بھی لکھا ہے۔ اول تو ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ یہ علاجا آپ لوگوں نے کہاں سے ایجاد کیا۔ جن روایات میں ان کا ذکر ہے وہ روایات تو آپ لوگوں کے نزدیک من گھڑت قصے ہیں۔ یہاں پر یہ خود بدعتی ہوئے۔ دوم یہ کہنا کہ ثواب کی نیت سے بدعت۔ میرے خیال سے محمد فرید صاحب کو مستحب کی تعریف بھی نہیں آتی۔ اس لئے محمد فرید صاحب کو چاہیے کہ وہ کراچی میں آ کر دارالعلوم غوثیہ میں داخلہ لے اور استاذ العلماء مفتی عبدالحلیم ہزاروی دامت برکاتہم العالیہ سے خلاصہ کیدانی پڑھے تا کہ آپ کو مستحب کی تعریف معلوم ہو۔ دیکھئے مستحب کی تعریف میں ہیں۔ المندوب یثاب فاعله (شامی) یعنی مستحب وہ کہ اس کے کرنے والے کو ثواب ملتا ہے۔ اسی میں دوسری جگہ ہے۔ فیسمی مستحبا من حیث ان الشارع یحبه ویؤثره ومندوبا من حیث انه بین ثوابه وفضیلته۔ یعنی اس کو مستحب اس لئے کہتے ہیں کہ شارع نے اس کو پسند کیا اور ترجیح دی۔ اور مندوب اس لئے

کہتے ہیں کہ اس کا ثواب اور فضیلت بیان کی گئی ہے۔ (شامی ج ۱ ص ۸۴) معلوم ہوا کہ مستحب وہ کہ اس کے کرنے والے کو ثواب ملتا ہے۔ اور انگوٹھے چومنے کے مسئلے میں فقہاء کرام نے شروع میں مستحب لکھا ہے۔ دیکھئے شامی میں ہے۔ یستحب۔ جامع الرموز میں ہے۔ اعلم انه یستحب۔ تفسیر روح البیان میں ہے۔ اعلم انه یستحب۔ مجموعہ الفتاوی میں ہے۔ اعلم انه یستحب۔ طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے۔ انه یستحب۔ جب تمام فقہاء نے اس کو مستحب کہا، اور مستحب اس کو کہتے ہیں کہ جس کے کرنے پر ثواب ملے۔ تو یقیناً ثواب ہی کی نیت سے ہی انگوٹھے چومے گئیں۔ اور اس پر ثواب بھی ملے گا۔

سوم اتنے کثیر فقہاء کرام نے اس کو مستحب کہا ہے لیکن مفتی محمد فرید پھر بھی مستحب ماننے کو تیار نہیں لیکن دوسری طرف دیکھئے لکھتے ہیں۔

یہ عوامی تبلیغ جو درحقیقت ایک اصلاحی پروگرام ہے بدعت حسنہ اور مستحب ہے۔
(فتاوی دیوبند پاکستان المعروف فتاوی فریدیه ج ۱ ص ۱۷۵ مطبوعه دارالعلوم صدیقیه زروبی ضلع صوابی)

مفتی محمد فرید صاحب کا عجیب اصول ہے ایک طرف تو اتنے کثیر فقہاء کرام نے انگوٹھے چومنے کو مستحب کہا لیکن ماننے کے لئے تیار نہیں اور دوسری طرف ایک اصلاحی پروگرام جس کو خود بدعت حسنہ کہہ دیا یعنی خیر القرون میں اس کا ثبوت نہیں مگر پھر بھی اس کو مستحب کہہ دیا۔ دیوبندیوں کا یہ ایک عجیب اصول ہیں اتنے کثیر فقہاء کرام نے انگوٹھے چومنے کو مستحب کہا مگر دیوبندی ماننے کے لئے تیار نہیں مگر دوسری طرف دیکھئے مثلاً مسئلہ اقامت میں حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا چاہیئے اور اقامت کے شروع میں کھڑے ہونے تمام احناف بلکہ صحابہ کرام و تابعین رضی اللہ عنہم نے بھی اس کو مکروہ کہا ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں۔

عبدالرزاق عن التیمی، عن ابی عامر، عن معایة ابن قرة قالوا: کانوا یکرھون ان ینھض الرجل الی الصلوة حین یاخذ المؤذن فی اقامتہ۔

ترجمہ:...... حضرت معاویہ بن قرہ (تابعی) رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ (صحابہ وتابعین) اس کو مکروہ جانتے تھے کہ نماز میں مؤذن کے اقامت شروع کرتے ہی اٹھ کھڑا ہو۔

(مصنف عبدالرزاق ج ۱ ص ۴۸۱، ۴۸۲ رقم الحدیث ۱۸۵۰ مطبوعہ مکتب الاسلامی بیروت)

حضرت حسن بصری اور حضرت ابن سیرین رحمہما اللہ کا فرمان مبارک

عن الحسن انہ کرہ ان یقوم الامام حتی یقول المؤذن قد قامت الصلوۃ۔

ترجمہ:...... حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ آپ مکروہ سمجھتے تھے کہ امام مؤذن کے قد قامت الصلوۃ کہنے سے پہلے کھڑا ہو۔

(التمھید ابن عبد البرج ۲ ص ۱۸۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (الاستذکار ابن عبد البرج ۱ ص ۴۳۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۴۴۳ رقم الحدیث ۴۰۹۹ مطبوعہ دارالفکر بیروت)

ہشام ابن عروہ تابعی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان مبارک

امام بدرالدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں۔

کرہ ھشام یعنی ابن عروۃ ان یقوم حتی یقول المؤذن قدقامت الصلوۃ۔

ترجمہ:...... حضرت ہشام ابن عروہ تابعی رحمۃ اللہ علیہ نے مکروہ جانا کہ کوئی شخص کھڑا ہو یہاں تک کہ مؤذن قدقامت الصلوۃ کہے۔

(عمدۃ القاری ج ۵ ص ۱۵۴ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)، (فتح الملھم ج ۲ ص ۱۸۴ مطبوعہ مکتبہ الحجاز کراچی)، (بذل المجھود شرح ابوداؤد ج ۲ جز ۳ ص ۱۱۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (اعلاء السنن ج ۴ ص ۳۲۸ مطبوعہ ادارۃ القرآن و العلوم الاسلامیہ کراچی)

علامہ سید محمد امین ابن عابدین الشامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں۔

و یکرہ لہ الانتظار قائما و لکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن حی علی الفلاح.

ترجمہ:.....آدمی کے لئے کھڑے ہوکر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ وہ بیٹھ جائے پھر جب مؤذن حی علی الفلاح پر پہنچے تو کھڑا ہو جائے۔

(رد المحتار علی در المختار ج ۱ ص ۲۹۵ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ لکھتے ہیں۔

اذا دخل الرجل عند الاقامۃ یکرہ لہ الانتظار قائما و لکن یقعد ثم یقوم اذ بلغ المؤذن قولہ حی علی الفلاح کذا فی المضمرات.

جب کوئی شخص اقامت کے وقت (مسجد میں) داخل ہو جائے تو اس کے لئے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے اور جب مؤذن حی علی الفلاح تک پہنچے تو پھر کھڑا ہو جائے۔

(فتاوی عالمگیری ج ۱ ص ۲۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

علامہ سید احمد طحطاوی حنفی متوفی ۱۲۳۱ھ لکھتے ہیں۔

و اذا اخذ المؤذن فی الاقامۃ و دخل رجل المسجد فانہ یقعد و لا ینتظر قائما فانہ مکروہ کما فی المضمرات قھستانی و یفھم منہ کراھۃ القیام ابتداء الاقامۃ و الناس عنہ غافلون.

ترجمہ:.....جب مؤذن اقامت شروع کرے اور کوئی شخص مسجد میں داخل ہو جائے تو وہ بیٹھ جائے اور کھڑے ہو کر انتظار نہ کرے کیونکہ یہ مکروہ ہے۔ اس سے اقامت کے شروع ہی سے کھڑے ہونے کا مکروہ ہونا ثابت ہوا حالانکہ لوگ اس (مسئلے) سے غافل ہیں۔

(طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح ص ۲۲۵ مطبوعہ مکتبہ انصاریہ کابل افغانستان)

لیکن دیوبندی ماننے کے لئے تیار نہیں بلکہ ان کے نزدیک اقامت کے شروع میں کھڑا ہونا افضل و مستحب ہے۔ دیکھئے یہی مفتی محمد فرید صاحب دیوبندی اپنی ناقص تاویلات پیش کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ لہذا اس عارض کی وجہ سے افضل یہ ہے کہ پہلے سے قیام کیا

جائے۔

(فتاوی دیوبند پاکستان المعروف فتاوی فریدیہ ج ۲ص ۱۸۹ مطبوعہ دارالعلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی)

معزز قارئین انصاف کیجئے ایک طرف کثیر فقہاء کرام انگوٹھے چومنے کو مستحب کہہ رہے ہیں لیکن دیوبندیوں نے اس کو بدعت سیئہ مکروہ کہہ دیا اور دوسری طرف کثیر فقہاء کرام نے اقامت کے شروع میں کھڑے ہونے کو مکروہ کہہ دیا مگر دیوبندیوں اس کو مستحب کہہ دیا۔ یہ ہے دیوبندی مذہب کا اصول اللہ ہمیں ان بے دینوں سے بچائیں۔ آمین۔

چہارم آپ کے عبدالحئی لکھنوی نے لکھا ہے: بعضے فقہا مستحب نوشتہ اند (ترجمہ) بعض فقہاء نے اس کو مستحب لکھا ہے۔ (خلاصۃ الفتاوی مع مجموعۃ الفتاوی ج اص ۳۸ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) اور آپ کے مفتی عبدالحق دیوبندی بھی لکھتے ہیں۔ اگر چہ بعض علماء نے مستحب لکھا ہے۔

(فتاوی حقانیہ ج ۳ ص ۷۲ مطبوعہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ پاکستان)

اور دلیل میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات کو پیش کیا ہے اب بتائے مفتی فرید صاحب آپ کے فتاویٰ سے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ بدعتی ہیں یا نہیں آپ تو لکھتے ہیں کہ شامی (ردالمحتار) فقہی مسائل میں نہایت معتمد کتاب ہے۔ اسکا نہ ماننے والا جاہل یا متجاہل ہے۔

(فتاوی دیوبند پاکستان المعروف فتاوی فریدیہ ج ۱ ص ۲۰۳ مطبوعہ دارالعلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی)

ردالمحتار کا ماننا درکنار آپ تو علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کو بدعتی کہہ رہے ہیں اب آپ خود سوچ لے کہ آپ جاہل ہے یا متجاہل۔

اعتراض:...... محمد سرفراز گکھڑوی دیوبندی حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ "صحیح نہ ہونے سے ضعیف ہونا لازم نہیں کیونکہ صحیح کے بعد درجہ حسن باقی ہے (جاء الحق ص ۳۸۲) مگر مفتی صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ کوئی محدث جب مطلق لا یصح کہتا ہے تو اس کا مطلب اس کے بغیر اور کچھ نہیں ہوتا کہ یہ روایت ضعیف ہے اگر حدیث حسن ہوتی ہے تو اس کی تصریح کرتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے یا لیس بصحیح بل حسن وغیرہ سے اس کو تعبیر کرتے ہیں۔ مطلق لا یصح سے حسن سمجھنا قات فہم کا نتیجہ ہے۔

(راہ سنت ص ۲۴۰ مطبوعہ مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

جواب۔ گکھڑوی صاحب کو چاہیئے تھا کہ دلائل کے ذریعہ ثابت کرتے کہ محدثین کے لا یصح لم یثبت کہنے سے ضعیف ہی مراد ہوتا ہے حسن مراد نہیں ہوتا اور محدثین جب مطلق لا یصح یا لم یثبت لکھتے ہیں تو اس سے ضعیف ہی مراد ہوتا ہے مگر گکھڑوی صاحب اس سے قاصر رہے۔

محدثین کے لا یصح لم یثبت سے مراد حسن بھی ہوتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

غیر مقلد محمد شمس الحق عظیم آبادی متوفی ۱۳۲۹ھ لکھتے ہیں۔

لا یلزم من نفی الثبوت ثبوت الضعف لا حتمال ان یراد بالثبوت الصحة فلا ینتفی الحسن. وعلی التنزل لا یلزم من نفی الثبوت عن کل فرد (ای عن صحیح والحسن) نفیه عن المجموع (ای الصحیح والحسن والضعیف) انتهی کلامه.

ترجمہ:...... نفی ثبوت حدیث سے اس کا ضعف ثابت نہیں ہوتا کیونکہ احتمال ہے کہ ثبوت سے صحت مراد ہو (یعنی یہ حدیث صحت کو نہیں پہنچتی) تو اس سے حسن ہونے کی نفی نہیں ہوتی۔

(رسالة غنیة الالمعی مع طبرانی صغیر ج ۲ ص ۱۵۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیه بیروت)

شیخ الحدیث تقی الدین صاحب ندوی دیوبندی اپنی کتاب فن اسماء الرجال (مصدقہ سید علی ندوی) لکھتے ہیں۔

جب کسی حدیث کے بارے میں "لا یصح" یا "لا یثبت" کہا جائے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حدیث موضوع ہے یا ضعیف ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عدم ثبوت سے حدیث کا موضوع ہونا لازم نہیں آتا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حدیث کو "لا یصح" کہنے سے اس کا موضوع ہونا لازم نہیں آتا۔ ممکن ہے وہ حدیث حسن یا حسن لغیرہ ہو۔

ان اصطلات کا علم اسماء الرجال اور فن جرح وتعدیل کے طالب علم کے لیے جاننا ضروری ہے۔ ورنہ اس فن کی کتابوں سے استفادہ میں بہت سی غلطیوں کا امکان ہے۔

(فن اسماء الرجال ص ۷۶ مطبوعہ ملک سنز کارخانہ بازار فیصل آباد)

دوم اس کا جواب اسی گکھڑوی ہی کی زبان سے ملاحظہ فرمائیں۔ گکھڑوی صاحب لکھتے ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ نتائج الافکار میں لکھتے ہیں کہ:

لا یلزم من نفی الثبوت ثبوت الضعف لا حتمال ان یراد بالثبوت الصحۃ فلا ینتفی الحسن.

ترجمہ:...... نفی ثبوت حدیث سے اس کا ضعف ثابت نہیں ہوتا کیونکہ احتمال ہے کہ ثبوت سے صحت مراد ہو (یعنی یہ حدیث صحت کو نہیں پہنچتی) تو اس سے حسن ہونے کی نفی نہیں ہوتی۔

حافظ ابن حجرؒ کے اس فنی نقطہ سے معلوم ہوا کہ نفی ثبوت سے ثبوت ضعف لازم نہیں ہوتا۔ ہوسکتا ہے کہ حدیث صحت کو تو نہ پہنچتی ہو لیکن حسن کے درجہ کو پہنچ جائے اور اسی کو صالح سے تعبیر کرلیا گیا ہے اور حسن حدیث بھی جمہور کے نزدیک قابل احتجاج ہے۔

(سماع الموتی ص ۲۲۴۔۲۲۵ مطبوعہ مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

الزاماً جواب گکھڑوی صاحب کی اچ

مگر گکھڑوی صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ کوئی محدث جب مطلق لا یصح لم یثبت کہتا ہے تو اس کا مطلب اس کے بغیر اور کچھ نہیں ہوتا کہ یہ روایت ضعیف ہے اگر حدیث حسن ہوتی ہے تو اس کی تصریح کرتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے یا لیس بصحیح بل حسن وغیرہ سے اس کو تعبیر کرتے ہیں۔ گکھڑوی صاحب کا مطلق لا یصح یا لم یثبت سے حسن سمجھنا قلت فہم کا نتیجہ ہے۔

گکھڑوی صاحب نے دو اشعار لکھے ہیں جو اس پر فٹ آ رہے ہیں۔

غیر کی آنکھوں کا تنکا تجھ کو آتا ہے نظر — دیکھ اپنی آنکھ کا غافل ذرا شہتیر بھی

اعتراض۔ محققین کے نزدیک یہ روایت ثابت نہیں۔ دیکھئے مقاصد حسنہ میں ہے۔ لا یصح فی المرفوع من کل هذا شیئی. (ترجمہ) ان سے کوئی مرفوع حدیث صحیح نہیں۔

شامی میں ہے۔ لم یصح من المرفوع من هذا الشیئی.

جواب۔ اس کے تین جواب ہے۔ اول محققین کا کسی حدیث کے متعلق فرمانا کہ صحیح نہیں اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ یہ حدیث غلط و باطل ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ صحت کے اس اعلیٰ درجہ کو نہ پہنچی جسے محققین اپنی اصطلاح میں درجہ صحت کہتے ہیں۔ لا یصح سے مراد موضوع نہیں کیونکہ حدیث صحیح نہ ہونے اور موضوع ہونے میں زمین، آسمان کا فرق ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ محمد طاہر فتنی خاتمہ، مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں۔

بین قولنا لم یصح وقولنا موضوع بون کبیر، فان الوضع اثبات الکذب والاختلاق، وقولنا لم یصح لایلزم منه اثبات العدم، وانما هو اخبار عن عدم الثبوت، وفرق بین الامرین.

ترجمہ:..... یعنی ہم محدثین کا کسی حدیث کو کہنا کہ یہ صحیح نہیں اور موضوع کہنا ان دونوں میں

بڑا بل ہے، کہ موضوع کہنا تو اسے کذب وافتراء ٹھراتا ہے اور غیر صحیح کہنے سے نفی حدیث

لازم نہیں، بلکہ اس کا حاصل تو سلب ثبوت ہے، اور ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔

(مجمع بحار الانوار ج ۳ ص ۵۰۶ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ)

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ القول المسدد فی الذب عن مسند احمد میں فرماتے ہیں۔

لایلزم من کون الحدیث لم یصح ان یکون موضوعا.

ترجمہ:..... یعنی حدیث کے صحیح نہ ہونے سے موضوع ہونا لازم نہیں آتا۔

(القول المسدد ص ۳۷ مطبوعہ مکتبۃ ابن تیمیۃ القاھرۃ مصر)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اکثر ماحکم الذھبی علی ھذا الحدیث، انہ قال متن لیس بصحیح وھذا صادق بضعفہ.

ترجمہ:..... یعنی بڑھ سے بڑھ اس حدیث پر امام ذہبی نے اتنا حکم کیا کہ یہ متن صحیح نہیں، یہ

بات ضعیف ہونے سے بھی صادق آتی ہے۔

(التعقبات علی الموضوعات ص ۲۹ مطبوعہ مکتبہ اشرعیہ سانگلہ ھل شیخوپورہ)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

لایلزم عن عدم الصحۃ وجود الوضع کما لایخفی.

ترجمہ:..... یعنی کھلی ہوئی بات ہے کہ حدیث کے صحیح نہ ہونے سے موضوع ہونا لازم نہیں

آتا۔

(الموضوعات الکبری ص ۳۱۸ برقم ۱۲۲۳ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

یہی ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اسی میں روز عاشورا سرمہ لگانے کی حدیث پر امام احمد بن

حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا حکم "لایصح ھذا الحدیث" (یہ حدیث صحیح نہیں) نقل کر کے

فرماتے ہیں۔

ترجمہ:...... یعنی میں کہتا ہوں اس کے صحیح نہ ہونے سے موضوع ہونا لازم نہیں، غایت یہ کہ ضعیف ہو۔

(الموضوعات الکبری ص ۳۲۱ برقم ۱۲۹۸ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

غیر مقلد محمد شمس الحق عظیم آبادی متوفی ۱۳۲۹ھ لکھتے ہیں۔

السؤال: ما الفرق بین هذا الحدیث لایصح، وقولهم لایثبت هل معناهما واحد أو مغایر، و ما معنی قولهم؟

الجواب: قولهم لا یصح و لا یثبت یستعمل لمعان، فربما ارادوا بقولهم لا یصح و لا یثبت اثبات الضعف والاخبار عن عدم الثبوت من طریق الصحیح والحسن، و لایریدون به اثبات الوضع.

قال السیوطی فی اللآلیء المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة فی أوائل کتاب التوحید: قال الشیخ بدربن الدین الزرکشی فی نکتة علی ابن الصلاح: بین قولنا لم یصح و قولنا موضوع بون کبیر، فان الوضع اثبات الکذب والاختلاق، و قولنا لم یصح لا یلزم منه اثبات العدم، وانما هو اخبار عن عدم الثبوت، وفرق بین الامرین. انتهی کلام السیوطی.

و مثله فی المصنوع فی الحدیث الموضوع لعلی القاری: وقال القاری فی تذکرة الموضوعات: حدیث "من طاف بهذا البیت اسوعا وصلی خلف المقام" الخ. قال السخاوی لایصح قلت: لا یقال انه موضوع غایته انه ضعیف انتهی.

ترجمہ:...... سوال:۔ یہ حدیث صحیح نہیں اور یہ حدیث ثابت نہیں، ان میں کیا فرق ہے۔ کیا ان کا معنی ایک ہے یا الگ الگ۔ اور ان کے اس قول کا کیا معنی ہے؟

جواب:...... ان کا قول کہ صحیح نہیں اور ثابت نہیں یہ کئی معانی میں استعمال ہوتا ہے کبھی ان کی مراد لایصح سے اور لایثبت سے ضعف ثابت کرنا ہوتا ہے اور صحیح اور حسن کے طریقے پر اخبار کا عدم ثبوت ثابت کرنا ہوتا ہے، اس سے موضوع ثابت کرنے کا ارادہ نہیں کرتے۔

امام سیوطی نے لآلی المصنوعه فی الاحادیث الموضوعة میں کتاب التوحید کے شروع میں لکھا ہے۔ شیخ بدرالدین الزرکشی نے علی ابن الصلاح کے نکتہ

میں فرمایا ہے:

یعنی ہم محدثین کا کسی حدیث کو کہنا کہ یہ صحیح نہیں اور موضوع کہنا ان دونوں میں بڑا بل ہے، کہ موضوع کہنا تو اسے کذب و افتراء ٹھہراتا ہے اور غیر صحیح کہنے سے نفی حدیث لازم نہیں، بلکہ اس کا حاصل تو سلب ثبوت ہے، اور ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ امام سیوطی کا کلام پورا ہوا۔

اسی طرح ملا علی قاری نے المصنوع فی الحدیث الموضوع میں لکھا ہے۔

اور ملا علی قاری نے تذکرۃ الموضوعات میں فرمایا ہے۔

حدیث:...... جس نے بیت اللہ کا سات مرتبہ طواف کیا اور مقام ابراہیم پر نماز پڑھی۔ امام سخاوی نے فرمایا لا یصح۔ میں کہتا ہوں یہ نہ کہا جائے کہ یہ موضوع ہے۔ بلکہ انتہائی یہ ہے کہ ضعیف ہے۔

(رسالة غنية الالمعي مع طبراني صغير ج ۲ ص ۱۵۷ مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت)

قارئین حضرات یہ بات اظہر من الشمس کی طرح واضح ہوگئی کہ محققین کے نزدیک لا یصح سے مراد موضوع نہیں ہوتا۔

دوم حدیث صحیح نہ ہونے سے اگر مان بھی لیا جاوے کہ یہ حدیث ضعیف ہے پھر بھی فضائل اعمال میں ضعیف حدیث معتبر ہوتی ہے۔

شیخ ابو طالب محمد بن الحسن المکی متوفی ۳۸۶ھ لکھتے ہیں۔

الاحاديث فی فضائل الاعمال و تفضيل الاصحاب متقبلة محتملة علی كل حال مقاطيعها و مراسيلها لا تعارض و لا ترد كذلك كان السلف يفعلون.

ترجمہ:...... یعنی فضائل اعمال و تفضیل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حدیثیں کیسی ہی ہوں ہر حال میں مقبول و ماخوذ ہیں۔ مقطوع ہوں خواہ مرسل نہ ان کی مخالفت کی جائے گی

اور نہ انہیں رد کیا جائے گا آئمہ سلف کا یہی طریقہ تھا۔
(قوت القلوب فی معاملة المحبوب ج ۱ ص ۱۷۸)

امام یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں۔
انهم قد يروون عنهم احاديث الترغيب والترهيب وفضائل الاعمال والقصص واحاديث الزهد ومكارم الاخلاق ونحو ذالك مما لا تتعلق بالحلال والحرام وسائز الاحكام وهذا الضرب من الحديث يجوز عنداهل الحديث وغيرهم التساهل فيه ورواية ماسوى الموضوع منه والعمل به لان اصول ذالك صحيحة مقررة فى الشروع معروفة عند اهله.

ترجمہ:.....حضرات محدثین ضعیف راویوں سے ترغیب، ترہیب، فضائل اعمال، قصہ جات، زہد اور مکارم اخلاق میں احادیث روایت کرتے ہیں لیکن حلال وحرام کے احکام سے تعلق رکھنے والی احادیث ایسے راویوں سے بالکل روایت نہیں کرتے۔ اس قسم کی احادیث ضعیف راویوں سے روایت کرنا اور ان پر عمل کرنا محدثین کے نزدیک جائز ہے کیونکہ یہ اصول شریعت میں صحیح و مقرر اور اہل شریعت کے ہاں معروف ہے۔
(شرح مسلم نووی ص ۲۱ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

یہی امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں۔
قال العلماء من المحدثين والفقهاء وغيرهم يجوز ويستحب العمل فى الفضائل والترغيب والترهيب بالحديث الضعيف مالم يكن موضوعا.

ترجمہ:.....محدثین، فقہاء اور دیگر علماء کرام فرماتے ہیں کہ فضائل اعمال، ترغیب اور ترہیب کے باب میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز و مستحب ہے جبکہ وہ حدیث موضوع نہ ہو۔
(الاذکار ص ۷ ناشر مکتبہ سیفیة پشاور)

امام ابن حجر ہیتمی کی متوفی ۹۷۳ھ لکھتے ہیں۔
الذى اطبق عليه ائمتنا الفقهاء والاصوليون والحفاظ ان الحديث الضعيف حجة فى المناقب كما انه ثم باجماع من يعتدبه حجة فى فضائل الاعمال.

ترجمہ:...... ہمارے ائمہ فقہاء اصولیین اور حفاظ کا اس پر اتفاق ہے کہ مناقب میں بھی حدیث ضعیف حجت ہوتی ہے جس طرح قابل شمار علماء کا اس پر اجماع ہے کہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف حجت ہوتی ہے۔

(تطهير الجنان واللسان ص ۱۳ مطبوعه مكتبة القاهره)

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں۔

و يجوز عند اهل الحديث و غيرهم التساهل فى الاسانيد الضعيفة و رواية ما سوى الموضوع من الضعيف و العمل به.

ترجمہ:...... اور محدثین وغیرہم علماء کے نزدیک ضعیف سندوں میں تساہل اور بے اظہار ضعف موضوع کے سوا ہر قسم حدیث کی روایت اور اس پر عمل فضائل اعمال وغیرہ امور میں جائز ہے۔

(تدريب الراوى ص ۲۹۸ مطبوعه مكتبة الرياض الحديثة. الرياض)

علامہ احمد شہاب الدین خفاجی حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ لکھتے ہیں۔

الذى يصلح للتعويل عليه ان يقال اذا وجد حيث فى فضيلة عمل من الاعمال لا يحتمل الحرمة و الكراهية يجوز العمل به و يستحب لانه مامون الخطر و مر جوّ النفع.

ترجمہ:...... یعنی اعتماد کے قابل یہ بات ہے کہ جب کسی عمل کی فضیلت میں کوئی حدیث پائی جائے اور وہ حرمت وکراہت کے قابل نہ ہو تو اس حدیث پر عمل جائز ومستحب ہے کہ اندیشہ سے امان ہے اور نفع کی امید۔

(نسيم الرياض شرح شفا)

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں۔

فى فضائل الاعمال يجوز العمل بالحديث الضعيف.

ترجمہ:...... فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل جائز ہے۔

(شامى ج ۱ ص ۲۸۳ باب الاذان مطبوعه مكتبه رشيديه كوئٹه)

یہی وجہ ہے کہ علامہ شامی نے لم يصح فى المرفوع فرماتے ہوئے بھی

یستحب یعنی مستحب ہے فرمایا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں۔

ان الحدیث الضعیف معتبر فی فضائل اعمال.

ترجمہ:...... بے شک حدیث ضعیف فضائل اعمال میں معتبر ہے۔

(مقدمہ لمعات التنقیح شرح مشکوۃ المصابیح ج ۱ ص ۲۹ مطبوعہ مکتبہ المعارف العلمیہ شیش محل لاہور)، (مقدمہ مشکوۃ ص ۲ مطبوعہ نورمحمد اصح المطابع کراچی)

سوم اگر اس کے متعلق کوئی بھی حدیث نہ ملتی۔ تب بھی امت مصطفیٰ ﷺ کا مستحب ماننا ہی کافی تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

ما رآہ المسلمون حسناً فھو عنداللہ حسن.

ترجمہ:...... جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔

(امام حاکم فی المستدرک ج ۳ ص ۸۳،۸۲ رقم الحدیث ۴۴۶۵ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (البحر الزخار، المعروف بمسند البزار ج ۵ ص ۲۱۲۔ ۲۱۳ رقم الحدیث ۱۸۱۶ مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم المدینۃ المنورۃ)، (مسند احمد ج ۱ ص ۲۲۹ رقم الحدیث ۳۵۸۹ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)، (حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۳۷۵ رقم الحدیث مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت)، (اعلام الموقعین ابن جوزی ج ۱ ص ۹۵ مطبوعہ دارالجیل بیروت)، (مسند الطیالسی ص ۳۳ رقم الحدیث ۲۴۶ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت)، (مجمع الزوائد و منبع الفوائد ج ۱ ص ۱۷۷ مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت)، (کتاب الآثار امام محمد حاشیۃ ابوالوفاء افغانی ج ۲ ص ۱۹۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (شرح السنۃ امام بغوی ج ۱ ص ۱۸۶۔ ۱۸۷ رقم الحدیث ۱۰۵ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (کشف الخفاء ومزیل الالباس ج ۲ ص ۲۴۵ رقم الحدیث ۲۲۱۴ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)، (المقاصد حسنہ امام سخاوی ص ۳۳۱ رقم الحدیث ۹۵۹ مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت)

امام ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدیلمی متوفی ۵۰۹ھ روایت کرتے ہیں۔

عن ابی حمزہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ:
من بلغہ عن اللہ تعالیٰ فضیلۃ فلم یصدق بھا لم ینلھا.

ترجمہ:.....حضرت ابوحمزہ انس بن مالک ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جسے اللہ تعالی سے کسی فضیلت کی خبر پہنچے وہ اسے نہ مانے اس فضل سے محروم رہے گا۔

(دیلمی، الفردوس بماثور الخطاب ج ۳ ص ۵۶۰ رقم الحدیث ۵۷۵۸ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)،(مسند ابی یعلی)، (جامع الصغیر ج ۲ ص ۵۲۰ رقم الحدیث ۸۵۶۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی الجامع الصغیر للنبہانی ج ۳ ص ۱۲۶ رقم الحدیث ۱۱۵۲۹ مطبوعہ دارالفکر بیروت)،(جامع الاحادیث الکبیر للسیوطی ج ۷ ص ۱۹۰ رقم الحدیث ۲۱۵۹۰ مطبوعہ دارالفکربیروت)،(فیض القدیر شرح جامع الصغیر ج ۶ ص ۱۲۳ رقم الحدیث ۸۵۶۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (غایۃ الاحکام فی احادیث الاحکام ج ۲ ص ۵۸۶ رقم الحدیث ۳۸۲۳ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)،(المقاصد الحسنہ ص ۶۷۳ رقم الحدیث ۱۰۹۱ مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت)، (کشف الخفاء ومزیل الالباس ج ۲ ص ۳۰۹ رقم الحدیث ۲۳۲۰ مطبوعہ موسسۃ الرسا لۃ بیروت)

امام محب الدین ابی جعفر احمد بن عبداللہ الطبری متوفی ۶۹۴ھ لکھتے ہیں۔

عن انس ﷜ رفع الحدیث الی النبی ﷺ انہ قال: من بلغہ عن اللہ فضل اعطاہ اللہ ذلک وان لم یکن ذلک کذلک، وقع لنا ھذا الحدیث بھذا اللفظ ثمانی الاسناد، واخرجناہ بسندہ فی کتاب العوالی فی قسم الثمانیات، اواخرجہ الامام ابو القاسم ابن عساکر الحافظ الدمشقی. الاربعین الطوال من حدیث جابر، واخرجہ الامام ابو محمد الحسین البغوی من حدیث انس بلفظ حدیث جابر، واخرجہ الامام الحافظ ابو محمد الحسن بن محمد الحسن الخلال بسندہ من حدیث جابر ولفظہ: من بلغہ عن اللہ شئ فیہ فضیلۃ فاخذ بہ ایمانا واحتسابا ورجاء ثوابہ، اعطاء اللہ ذالک وان لم یکن کذالک. واخرجہ الامام ابوالحسن علی بن الحسن القرشی الھکاری من حدیث معاذ بن جبل، ولفظہ: من بلغہ عن اللہ جل وعلا فضیلۃ فاخذ بھا التماس اجرھا ورجاء ثوابھا اعطاہ اللہ اجر ذلک وان لم یکن کذلک:

ترجمہ:.....(مختصرا) حضرت جابر ﷜ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جسے اللہ تعالی سے کسی بات میں کچھ فضیلت کی خبر پہنچے وہ اپنے یقین اور ان کے ثواب کی امید سے اس بات پر عمل کرے اللہ تعالی اسے وہ فضیلت عطا فرمائے گا اگرچہ وہ خبر ٹھیک نہ ہو۔

(غاية الاحكام فى احاديث الاحكام ج ٢ ص ٥٨٦ رقم الحديث ٣٨٣٢ مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت)، (كنزالعمال ج ١٥ ص ٧٩١ رقم الحديث ٤٣١٣٢ مطبوعه موسسة الرسالة بيروت)، (تاريخ بغداد ج ٨ ص ٢٩٥ مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت)، (ديلمى، الفردوس بماثورالخطاب ج ٣ ص٥٥٩ ـ ٥٦٠ رقم الحديث ٥٧٥٧ مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت)، (جامع الاحاديث الكبير للسيوطى ج ٧ ص ١٦٠ رقم الحديث ٢١٥٩١ مطبوعه دارالفكر بيروت)، (جمع الجوامع للسيوطى ج ٧ ص ١٢٣ رقم الحديث ٢١٥٩٠ ـ ٢١٥٩١ مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت)، (كشف الخفاء ومزيل الالباس ج٢ص ٣١٠ رقم الحديث ٢٢٢٠ مطبوعه موسسة الرسالة بيروت)

حضرت ابوھریرہ ﷜ کی روایت میں ہے کہ:

ما جاء كم عني من خير قلته اولم اقله فاني اقوله و ما جاء كم عن من شر فاني لا اقول لشر.

ترجمہ:...... کہ تمہیں جس بھلائی کی خبر پہنچے خواہ وہ میں نے فرمائی ہو یا نہ ہو فرمائی ہو میں اسے فرماتا ہوں اور جس بری بات کی خبر پہنچے تو میں بری بات نہیں فرماتا۔

(مسند احمد ج ٢ ص ٣٦٧ رقم الحديث ٨٧٨٧ مطبوعه مؤسسة قرطبة مصر)

سرفراز خان دیوبندی لکھتے ہیں۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ علماء امت کا تعامل بھی ایک شئے ہے اور اس سے بھی صرف نظر نہیں کی جاسکتی اور ایسے فروعی مسائل میں ادلہ قطعیہ کی حاجت بھی نہیں ہوتی، فی الجملہ دلائل درکار ہوتے ہیں اور بحمد اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں وہ سب موجود ہیں۔

(سماع الموتی ص ٢٢٢ مطبوعه مكتبه صفدريه گوجرانواله)

ہم بھی دیوبندیوں سے یہی بات کہتے ہیں کہ علماء امت کا تعامل بھی ایک شئے ہے اور اس سے بھی صرف نظر نہیں کی جاسکتی۔ اتنے کثیر علماء امت نے نام اقدس ﷺ سن کر انگوٹھے چومنے کو مستحب کہا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

امام مکی از قوت القلوب، اسمٰعیل حقی، علامہ شامی، علامہ طحطاوی، ملا علی قاری، علامہ قہستانی، علامہ عبد القدوس، ملا طاہر محدث فتنی، امام سخاوی، امام جمال مکی، محمد بن صالح مدنی، ان کے علاوہ کثیر علماء امت (جن کے حوالا جات پیچھے گزر چکے ہیں) نے نام

اقدس سن کر انگوٹھے چومنے کو مستحب کہا ہے۔ ان کثیر علماء امت کا نام اقدس ﷺ سن کر انگوٹھے کو مستحب کہنا ہمارے لئے کافی ہے۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ دو اعتراضات کے جواب دیتے ہوئے اپنی بہترین کتاب جاء الحق میں لکھتے ہیں۔

اعتراض:..... حضرت آدم علیہ السلام نے اگر نور مصطفیٰ علیہ السلام انگوٹھے کے ناخنوں میں دیکھ کر اس کو چوما تھا۔ تو تم کون سا نور دیکھتے ہو جو چومتے ہو۔ چومنے کی جو وجہ وہاں تھی وہ یہاں نہیں۔

جواب:..... حضرت ہاجرہ جب اپنے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو لے کر مکہ مکرمہ کے جنگل میں تشریف لائیں تو تلاش پانی کے لئے صفا و مروہ پہاڑ کے درمیان دوڑیں۔ آج تم حج میں وہاں کیوں دوڑتے ہو؟ آج کہاں پانی کی تلاش ہے؟ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے قربانی کے لئے جاتے ہوئے راستے میں تین جگہ شیطان کو کنکر مارے آج تم حج میں وہاں کیوں کنکر مارتے ہو؟ وہاں اب کونسا شیطان آپ کو دھوکا دے رہا ہے؟ حضور علیہ السلام نے ایک خاص ضرورت کی وجہ سے کفار مکہ کو دکھانے کے لئے طواف میں رمل کرا کر اپنی طاقت دکھائی۔ بتاؤ کہ اب طواف قدوم میں رمل کیوں کرتے ہو؟ اب وہاں کفار کہاں دیکھ رہے ہیں؟ جناب انبیائے کرام کے بعض عمل ایسے مقبول ہو جاتے ہیں کہ ان کی یادگار باقی رکھی جاتی ہے اگرچہ وہ ضرورت باقی نہ رہے اسی طرح یہ بھی ہے۔

اعتراض:۔ کیا وجہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے نام پر انگوٹھے کے ناخن چومتے ہو۔ کوئی اور چیز کیوں نہیں چومتے ناخن میں کیا خصوصیت ہے؟ ہاتھ پاؤں کپڑے وغیرہ چومنا چاہئے۔

جواب:..... چونکہ روایت میں ناخن ہی کا ثبوت ہے۔ اس لئے اسی کو چومتے ہیں منصوصات میں وجہ تلاش کرنا ضروری نہیں۔ اگر اس کا نکتہ ہی معلوم کرنا ہے تو یہ ہے کہ تفسیر

خازن وروح البیان وغیرہ نے پارہ ۸ سورۂ اعراف زیر آیت بدت لهما سواتهما (آیت نمبر ۲۲) میں بیان فرمایا کہ جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کا لباس ناخن تھا یعنی تمام جسم شریف پر ناخن تھا جو کہ نہایت خوبصورت اور نرم تھا جب ان پر عتاب الٰہی ہوا وہ کپڑا اتار لیا گیا۔ مگر انگلیوں کے پوروں پر بطور یادگار باقی رکھا گیا جس سے معلوم ہوا کہ ہمارے ناخن جنتی لباس ہیں اور اب جنت تو ہم کو حضور علیہ السلام کے طفیل سے ملیگی لہذا ان کے نام پر جنتی لباس چوم لیتے ہیں جیسے کہ کعبہ معظمہ میں سنگ اسود جنتی پتھر ہے اس کو چومتے ہیں باقی کعبہ شریف کو نہیں چومتے۔ کیونکہ وہ اس جنتی گھر کی یادگار ہے جو کہ حضرت آدم علیہ السلام کے لئے زمین پر آیا تھا اور طوفان نوح میں اٹھالیا گیا۔ اور یہ پتھر اس کی یادگار رہا۔ اسی طرح ناخن بھی اس جنتی لباس کی یادگار ہے۔

(جاء الحق ص ۳۷۲ مطبوعہ فرید بکڈپو دھلی)

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ لکھتے ہیں۔

حدثنا القاسم قال ثنا الحسن قال ثنی حجاج عن حسام بن معبد عن قتادة وابی بکر قتادة قال کان لباس آدم فی الجنة ظفرا کله فلما وقع بالذنب کشط عنه وبدت سوأته.

(تفسیر الطبری ج ۸ ص ۱۴۳ مطبوعہ دارالفکر بیروت)

علامہ ابوالبرکات احمد بن محمد نسفی متوفی ۷۱۰ھ لکھتے ہیں۔

کان لباسهما من جنس الاظفار ای کالظفر بیاضاً فی غایة اللطف واللین فبقی عند الاظفار تذکیراً للنعم وتجدیدا للندم.

ترجمہ:...... حضرت آدم وحوا علیہما السلام کا لباس ناخن کی جنس سے تھا یعنی ناخن کی طرح صاف وشفاف اور انتہائی لطیف ونرم جو اب ناخنوں کے مقام پر باقی رہ گیا نعمتوں کی یادگار اور ندامت کی تجدید کے لئے۔

(تفسیر مدارک ج ۱ ص ۴۰۷ مطبوعہ مکتبة القرآن والسنة پشاور)

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں۔

واخرج الفریابی وابن شیبة وعبد بن حمید وابن جریر وابن

المنذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ وابن مردویه والبیهقی فی سننه وابن عساکر فی تاریخه عن ابن عباس قال: کان لباس آدم وحواء کالظفر، فلما أکلا من الشجرة لم یبق علیهما الا مثل الظفر.

ترجمہ:..... امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ بیہقی نے اپنی سنن میں اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آدم علیہ السلام وحواء علیہ السلام کا لباس ناخن کی مانند تھا۔ جب انہوں نے اس شجر ممنوعہ سے کھایا تو جسم سے وہ لباس اتر گیا اور صرف ناخنوں پر باقی رہ گیا۔ (تاکہ نعمت کی یاد آتی رہے)

(الدر المنثور فی التفسیر الماثور ج ۳ ص ۱۳۹ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت)

دعا

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ یا اللہ! ہم تمام مسلمانوں کو مسلک اہل سنت وجماعت کے دامن سے وابستہ فرما۔ اور عقیدہ اہل سنت وجماعت پر ہی ہماری حیات ووفات ہو۔ اور ہر قسم کے فتنوں سے ہمیں محفوظ فرما۔

بحرمة الانبیاء العظام و الاولیاء الکرام امین یا رب العالمین و صلی الله تعالی علی سیدنا و محبوبنا و نبینا محمد و علی اله و اصحابه و ازواجه و اتباعه الی یوم الدین.

والله تعالی و رسوله الاعلی اعلم بالصواب

سعید اللہ خان قادری

متعلم دار العلوم غوثیہ پرانی سبزی منڈی درجہ رابعہ

2/1/2007 آستانہ عالیہ قادریہ غوثیہ پیاز گنج ناتھ ناظم آباد کراچی

علامہ سعید اللہ خان قادری صاحب کی دیگر محققانہ تصانیف

اقامت میں

حی علی الفلاح

پر کھڑے ہونے کا شرعی حکم

337 حوالہ جات سے مزین مطبوعہ مکتبہ غوثیہ کراچی

دعا

بعد نماز جنازہ

امام الانبیاء ﷺ کی سنت ہے

دعا میں ہاتھ اٹھانے کا ثبوت

قرآن واحادیث سے دعا بعد نماز جنازہ کا مدلل ثبوت

مخالفین کی کتب سے دعا بعد نماز جنازہ کا ثبوت

مخالفین کے اعتراضات کے منہ توڑ جوابات

انشاء اللہ جلد ہی منظر عام پر آ جائے گی

حیلۃ الاسقاط

مع دوران القرآن کا مدلل ثبوت

حیلہ شرعی کا ثبوت

حیلہ اسقاط کا ثبوت

حیلہ اسقاط مع دوران القرآن کا ثبوت

اعتراضات کے منہ توڑ جوابات

غیب

کی خبریں دینے والا نبی

علم غیب کے موضوع پر بہترین کتاب

دلائلوں کے انبار اور اعتراضات کے مسکت جوبات

انشاء اللہ جلد ہی منظر عام پر آجائے گی

تفسیر

میاں گل جان

سورہ اخلاص کے فضائل اور مختصر تشریح

خضر علیہ السلام

نبی ہیں یا ولی؟

حضرت خضر علیہ السلام کی مختصر سوانح حیات

بہترین تحقیق

انشاء اللہ جلد ہی منظر عام پر آ جائے گی

چوری پر چوری

نام کے علماء اور مکتبوں کی چوریوں کی نشان دہی

ہر کوئی مطالعہ فرما کر اپنی معلومات میں اضافہ کرے

سرکار ﷺ نے سر کی آنکھوں سے رب کا دیدار کیا

دیدارِ الٰہی پر بہترین تحقیق اور اعتراضات کے مسکت جوابات

انشاءاللہ جلد ہی منظر عام پر آجائے گی

مقامِ سلسلہ قادریہ

غوث پاک رضی اللہ عنہ کے غلاموں کے لئے بہترین تحفہ

انشاءاللہ جلد ہی منظر عام پر آجائے گی

عمامہ شریف کے فضائل

عمامہ شریف کے رنگ اور شرعی حکم

بہترین تحقیق انشاءاللہ جلد ہی منظر عام پر آجائے گی

کون مشرک و بدعتی؟

بہترین تحقیق انشاء اللہ جلد ہی منظر عام پر آ جائے گی

فتاوی میاں گل جان

جلد اوّل کتاب العقائد و کتاب الصلاۃ

بہترین تحقیق انشاء اللہ جلد ہی منظر عام پر آ جائے گی

اسباق سلسلہ قادریہ مبارک

قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین سیدی و مرشدی قبلہ سید میاں گل صاحب قادری دامت برکاتہم العالیہ

(۱) لا الہ الا اللہ ہزار مرتبہ

(۲) الا اللہ ہزار مرتبہ

(۳) اللہ ہزار مرتبہ

(۴) ھو ہزار مرتبہ

(۵) اللہ ھو ہزار مرتبہ

(۶) ھو اللہ ہزار مرتبہ

(۷) انت الہادی انت الحق لیس الہادی الا ھو ہزار مرتبہ

(۸) استغفار پانچ سو مرتبہ

درود شریف ہزار مرتبہ

مراقبہ فجر و عصر کے بعد

خادم اہل سنت سعید اللہ خان قادری

آستانہ عالیہ غوثیہ بہار کیمپ کراچی

مصنف کی دیگر کُتب

- حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کا شرعی حکم
- دعا بعد نماز جنازہ
- حیلۃ الاسقاط
- غیب کی خبریں دینے والا نبی
- تفسیر میاں گل جان
- حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں یا ولی؟
- چوری پر چوری
- سرکار نے سر کی آنکھوں سے رب کا دیدار کیا
- مقام سلسلہ قادریہ
- عمامہ شریف کے فضائل
- مشرک و بدعتی کون؟
- فتاویٰ میاں گل جان

ملنے کا پتہ

مکتبہ میاں گل جان

نارتھ ناظم آباد پہاڑ گنج عثمان غنی کالونی بلاک R کراچی

Printed By : JAMEEL BROTHERS 0332-2318945